شرح ضربِ کلیم

از

عارف بٹالوی

ناشر

آزاد کتاب گھر، کلاں محل، دہلی ۶

بار اوّل

۱۹۶۶ء

قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ

آزاد کتاب گھر۔ کلاں محل۔ دھلی ۶

فہرست عنوانات

شرح ضربِ کلیم	۷	قوت اور دین	۴۵
تمہید	۸	فقر و ملوکیت	۴۶
صبح	۱۲	اسلام	۴۸
لا الٰہ الّا اللہ	۱۳	حیاتِ ابدی	۴۹
تن بہ تقدیر	۱۶	سلطانی	۵۰
معراج	۱۷	صوفی سے	۵۳
ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام	۲۰	افرنگ زدہ	۵۴
زمین اور آسمان	۲۴	تصوف	۵۵
مسلمان کا زوال	۲۵	ہندی اسلام	۵۷
علم و عشق	۲۷	غزل	۵۸
اجتہاد	۳۰	دنیا	۶۰
شکر و شکایت	۳۱	نماز	۶۱
ذکر و فکر	۳۳	وحی	۶۳
ملائے حرم	۳۴	شکست	۶۴
تقدیر	۳۵	عقل و دل	۶۵
توحید	۳۶	مستیٔ کردار	۶۶
علم اور دین	۳۸	قبر	۶۷
ہندی مسلمان	۴۰	قلندر کی پہچان	۶۸
آزادیٔ شمشیر کے اعلان پر	۴۱	فلسفہ	۶۹
جہاد	۴۲	مردانِ خدا	۷۱

کافر و مومن ۷۳
مہدیٔ برحق ۷۴
مومن ۷۵
محمد علی باب ۷۷
تقدیر ۷۸
اے روحِ محمد ۸۰
مدنیتِ اسلام ۸۱
امامت ۸۳
فقر و راہبی ۸۴
غزل ۸۶
تسلیم و رضا ۸۸
نکتۂ توحید ۸۹
الہام اور آزادی ۹۱
جان و تن ۹۲
لاہور و کراچی ۹۳
نبوت ۹۴
آدم ۹۶
مکہ اور جنیوا ۹۷
اے پیرِ حرم ۹۸
مہدی ۱۰۰
مردِ مسلمان ۱۰۱
پنجابی مسلمان ۱۰۳
آزادی ۱۰۴
اشاعتِ اسلام فرنگستان میں ۱۰۶
لا الٰہ الا ۱۰۷
امرائے عرب سے ۱۰۸
احکامِ الٰہی ۱۰۹
موت ۱۱۰
قم باذن اللہ ۱۱۱

تعلیم و تربیت

مقصود (سپنوزا) ۱۱۴
زمانہ حاضر کا انسان ۱۱۵
اقوامِ مشرق ۱۱۶
آگاہی
مصلحینِ مشرق ۱۱۷
مغربی تہذیب ۱۱۸
اسرارِ پیدا ۱۱۹
سلطان ٹیپو کی وصیت ۱۲۱
غزل ۱۲۲
بیداری ۱۲۴
خودی کی تربیت ۱۲۵
آزادیٔ فکر ۱۲۶
خودی کی زندگی ۱۲۷
حکومت
ہندی مکتب ۱۲۸
تربیت ۱۳۰

خوب وزشت ۱۳۱
مرگِ خودی ۱۳۲
مہمانِ عزیز ۱۳۴
عصرِ حاضر ۱۳۵
طالبِ علم ۱۳۶
امتحان ۱۳۷
مدرسہ ۱۳۸
حکیم نطشے ۱۴۰
اساتذہ ۱۴۱
غزل ۱۴۲
دین و تعلیم ۱۴۳
جاوید سے ۱۴۵
مردِ فرنگ **عورت** ۱۵۴
ایک سوال
پردہ ۱۵۵
خلوت ۱۵۶
عورت ۱۵۷
آزادیٔ نسواں ۱۵۸
عورت کی حفاظت ۱۵۹
عورت اور تعلیم ۱۶۰
عورت ۱۶۱
ادبیات فنونِ لطیفہ
دین و ہنر ۱۶۴
تخلیق ۱۶۵
جنوں ۱۶۶
اپنے شعر سے ۱۶۷
پیرس کی مسجد ۱۶۸
ادبیات ۱۶۹
نگاہ ۱۷۰
مسجد قوت الاسلام ۱۷۱
تیاتر (تھیٹر) ۱۷۳
شعاعِ امید ۱۷۴
اُمید ۱۷۶
نگاہِ شوق ۱۷۹
اہلِ ہنر سے ۱۸۰
غزل ۱۸۲
وجود ۱۸۴
سرود ۱۸۵
نسیم و شبنم ۱۸۶
اہرامِ مصر ۱۸۸
مخلوقاتِ ہنر ۱۸۹
اقبال ۱۹۰
فنونِ لطیفہ ۱۹۱
صبحِ چمن ۱۹۳
خاقانی ۱۹۴
رومی ۱۹۶

جدت ۱۹۷
مرزا بیدل ۱۹۸
جلال و جمال ۲۰۰
مُصور ۲۰۱
سرودِ حلال ۲۰۲
سرودِ حرام ۲۰۴
نوارہ ۲۰۵
شاعر ۲۰۶
شعرِ عجم ۲۰۷
ہنروران ہند ۲۰۹
مردِ بزرگ ۲۱۰
عالمِ نو ۲۱۲
ایجادِ معانی ۲۱۳
موسیقی ۲۱۴
ذوقِ نظر
شعر ۲۱۵
رقص و موسیقی
ضبط
رقص ۲۱۶
سیاسیاتِ مشرق و مغرب ۲۱۷
اشتراکیت ۲۲۰
کارل مارکس کی آواز ۲۲۲
انقلاب
خوشامد ۲۲۳
مناصب ۲۲۴
یورپ اور یہود ۲۲۶
نفسیاتِ غلامی ۲۲۷
بلشویک روس ۲۲۸
آج اور کل
مشرق ۲۲۹
سیاستِ افرنگ ۲۳۰
انتخاب ۲۳۱
لادینی سیاست ۲۳۳
دامِ تہذیب ۲۳۴
نصیحت ۲۳۵
ایک بحری قزاق اور سکندر ۲۳۷
جمعیتِ اقوام ۲۳۸
شام و فلسطین ۲۳۹
سیاسی پیشوا ۲۴۱
نفسیاتِ غلامی ۲۴۲
غلاموں کی نماز ۲۴۳
فلسطینی عرب سے ۲۴۵
مشرق و مغرب
نفسیاتِ حاکمی ۲۴۶
محرابِ گل افغان کے افکار ۲۴۹

شرحِ ضربِ کلیم

ناظرین سے

الفاظ	معنی
حقائق	جمع حقیقت کی
زجاج	کانچ
حریف	دشمنِ مقابل
سنگ	پتھر
ضربتِ کاری	گہری سخت چوٹ
چنگ	ایک قسم کا باجا
ترنگ	تار کے بجنے کی آواز
جل ترنگ	پیالوں میں پانی بھر کر بجاتے ہیں

شعر ۱

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر　　تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

شرح:- اے انسان جب تک تو زندگی کے اسرار و رموز اور اُس کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوگا تجھ سے احساسِ کمتری نہیں جا سکتا جس کی وجہ سے تیری کمزوریاں زمانے کی مشکلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ ہی تیرا کانچ سا دل مصیبتوں کے پہاڑ سے ٹکر لے سکتا ہے۔

شعر ۲

یہ زور دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام　　میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

شرح:- اے انسان یہ دنیا ایک جنگ و جدل کا میدان ہے یہاں وہی فاتح کہلائے گا جو قوتِ بازو سے دشمن کا مقابلہ کرے گا اور گہری چوٹ سے اُسے زخمی کر دے گا۔ چنانچہ یہاں دشمن کے حملوں کی ہوشیار رہ، محفلِ رقص و سرود میں گم ہو کر اپنی ذات کو نغموں اور باجوں کا طلبگار نہ بنا۔

شعر ۳

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایہ حیات　　فطرت لہو ترنگ ہے غافل نہ جل ترنگ

شرح:- زندگی خون کی گرمی اندروں سے زندہ جاوید ہے۔ زندگی کا دوسرا نام فطرت ہے اور فطرت خون کے ساز پر وجد کرتی ہے نہ کہ پانی کے ساز پر۔ اس لئے غیرتِ نفس اگر مضطرب ہے تو خون خون ہے ورنہ پانی۔

تمہید

الفاظ	معنی
دیر	بُت خانہ

حرم	کعبہ کی چار دیواری۔ کعبہ
خودی	ذات ۔ نفس ۔ آتما
خاور	مشرق
تریاک	زہر افیون
اندیشہ	فکر۔ سوچ ۔ غم
پیکر	چہرہ ۔ جسم
حوادث	حادثے
حجاب	پردہ
خس و خاشاک	کوڑا کرکٹ

شعر ۱

نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روح تریاکی

شرح:- دیر سے مراد اہلِ بتخانہ یعنی ہندو اور حرم سے مراد اہلِ کعبہ یعنی مسلم۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس وقت نہ بُت پرستوں کی آتما بیدار ہے نہ خدا پرستوں کی ذات اپنے نفس سے آگاہ ہے۔ سارے مشرق میں تمام قومیں افیون کے نشے میں ہیں۔

شعر ۲

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے بُری ہے مستیٔ اندیشہ ہائے افلاکی

شرح:- اس شعر میں حضرت علامہ کا روئے سخن اُن سائنسدانوں کی طرف ہے جو آسمانوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ایسے طبقے سے کہا گیا ہے کہ اگر تم زمین کے ہنگاموں اور اہلِ زمین کی مشکلات کی گتھیاں نہ سُلجھا سکے تو آسمانوں کے متعلق تمہاری فکر بیکار ہے۔ پہلے تم زمین کی ریسرچ

تو مکمل کر لو اور اہلِ زمین یعنی انسانوں کے دُکھوں کا حل تو تلاش کر لو۔ پھر اگر اس سے فراغت ملے تو عرش کے بارے میں بھی سوچ لینا۔

شعر ۳

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

شرح:۔ اے انسان تو یہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد مٹی میں جذب ہو جائے گی اور سلسلۂ زندگی یہاں بس ختم ہو جائے گا۔ تیرا یہ خیال غلط ہے کیونکہ اس مرنے سے تیری نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ مرنا نہیں منتقل ہونا ہے۔ موت کا دوسرا نام انتقال ہے۔ یہ مرگ تو زندگی کا ایک مقام ہے جہاں وہ ذرا ٹھہرتی ہے۔ یہ ایک موڑ ہے جہاں پہنچ کر منزل کی طرف قدم اٹھائی ہے۔

شعر ۴

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

شرح:۔ زمانہ ہزار کوشش کے باوجود اپنے انقلابات اور حادثے کسی پردے میں پنہاں نہیں رکھ سکتا۔ اہلِ نظر کی نگاہ انہیں دیکھے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر تجھے آنے والے حادثے نظر نہیں آتے تو تیری بینائی کا قصور ہے یا تیرے دل میں خود روشنی نہیں جس سے مستقبل کا مشاہدہ کر سکے۔

شعر ۵

عطا ہوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو کہ میرے شعلے میں ہے سرکشی و بیباکی

شرح:۔ جس طرح سے سوکھے تنکوں کو جلانے کے لئے ایک چنگاری کافی ہوتی ہے اسی طرح علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے وطن کا ماحول مثال کوڑے کے نصیب ہوا ہے لیکن میں اس سے مایوس نہیں ہوں کیونکہ میرے شعلے میں وہ سرکشی ہے جو اسے نابود کر سکتی ہے۔ حضرت علامہ اہلِ وطن کی کور ذوقی اور کوتاہی سے

مایوس نہیں ہیں، انہیں اپنے آپ پر اعتماد ہے کہ ان کے شعلۂ فکر سے یہ خرابیاں جل کر راکھ ہو جائیں گی اور تر و تازگیِ فکر کی نشو و نما ہو سکے گی۔

(۲)

الفاظ	معنی
مجلس آرائی	محفل لگانا
پیوند	بندھن۔ جوڑ
کوکنار	پوست
نیلگوں	مرادِ آسمان
سرا	سرکنڈ۔ چشمہ۔ تالاب
خورسند	خوش

شعر ۱

ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی　　اگرچہ تو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند

شرح:- اے اقبال تیرا گناہ یہ ہے کہ تو اہلِ وطن کو ہمخیال بنانے کے واسطے انہیں اپنے قریب لانے کے لئے اپنی محفل میں بلا رہا ہے۔ اگرچہ تجھ میں زمانے کی طرح الگ رہنے کی عادت ہے۔

شعر ۲

جو کوکنار کے خوگر تھے اُن غریبوں کو　　تری نوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

شرح:- متاعِ علم و دانش سے خالی لوگ جو پوست کے نشے میں مست رہنے کے عادی تھے اب انہیں تیری فکر نے اوپر ابھرنے کا شوق عطا فرما دیا ہے۔

شعر ۳

تڑپ رہے ہیں فضا ہائے نیلگوں کیلئے　　وہ پرشکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند

شرح:- وہ لوگ جو اِس سے پہلے ایک مختصر سے تالاب کو سمندر سمجھے ہوئے تھے اور اپنی سمجھ کے مطابق بہت خوش تھے آج وہ تیری بدولت آسمان کی نیلی فضاؤں میں اڑنے کے خواہشمند نظر آرہے ہیں۔

شعر ۴

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی　　مقامِ شوق و سرورِ نظر سے محرومی

شرح:- رہنمائی کے ان سلسلوں کو ختم کرنے کے لئے کیوں نہ تجھ سے نوائے سحر چھین لی جائے اور کیوں نہ تجھ سے اس والہانہ شوق کو الگ کر لیا جائے تاکہ تو اس پوست اور بھنگ پینے والی قوم کو بیدار نہ کر سکے۔ تیرے اس قلندرپن کی سزا تو یہی نظر آتی ہے۔

صبح

الفاظ	معنی
سحر	صبح
فردا	کل آنے والا
امروز	آج۔ (زمانہ حال)
لرزنا	تھرتھرانا
شبستان	خوابگاہ

شعر ۱

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز　　نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا

شرح:- یہ صبح جو آج جلوہ گری کرتی ہے اور پھر کل بھی نمودار ہونے والی ہے علم نہیں کہ اس کی نمود کہاں سے ہوتی ہے۔

شعر ۲

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

شرح: لیکن وہ صبح جس کے وجود کی خوابگاہ تھر تھرا جاتی ہے معلوم ہے کہ صرف مسلمان کی اذان سے طلوع ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی اذان مسلم کو خواب سے بیدار کرتی ہے کہ اے سونے والو! اٹھو، خواب سے الگ ہو جاؤ اور زندگی کی مصروفیتوں میں مشغول ہو جاؤ، اس لئے کہ زندگی کا صحیح تصرف ہی عبادت ہے۔

(عبادت سے مفہوم ہے قانونِ خداوندی کی پیروی کرنا۔)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

الفاظ	معنی
لَآ اِلٰہَ	نہیں ہے کوئی قابلِ عبادت
اِلَّا اللّٰہُ	لیکن خدا کے سوا
سِرِّ نہاں	پوشیدہ راز
فسوں	سحر
صنم کدہ	بتوں کا گھر
متاع	دولت۔ سرمایہ
سُود	نفع۔ منافع
زیاں	نقصان۔ گھاٹا۔ خسارہ
زُنّاری	زنار بند۔ جنیو پہننے والا۔ (ہندو)
زماں	وقت

شعر ۱

خودی کا سرِّ نہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ خودی ہے تیغ فساں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:۔ اگر انسان کا اعتقاد و ایمان اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور کوئی معبود نہیں تو پھر انسانی وقار کا یہی راز ہے اور اسی تیز دھار سے یقینِ محکم تمام شرکتوں کا سر قلم کئے چلا جاتا ہے۔

شعر ۲

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:۔ دنیا بتوں کا گھر بن چکی ہے چنانچہ خدا سے روشناس کرانے کے لئے کوئی ابراہیم بھی چاہیئے۔ چونکہ زمانہ اپنے بتوں کو آزما آزما کر تھک چکا ہے اس لئے یہ دَور خود ہی اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے۔ گویا زمانے کی عقلی کوششیں اپنے اصنام کے حق میں خود ہی ضربت کاری بن جائیں گی۔

شعر ۳

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا فریبِ سود و زیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:۔ حضرت علامہ اہلِ دنیا سے خطاب فرماتے ہیں کہ تو نے نخوت و تکبر کا بیوپار کیا ہے جس سے نفع و نقصان ایک دھوکہ ہے۔ یقین مان کہ عبادت کے لائق صرف خدا کی ذات ہے اور کوئی نہیں جس کے قانون کی پیروی کی جائے۔

شعر ۴

یہ مال و دولتِ دُنیا یہ رشتہ و پیوند بتانِ وہم و گماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:۔ دنیا اور دنیا کا تمام تعلق صرف وہم و گمان کے بُت ہیں اور بتوں سے کسی نفع و نقصان کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ رشتہ اور مضبوط رشتہ صرف اللہ کی ذات ہے۔

شعر ۵

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری نہ ہے زماں نہ مکاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:- جنیو ایک کچا دھاگا ہوتا ہے جسے پہن کر ہندو سمجھتا ہے کہ میں پکے مذہب کا پیروکار ہوں حالانکہ کچے پن کا رشتہ پختگی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت علامہ نے عقل کو اسی انداز کا بتایا ہے کہ اس نے وقت اور مقام کا جنیو پہن لیا ہوا ہے اور انسان اپنی عقل سے سمجھتا ہے کہ وہ وقت کے تابع ہے اور مکان میں مقید ہے حالانکہ نہ وقت مستقل شے ہے نہ کسی مکان کو پائیداری حاصل ہے سوائے خدا کی ذات کے۔ اگر انسان عقل سے الگ ہو کر دل کے ایمان سے خدا کی پائیداری اور وحدانیت پر یقین کر لے تو وہ ان غلط اور جھوٹی قیود سے قطعی آزاد نظر آئے گا۔

شعر ۶

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:- یہ عقیدہ کہ خدا واحد لاشریک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے کسی زمانے، کسی موسم، کسی عمر اور کسی فرقے کا محتاج و مقید نہیں ہے بلکہ ہر زمانے میں یہ حقیقت حقیقت ہی رہے گی۔

شعر ۷

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں مجھے ہے حکمِ اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شرح:- اشارہ اُس آیتِ کریمہ کی طرف ہے جس میں بیان ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں چند منافق ایسے بھی تھے کہ ایمان لے آنے کے بعد اور مسلمان ہو کر جب نماز کے لئے آتے تو اپنی آستینوں میں بت چھپا کر لے آتے تاکہ دل سے اپنے بتوں کی پرستش کر سکیں اور بظاہر جماعتِ مومنین کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں شامل رہیں۔

حضرت علامہ بھی اس زمانے کے مسلمانوں کو بھی ان منافقین سا سمجھتے ہیں کہ بظاہر مسلمان ہیں عقیدا اور ارشادِ خداوندی پر ایمان لے آئے ہوئے ہیں لیکن منافقانہ عادات و خصائل سے مجبور ہیں۔ علامہ اس منافقت کو دیکھتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ میرے لئے یہی حکم ہے کہ میں رٹ لگائے جاؤں کہ اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے۔ کسی غیر کے آستاں پر جبیں سائی کفر ہے۔ یہ لوگ میری سُنیں یا نہ سُنیں مجھے اس سے غرض نہیں ہے۔ مجھے تعمیلِ حکم سے سروکار ہے اور بس۔

تن بہ تقدیر

الفاظ	معنی
مہ	چاند
پرویں	چھ ستاروں کا جھرمٹ
تقدیر	اندازہ

شعر

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم — جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا اسیر

شرح: علامہ فرماتے ہیں کہ آجکل مسلمان من گھڑت تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ چونکہ کوئی قانون ایسا نہیں ہے جو محاسبہ کر سکے اس لئے یہ مسلمان اسی قرآن سے ترکِ جہاں کی تعلیم ثابت کرتے ہیں۔ وہ قرآن جس نے مسلمان کو چاند ستاروں کا راہبر بنایا تھا۔ یعنی مسلمان علوم و فنون میں اس قدر آگے تھا کہ چاند ستارے جب سفر شروع کرتے تو ان کی نگاہ ان کی منزلوں پر ہوتی تھی۔

شعر ۲

تن بہ تقدیر ہے آج اُن کے عمل کا انداز — تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

شرح:۔ آج مسلمان کے فکر و شعور کا یہ عالم ہے کہ تقدیر کا مفہوم مقدر اور قسمت کی تحریر سمجھے بیٹھا ہے اور اس فیصلے پر اکتفا کئے بیٹھا ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے لہٰذا جد و جہد سے کیا حاصل؟ حالانکہ ایک وقت وہ تھا کہ خدا کا منشا ان کے ارادوں کا محتاج تھا اور خدا کے اندازے ان کے ارادوں سے ثابت ہوتے تھے۔ ان کی قوتِ عمل سے نظامِ کائنات میں وہ تبدیلیاں ظہور پذیر ہوتی تھیں جنھیں واقعی خدا تبدیل کرنا چاہتا تھا اور خدا کے پروگرام میں شامل تھیں گویا خدا کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے والے مسلمان ہی تھے۔

شعر ۳

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

شرح:۔ ان کی غلامانہ ذہنیت سے ایسا انقلاب آیا کہ جو معاشرہ، جو نظام۔ جو دستورِ حیات، جو لائحۂ عمل ایک بندۂ مومن کے لئے زہر قاتل تھا جو ملتِ اسلامیہ کے لئے موت کا پیغام تھا وہی ان کے لئے قابلِ قبول ہوا اور یہ صرف اس لئے کہ یہ غلامی کے خوگر ہو گئے۔ کھلی فضا میں اڑ کر تلاشِ رزق کی بجائے قفس کے آب و دانہ کو پسند کر لیا۔

معراج

الفاظ	معنی
ولولہ	جوش
شوق	جستجو۔ آرزو۔ ذوق
مہر	سورج
تاراج	لوٹ، غارت۔ تابع
نفس	سانس

درّاج	تیتر
ناوک	تیر
ہدف	نشانہ
سرّ	راز۔ بھید
سراپردہ	وہ پردہ جو خیمے کے سامنے بطور دیوار کھینچتے ہیں
معراج	سیڑھی۔ عروج۔ بلندی
والنجم	ستارہ (قرآن کی ایک سورۃ)
ملدوجزر	جوار بھاٹا

شعر ۱

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج

شرح: ۔ علامہ اقبالؒ معراج کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ اُدھر اڑنے کا ذوق عطا فرمائے وہ اس عنایتِ خاص سے چاند ستاروں کو لوٹتا، غارت کرتا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

شعر ۲

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز پُرسوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج

شرح: ۔ حضرت علامہ بڑی خوبصورت اور جدید تشبیہات سے کام لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ایک تیتر کے لئے باز کا مقابلہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ بشرطیکہ تیتر کے سینے میں سوز و گداز ہو۔ یعنی اگر کوئی معمولی انسان اپنی ذات پر ایمانِ محکم رکھتا ہے تو وہ بڑے بڑے معرکوں کو سر کر سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ارادوں میں لغزش نہ آجائے۔ یقین متزلزل نہ ہو جائے۔ اور بعینہٖ ایک مردِ مومن سارے عالم کی امامت کر سکتا ہے۔

شعر ۳

ناوک ہے مسلماں. ہدف اس کا ہے ثریا ہے سرِّ سراپردۂ جاں نکتۂ معراج

شرح:۔ مسلمان مثال ایک تیر کے ہے جس کا نشانہ ستاروں کا جھرمٹ ہے۔ انسان کی جان اس پردے کی مثال ہے جو خیمہ کے آگے کھینچا جاتا ہے۔ اگر اسے ہٹا دیا جائے تو بہت بلند پہنچنے کے لئے ایک سیڑھی تیار ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر مسلمان اپنی جان کو خدا کی امانت سمجھے اور اسی کی تکمیلِ منشا کی راہ میں صرف کر دے تو یہ عمل انسان کو زندگی کی معراج تک پہنچا دیتا ہے۔ اور زندگی کی معراج یہ ہے کہ انسان میں خدا کے اوصاف داخل ہو جائیں اور پھر اس کا ہر عمل خدا کی منشا بن جائے اور خدا کے تمام پروگرام اس کے ہاتھ سے طے پاتے چلے جائیں۔

شعر ۴

تُو معنیِ والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا ہے تیرا مدوجزر ابھی چاند کا محتاج

شرح:۔ اے غافل انسان اگر تو قرآن مجید کی آیت والنجم کا مفہوم نہیں سمجھا جس میں معراج کی تشریح ہے اور ستارے کے گرنے کا بیان ہے تو کوئی عجب بات نہیں ہے کیونکہ تیرے علم کی حدود ہی محدود ہیں۔ جس طرح سمندر کا پانی چاند کی کشش سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح تیرا گرنا اور اُبھرنا بھی کسی چاند کا محتاج ہے۔ ورنہ اگر تو اپنی ذات سے آگاہ ہوتا تو تجھے اپنے گرنے کے اسباب معلوم ہو جاتے اور پھر تو اپنی قوتوں سے اُبھر بھی سکتا تھا۔ لیکن چونکہ تو ان قوتوں سے ناآشنا ہے اس لئے ابھرنا تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ جس روز تو اپنے اعلیٰ پن کو واقف ہو جائے گا اُس دن تجھے ہر شے اپنے سے کم نظر آئے گی اور تیرے تابعِ فرمان ہو جائے گی۔

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

الفاظ	معنی
برگساں	ایک مشہور حکیم
ہیگل	مشہور فلسفی
صدف	سیپی
طلسم	جادو
لازماں	جس کا کوئی زمانہ نہ ہو۔ دوامی
عشا	تاریکی
اشراق	روشن ہونا
آفاق	تمام دنیا
حضوری	بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہنا
افکار	جمع فکر کی
صوت	آواز
مسلک	راستہ (نصب العین)
تقویم	سیدھا کرنا
پور	بیٹا
بوعلی	ایک مشہور حکیم
قائد	راہبر
قرشی	قبیلۂ قریش کا شخص
بخاری	شہر بخارا کا باشندہ

شعر ۱

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا　　زناریٔ برگساں نہ ہوتا

شرح:۔ علامہ کا روئے سخن پوری قوم کے نوجوان طبقہ سے ہے۔ جو تعلیم القرآن سے بہت دور ہٹ چکا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اے انسان اگر تو اپنی خودی کو ضائع نہ کرتا تو آج برگساں کے راستے پر نظر نہ آتا۔

شعر ۲

ہیگل کا صنم کدہ ہے خالی　　ہے اس کا طلسم سب خیالی

شرح:۔ جس فلسفی کا تو پیروکار ہے اس کی سیپی میں کوئی موتی نہیں ہے۔ اس کے فلسفے کا تمام جادو خیال پر مبنی ہے۔ حقائق سے کوئی رشتہ نہیں رکھتا۔

شعر ۳

محکم کیسے ہو زندگانی　　کس طرح خودی ہو لازمانی

شرح:۔ جب تیرا یقین ہیگل کے نظریات پر ہے پھر زندگی کیسے پختہ ہو سکتی ہے اور خودی کیسے دوام حاصل کر سکتی ہے۔

شعر ۴

آدم کو ثبات کی طلب ہے　　دستورِ حیات کی طلب ہے

شرح:۔ انسانی برادری کو پختگی کی تلاش ہے اور وہ کسی ایسے دستورِ حیات کی تلاش میں سرگرداں ہے جس کے ماتحت انسان کو اطمینان نصیب ہو۔

شعر ۵

دنیا کی عشا ہو جس کی اشراق　　مومن کی اذاں ندائے آفاق

شرح:۔ ایسا دستورِ حیات جس سے دنیا کی تاریکی اُجالے میں بدل جائے اور وہ صرف مومن کی پکار میں مضمر ہے، وہ پکار جو ساری دنیا کی آواز بن جائے یعنی جسے

کائنات تسلیم کرلے۔

شعر ۶

میں اصل کا خاص سومناتی　　آبا میرے لاتی و مناتی

شرح:- علامہ فرماتے ہیں کہ وہ بندۂ مومن کہاں سے پیدا ہو کیونکہ میرا شجرۂ نسب سومنات سے جاکر مل جاتا ہے اور میرے بزرگ بت پرست تھے۔

شعر ۷

تو سیّدِ ہاشمی کی اولاد!　　میری کفِ خاک برہمن زاد

شرح:- میری حقیقت تو تیرے سامنے ہے کہ میں برہمن نسل سے ہوں اس لئے مجھ سے ایسی اذاں کی توقع رکھنا کچھ مناسب نظر نہیں آتا۔ البتہ تو خالص سید زادہ ہے یہ کام تجھ سے ممکن ہو سکتا ہے۔ (علامہ کا طنز بڑا پیارا ہے)

شعر ۸

ہے فلسفہ میرے آب و گل میں　　پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں

شرح:- اگر میں فلسفوں میں گم ہو جاؤں تو بعید نہیں کیونکہ میرے تخم میں زندگی سے گریز اور فلسفۂ زندگی سے پیار داخل ہے۔ میرے قلب و نگاہ میں فلسفہ کی چاشنی ہے۔

شعر ۹

اقبال اگرچہ بے ہنر ہے　　اِس کی رگ رگ سے باخبر ہے

شرح:- تسلیم کہ میں بے ہنر ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس فلسفے میں تو اُلجھا ہوا ہے میں اس کی رگ رگ سے آشنا ہوں۔

شعر ۱۰

شعلہ ہے تیرے جنوں کا بے سوز　　سُن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز

شرح:۔ تو جس فلسفے کی دیوانہ وار جستجو کر رہا ہے میں اس سے واقف ہوں تیرے اس جنوں میں کوئی لگن اور تڑپ نہیں ہے۔ ایک عارضی شوق ہے۔ اب مجھ سے دل کو روشنی بخشنے والا نکتہ سُن لے۔

شعر ۱۱

انجامِ خرد ہے بے حضوری ہے فلسفۂ زندگی سے دوری

شرح:۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ عقل کی دوڑ بھاگ خدا کی بارگاہ تک رسائی نہیں کر سکتی۔ اللہ کے علوم جاننے کے لئے قلب کی بیداری شرط ہے۔ کیونکہ یہ فلسفہ انسان کو زندگی سے دور لے جاتا ہے۔ اس کا تعلق صرف عقل سے ہے دل سے نہیں اور دل عقل پر غالب ہے۔ دل کی منزل تک عقل نہیں پہنچ سکتی وہ تو چار قدم چل کر تھک کر بیٹھ جاتی ہے۔

شعر ۱۲

افکار کے نغمہ ہائے بے صوت ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت

شرح:۔ عقل اور اس کی تمام تر فکر ایک ایسے نغمہ کی مثال ہے جو آواز نہ رکھتا ہو۔ عقل کے فیصلے ذوقِ عمل کے واسطے موت ہیں۔ عقل عمل کی راہوں کو محدود و مسدود کرتی ہے۔ تنہا عقل خود اپنے فیصلوں میں اُلجھ کر رہ جاتی ہے۔ (عقل کے ساتھ بصیرت کا ہونا ضروری ہے۔)

شعر ۱۳

دیں مسلکِ زندگی کی تقویم دیں سرِّ محمدؐ و ابراہیمؑ

شرح:۔ دینِ اسلام جسے خدا نے الدّین کہا ہے زندگی کی راہوں کو سیدھا کرتا ہے اور یہی دین انسان کو محمدؐ اور ابراہیمؑ بنا دیتا ہے۔

شعر ۱۴

دل در سخنِ محمدی بند ' اے پورِ علیؓ ز بو علی چند

شرح:- دل محمد صلعم کے ارشاد گرامی میں بند ہے۔ یعنی دل زندگی کی اُن راہوں کو تسلیم کرتا ہے جو حضرت محمد صلعم نے انسانیت کے لئے کھول دی ہیں۔ اے حضرت علیؓ کے بیٹے اس ایک سخن سے کئی بو علی سینا جیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔

شعر ۱۵

چوں دیدۂ راہ بیں نہ داری قائد قرشی بہ از بخاری

شرح:- اگر کوئی راستہ دیکھنے والی آنکھ نہیں رکھتا تو قریشی خاندان کا راہبر بہتر ہے بخارا کے باشندے سے۔

زمین و آسماں

الفاظ	معنی
دگرگوں	متغیر
سالک	راہ چلنے والا

شعر ۱

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

شرح:- ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے تو عین فصل بہار سمجھ رہا ہے کسی دوسرے کی نگاہ میں موسم خزاں ہو۔

شعر ۲

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دگرگوں اے سالکِ رہ فکر نہ کر سود و زیاں کا

شرح:- حالات ہر لمحہ تغیر پذیر ہیں۔ یعنی بدل رہے ہیں اس لئے اے راہ گیر کسی

نفع نقصان کے بارے میں فکر مند نہ ہو۔

شعر ۳

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

شرح:۔ حضرت علامہ اشاروں اور تشبیہوں سے مسلمان کو اس کی حالت سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ اے پستی میں رہنے والے مسلمان! جس بلندی کو تو آسمان سمجھ رہا ہے ایسا ممکن ہے کہ وہاں کے رہنے والے یعنی جو لوگ ان بلند مقامات تک پہنچ چکے ہیں اُسے اپنی زمین سمجھتے ہوں اور ان کی نگاہوں میں بلندی کا مفہوم کچھ اور ہی ہو۔

یا

انسان جب پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہے تو اس کی سطح پر اس کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی لیکن جب وہ وہاں پہنچ جاتا ہے تو وہی چوٹی اُس کے پاؤں تلے ہوتی ہے پھر اس کی نگاہیں کسی دوسری بلندی کو دیکھتی ہیں اور اُسے ایک بلند مقام سمجھتی ہیں لیکن وہاں پہنچ کر بھی وہ بلندی پاؤں تلے آجاتی ہے اور ایک لحاظ سے زمین بن جاتی ہے۔ اس سے مفہوم یہی ہے کہ جب تک انسان مقصد کو حاصل نہیں کر لیتا اس کے نزدیک وہ ایک اہم کام ہوتا ہے لیکن اُسے اپنے قبضے میں کرنے کے بعد اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ علامہ بھی مسلمان کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ اے مسلمان بلند، اور بلند اور بھی بلند پہنچتا چلا جا۔

مسلمان کا زوال

الفاظ	معنی
زر	دولت
قاضی الحاجات	حاجت روا کرنے والا

فقر	محتاجی۔ غریبی
تونگری	دولتمندی
جسور	دلیر
غیور	غیرت مند
قلندری	مردِ خدا (درویشی)
سکندری	بادشاہت

شعر ۱

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات　　جو فقر سے ہے میسّر تونگری سے نہیں

شرح:- اگرچہ دنیا میں دولت اور سرمایہ سے ہزاروں کام سنورتے ہیں لیکن جو غریبی میں دل کو سکون حاصل رہتا ہے وہ دولتمندی میں نہیں رہتا۔

شعر ۲

اگر جوان ہوں مری قوم کے جسور و غیور　　قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

شرح:- اگر میری قوم کے جوان دلیر اور غیرت مند ہوں تو درویشی بادشاہت سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ دلیر اور غیرتمند غریبی میں بھی زندگی کے لطف حاصل کرلیتا ہے لیکن بزدل اور بے غیرت سلطان دولت کے خزانے رکھ کر بھی زندگی کے مزے حاصل نہیں کرسکتا۔

شعر ۳

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے　　زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

شرح:- اے ملتِ اسلامیہ تیری ذلت اور تیرے زوال کی وجہ غریبی نہیں ہے بلکہ تو اس حقیقی باعثِ زوال سے خود آگاہ ہے کیونکہ تیرے سامنے تیری تاریخ کھلی پڑی ہے۔ تیرے آباؤ اجداد انتہائی غریبی کی حالت میں بھی رہے ہیں لیکن غیرت مندی میں شہنشاہوں سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ انہوں نے مفلسی کی وجہ سے کبھی کسی سلطان کی چوکھٹ پر سر نہیں جھکایا تھا

لہٰذا وہ راز جس کی وجہ سے آج تجھ پر زوال ہے۔ تیرا دل سمجھتا ہے کیونکہ تیرے بزرگوں نے فاقوں میں بھی میدان مارے ہیں اور خودی کی حفاظت کی ہے۔

شعر ۴

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکارا ہوا قلندری سے ہوا ہے تونگری سے نہیں

شرح: اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جہاں میں جس قدر میری خوبیاں ظاہر ہوئی ہیں وہ تمام عہدِ غریبی میں ہوئی ہیں۔ دولتمندی کے زمانے میں نہیں ہو سکیں۔ چنانچہ جوہرِ انسانی کے چمکنے کا ذریعہ اور سبب دورِ غریبی ہے نہ کہ عہدِ فراوانی۔

علم و عشق

الفاظ	معنی
تخمین	اندازہ۔ تخمینہ
ظن	وہم
کرمِ کتابی	کتاب کا کیڑا
حضور	موجودگی۔ حاضر
حجاب	پردہ
سکون	تسکین
ثبات	پائیداری
حیات	زندگی
ممات	موت
مکیں	اہلِ مکاں
فتحِ باب	دروازہ کھولنا

شرع	شریعت (سیدھا راستہ)
ابن الکتاب	کتاب کا بیٹا
ام الکتاب	کتاب کی ماں

شعر ۱

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
بندۂ تخمین و ظن۔ کرم کتابی نہ بن

عشق سراپا حضور علم سراپا حجاب

شرح:۔ حضرت علامہ بڑے پیارے انداز سے علم اور عشق کا موازنہ فرما رہے ہیں فرماتے ہیں کہ علم نے عشق کی برائی کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔ یہ عشق ایک پاگل پن ہے اور جب عشق نے سنا تو علم کی ہجو میں فرمایا یہ علم کیا اور اس کی حقیقت کیا۔ علم محض اندازے اور وہم کی دنیا تک محدود ہے اس لئے اے علم کے پجاری جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے اسی پر اکتفا نہ کر اس سے زیادہ سے ایک راستہ سمجھ، منزل تو بہت آگے ہے اور تجھے منزل پر صرف عشق ہی پہنچائے گا۔ کیونکہ عشق سے انسان ہر شے دیکھ لیتا ہے لیکن علم اسے پردوں میں ہی رکھتا ہے۔

شعر ۲

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات علم مقام صفات، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات

علم ہے پیدا سوال عشق ہے پنہاں جواب

شرح:۔ اہل عشق نے ہی دنیا کو تسخیر کیا ہے۔ اگر یہ سوز و ساز اور تڑپ نہ ہو تو انسان کبھی حصول مقصد کے لئے جد و جہد نہ کرے۔ علم ظاہری خوبیوں سے روشناس کراتا ہے لیکن عشق انسان کو اس کی خودی سے آشنا کرتا ہے۔ عشق سے ہی اطمینان

حاصل ہوتا ہے، عشق سے ہی پائیداری ملتی ہے۔ عشق ہی زندگی ہے اور عشق ہی موت ہے۔ علم کے بل بوتے پر انسان سوال پیدا کر سکتا ہے لیکن ان سوالات کا جواب علم اور عقل کے پاس نہیں ہے بلکہ عشق اور دل کے پاس ہے۔

شعر ۳

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں　　عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح باب

شرح: علم سے نہ آج تک کسی قوم کو حکومت ملی ہے نہ کسی بزرگ کو درویشی حاصل ہوئی ہے، نہ ملت کو دین ملا ہے بلکہ یہ تمام چیزیں شوق و جنوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ شہنشاہ اور صاحب تاج جو عشق سے خالی ہیں کچھ نہیں ہیں بلکہ عشق کے غلام ہیں کیونکہ اہلِ عشق انہیں کسی وقت بھی تسخیر کر سکتے ہیں۔ عشق کا مرتبہ بلند ہے یہ مکان بھی ہے اور صاحب خانہ بھی۔ یہ وقت بھی ہے اور زمین بھی۔ عشق ہی سے دولتِ یقین نصیب ہوتی ہے اور یقین ہی سے دروازے کھلتے ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو انسان سعی مسلسل نہیں کرتا اور سعی مسلسل کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا علم منزل کے راستے دکھاتا ہے۔ لیکن عشق منزل پر پہنچانے کا ذمہ دار بنتا ہے۔

شعر ۴

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام　　شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال۔ عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے ام الکتاب

شرح: محبت اور عشق کی تفسیر و شریعت میں کسی جگہ ٹھہر کر عیش حاصل کرنا حرام ہے عشق و محبت میں طوفانوں کے ہنگامے حلال ہیں، ساحل پر بیٹھ کر لذت اندوزی

قطعی حرام ہے۔ محبت آشنا نے میں غفلت اور عیش و بے فکری کی زندگی کو پسند نہیں کرتی بلکہ آشیانے کو بجلیوں کی زد میں پسند کرتی ہے۔ علم ایسے ہی ہے جیسے کتاب کا بیٹا ہو، ظاہر ہے کہ بیٹے کو باپ سے زیادہ واقفیت نہیں ہو سکتی۔ عشق کتاب کی ماں ہے یعنی جو کچھ علم سکھاتا ہے وہ سب کچھ عشق کی دین ہے۔

اجتہاد

الفاظ	معنی
اجتہاد	کوشش کرنا
کردار	روش، کام
افکار	جمع فکر کی
عمیق	گہرا
تقلید	پیروی کرنا
فقیہانِ حرم	کعبہ کے اہلِ شریعت

شعر ۱

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے — نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق

شرح: حضرت علامہ ہندی مسلمانوں کی بے ذوق زندگی اور حیاتِ بے عمل کا ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں قانونِ الٰہیہ سمجھنے کے لئے کوئی کہاں جائے کیونکہ نہ کوئی ایسا ادارہ ہے نہ ایسی شخصیت جہاں کام کرنے کی لذت کا نشان ملے یا فکرِ معرفت کا کھوج لگے۔

شعر ۲

حلقۂ شوق میں وہ جرأتِ اندیشہ کہاں — آہ محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق

شرح: جہاں کہیں تھوڑا بہت شوق نظر آتا ہے اُن میں حق گوئی کی جرأت نہیں ہے اور سوچنے کی دیری نہیں ہے۔ افسوس یہ تمام مظاہر غلامی اور غلط باتوں کی پیروی نے ضائع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے قوم میں تحقیق کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

شعر ۳

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

شرح: خود تو احکامِ قرآنی کے مطابق زندگی نہیں گذارتے البتہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے قرآن کے احکامات کو بدل دیتے ہیں یعنی آیاتِ کریمہ کا اس اسلوب سے ترجمہ کر لیتے ہیں کہ اپنے لئے سہولتیں نکال لیتے ہیں۔ ہائے افسوس کہ ملتِ اسلامیہ کس حد تک بے ہمت ہو کر رہ گئی ہے۔

شعر ۴

اِن غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

شرح: اس آخری شعر میں علامہ طنز سے کام لیتے ہوئے موجودہ مسلمانوں کے نظریات کی ترجمانی کرتے ہیں کہ ان کا کہنا ہے کہ قرآن چودہ سو برس پہلے کے حالات کے پیشِ نظر تھا۔ یہ خیال کہ یہ قیامت تک کی رہنمائی کے لئے مکمل اور صادق ہے (نعوذ باللہ) غلط ہے۔ اس حجت میں یہ کہتے ہیں کہ حاکمِ وقت کی اطاعت فرض ہے (خواہ حاکمِ وقت کافر ہی کیوں نہ ہو۔

شکر و شکایت

الفاظ	معنی
شکر	احسانمندی
شکایت	گلہ
نہانخانۂ لاہوت	عالمِ ذاتِ الٰہی کا تہ خانہ

شعر ۱

میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہوت سے پیوند

شرح:- علامہ بارگاہِ الٰہی میں عرض گذار ہیں کہ اے اللہ میں ایک نادان انسان ہوں لیکن یہ شکر کا مقام ہے کہ تیری ذاتِ مقدسہ کے رازوں سے رشتہ رکھتا ہوں۔

شعر ۲

اِک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

شرح:- اور اس رشتے کی بدولت میں نے لاہور سے سمرقند تک مسلمانوں کو ایک تازہ جوشِ ایمان دیا ہے۔

شعر ۳

تاثیر ہے یہ میرے نفس کی کہ خزاں میں مرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند

شرح:- حالانکہ خزاں میں طائرانِ چمن مردہ دل سے ہو جاتے ہیں اس نسبت سے غلامی میں قوم بھی دل شکستہ ہو جاتی ہے لیکن میری فکر نے ایسے ماحول میں بھی غلام قوموں کو زندگی کا پیغام اور جینے کا ارمان دیا ہے جس کی وجہ سے وہ مایوس نہیں بلکہ خوش نظر آتے ہیں۔

شعر ۴

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند

شرح:- اللہ تعالیٰ کی اس احسانمندی کے ساتھ ساتھ علامہ اپنے رب سے حلم مند بھی ہیں کہ اے اللہ مجھے شکایت ہے کہ تو نے مجھے ایسے وطن میں بھیجا ہے جہاں کے باشندے آزادی کے طلبگار نہیں ہیں۔ کیونکہ میرے اتنا کچھ کہنے سننے سے بھی یہ غلامی کا جوا اتارنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ذِکر و فِکر

الفاظ	معنی
عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ	ناموں کا علم سکھایا
رُومی	مولانا جلال الدین رومی
عطار	حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ
سبحان	پاک
ربی الاعلیٰ	میرا پروردگار جو بلند ہے

شعر

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام وہ جس کی شان میں آیا ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ

شرح:۔ علامہ فرماتے ہیں کہ تحقیق اور فکر کرنا اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی جاری رکھنا یعنی ہر شے کی تحقیق اللہ کی دی ہوئی روشنی میں کرنا یہ دونوں باتیں بندۂ مومن کے لئے ہی ہیں۔ مومن وہی ہے جو بیک وقت ان دونوں باتوں کا پابند ہو۔

شعر ۲

مقامِ ذکر، کمالاتِ رومی و عطار مقامِ فکر، مقالاتِ بوعلی سینا

شرح:۔ اگر کوئی شخص ذکر کی منزل طے کرتا ہے تو وہ حضرت مولانا جلال الدین رومی اور حضرت شیخ فریدالدین عطار کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کوئی سوچنے کی طرف ذہن کو مصروف رکھتا ہے تو وہ بوعلی سینا جیسے عمیق و بلند مقالات لکھنے کے قابل بن سکتا ہے۔

شعر ۳

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں مقامِ ذکر ہے سُبحانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ

شرح:۔ تحقیق کرنے کے بعد ایک محقق زیادہ سے زیادہ وقت اور حدودِ فضا

کی پیمائش کر سکتا ہے لیکن اپنی خودی کو خدا سے روشناس کرنے کے بعد انسان اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں پہنچ کر اس کا ایک ہی نعرہ ہوتا ہے کہ بس میرا رب سب سے بلند ہے باقی تمام جہان اس کے قبضے میں ہیں اور چونکہ وہ اپنی خودی کو بلند کر کے اس مقام تک پہنچتا ہے لہٰذا دوسرے معنوں میں وہ اعلان کرتا ہے کہ کائنات کی ہر شے میرے تابع ہے لیکن میں صرف اپنے رب کے تابع ہوں۔

مُلّائے حرم

الفاظ	معنی
رسائی	پہنچ
نماز	خدا کے قانون کا اعلان کرنا اور خود کو پابند کرنا
جلال	عظمت
جمال	حُسنِ سیرت
اذاں	اعلان۔ بانگ

شعر ۱

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام

تشریح: حضرت علامہ مولوی طبقے سے مخاطب ہیں کہ اے مولوی تیرے اندازِ زندگی سے مجھے شبہ گذرتا ہے کہ خدا تک تیری پہنچ نہیں ہے یعنی تو خدا کے علوم سے آشنا نہیں ہے کیونکہ تجھے تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آدمی کا مقام کیا ہے۔

شعر ۲

تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

تشریح: جس انداز سے تو خدا کا قانون دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اس میں نہ تو

کہیں کسی عظمت کی جھلک نظر آتی ہے اور نہ ہی ظاہری یا باطنی حسن دکھائی دیتا ہے یہ پھیکا اور متنفر انداز دنیا کو ہرگز پسند نہیں آئے گا۔ افسوس کہ تیرے اعلان میں اُس سحر کا پیام نہیں ہے جس کی آمد سے اور طلوع سے تاریکیاں غائب ہوتی ہیں اور نور کی روشنی جلوہ گر ہوتی ہے۔ کاش تو اس مولوی پن سے ہٹ کر ایک مومن کی زندگی پر نگاہ کرے اور اس انداز سے اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے تو دنیا تجھے ایک مضبوط سپاہی سمجھ کر اور وقت کا امام جان کر تیرا استقبال کرے۔ باطل قوتیں تیرے زورِ بازو سے تھرا جائیں۔ جب تک فولادی قوت تیرے قبضے میں نہیں آجاتی تیرا وعظ بے حقیقت اور تیرا کلام بے اثر رہے گا۔

تقدیر

الفاظ	معنی
قوت	طاقت
جبروت	بزرگی
منطق	دلیل
برّاں	کاٹنے والی
تیغِ دو پیکر	دو دھاری تلوار

شعر

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی

شرح:- یہ تو دیکھا جاتا ہے کہ کبھی نالائق، نافہم، نا عقل آدمی صاحب قوت بن جاتا ہے اور بے وقوف بزرگ بن جاتا ہے۔ اور صاحبِ عقل اور اہلِ جوہر انسان ذلیل و خوار پھرتے نظر آتے ہیں۔

شعر ۲

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

شرح:- ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی خاص بات پوشیدہ ہو لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے قسمت کا مسئلہ کسی دلیل یا چالاکی یا کسی دوسری بات کے ماتحت نظر نہیں آتا کیونکہ قسمت کا تعلق براہ راست عمل سے ہے۔

شعر ۳

ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو تاریخِ اُمم جس کو نہیں ہم سے چھپاتی

شرح:- البتہ اس معاملے میں ایک ٹھوس حقیقت ہے جو سب کو معلوم ہے اور جس کو ہماری تاریخ عروج و زوال ہم پر واضح کر رہی ہے۔

شعر ۴

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی بر آں صفتِ تیغ دو پیکر نظر اس کی

شرح:- اور وہ حقیقت یہ ہے کہ تقدیر کی نگاہ ہر لمحہ قوموں کے اعمال پر ہوتی ہے۔ قومیں اپنے اجتماعی اعمال کے لحاظ سے عروج حاصل کرتی ہیں یا زوال پذیر ہوتی ہیں۔ کوئی منطق قوموں کو ذلتِ غلامی سے نکال کر عزتِ آزادی عطا نہیں کرتی اور نہ ہی عزت چھین کر ذلت دیتی ہے۔ یہ پست و بالا مقامات صرف عمل کے پیکر نتائج ہوتے ہیں۔

توحید

الفاظ	معنی
توحید	خدا کو واحد ماننا
علمِ کلام	وہ علم جسے عقلی دلائل سے ثابت کریں

ضو	روشنی
ظلمت	تاریکی
میرِ سپہ	سپہ سالار، فوج کا رہنما
قُل ہو اللہ	کہہ دو کہ اللہ ایک ہے

شعر

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علمِ کلام

شرح:- ایک وہ زمانہ تھا کہ اللہ کو ایک ماننے والے اپنے عمل سے خدا کی وحدانیت کا ثبوت دیتے تھے اور یہ جماعت صاحب قوت تھی لیکن آج یہ اتنی بڑی حقیقت ایک مذاق بنا دی گئی ہے اور اس کے متعلق مباحثے ہوتے ہیں اور مناظرے کئے جاتے ہیں کہ آیا خدا واحد لاشریک ہے کہ نہیں۔

شعر ۲

روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو خود مسلماں سے پوشیدہ مسلماں کا مقام

شرح:- اگر اس روشنی سے انسان کے اعمال منور نہ ہوں تو مسلمان خود مسلمان کے مقام سے آگاہ نہ ہو سکے کیونکہ وحدت پر ایمان کی تجلی ہی کفر و باطل کے اندھیرے کو ختم کرتی ہے۔

شعر ۳

میں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے قل ہو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام

شرح:- اے موجودہ مسلمانوں کے رہنما میں نے تیری فوج اور فوج کی حقیقت دیکھ لی ہے۔ ان کے سینوں میں ایمان اور وحدت کی وہ تجلی ہی نہیں جس کی روشنی میں ایک مومن اپنی منزل کو دیکھ سکتا ہے۔

شعر

آہ اِس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہ وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام

شرح:- افسوس کہ اِس راز سے نہ ہمارے مولوی واقف ہیں نہ وقت کے امام۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ زبان سے وحدت پر ایمان لے آنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ عملی طور پر ایمان مستحکم نہ کیا جائے۔

شعر

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

شرح:- حیاتِ اجتماعیہ کیا ہے اور اس اجتماعی زندگی کی رہنمائی کسے کہتے ہیں یہ غریب مولوی کیا جانیں۔

علم اور دین

الفاظ	معنی
ندیم	دوست، ہم نشیں
کم نظری	بینائی کی کمزوری
تربیتِ غنچہ	غنچہ کی پرورش
کم بصری	کم نگاہی

شعر ۱

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

شرح:- اللہ تعالیٰ نے جسے ایسا علم عطا فرمایا ہے جس سے دل اور آنکھ دونوں روشن ہیں وہ کبھی بتوں کے فریب میں نہیں اُلجھ سکتا بلکہ وہ اپنے توہمات کی دنیا کے لیے خود بُت شکن بن جاتا ہے۔

شعر ۲

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک دلیلِ کم نظری. قصۂ جدید و قدیم

شرح:- حالانکہ زمانہ وہی ہے. انسانی زندگی اور زندگی کے تقاضے وہی ہیں، یہ کائنات وہی ہے لیکن انسان اپنی کوتاہ بینی سے گذرے ہوئے زمانے کو دورِ جدید میں شامل نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ وہ ضروریات اُس زمانہ کے ساتھ تھیں اب جدید اندازِ فکر کی ضرورت ہے. یہ نہیں سمجھتا کہ انسان کو صبح ازل سے روزِ قیامت تک انسانیت کی ضرورت رہے گی۔

شعر ۳

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم

شرح:- جس طرح غنچے کو پھول بننے کے لئے قطرۂ شبنم اور بادِ نسیم کی ضرورت ہے بعینہٖ ایک مسلمان کو قدم قدم پر اپنے دین سے واقفیت کی ضرورت ہے. چنانچہ جب تک درسگاہوں میں علمِ دین شامل نہیں کیا جاتا ان جوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت غیر ممکن ہے.

شعر ۴

وہ علمِ کم بصری جس میں ہمکنار نہیں تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم

شرح:- وہ علم نگاہ کی کمزوری کو دور نہیں کر سکتا جس میں حضرت موسیٰؑ کے جلوے اور داناؤں کے چشم دید حالات و واقعات شریک نہیں. کیونکہ

"دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے"

ہندی مسلمان

الفاظ	معنی
غدّار	بیوفا۔ دھوکے باز۔
گداگر	بھیک مانگنے والا
پارینہ	پرانا
مسکین	غریب
دلگم	میرا چھوٹا دل

شعر ۱

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر

شرح: حضرت علامہ مسلمان کی زبوں حالی پر روتے ہیں کہ ہندو اسے غدارِ وطن بتاتا ہے اور انگریز اسے گداگر جانتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں کی غلامی ہیں ہے۔

شعر ۲

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

شرح: پنجاب کے مذہبی مفتی مسلمان کو پرانا کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ ان مفتیانِ دین کے نزدیک انگریزی خواں طبقہ بالکل کافر ہے۔

شعر ۳

آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر کہ مسکین دلِ گم ماندہ دریں کشمکش اندر

شرح: میرا چھوٹا سا غریب دل، اس کشمکش میں پریشان اور بیمار ہے کہ اے اللہ حق کا نعرہ کدھر سے اور کب بلند ہوگا اور کب دنیا ہندی مسلمان کو مسلمان سمجھے گی اور کب یہ ہندی مسلمان طوقِ غلامی اتار کر اسلامی زندگی بسر کرنے کے مشتاق ہوں گے۔

آزادیِ شمشیر کے اعلان پر

الفاظ	معنی
خالدؓ	حضرت خالدؓ بن ولید
حیدر	صف شکن
کرّار	بار بار حملہ کرنے والا
حیدرِ کرّار	مراد حضرت علیؓ

شعر ۱

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے　　کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار

شرح: "ایک دفعہ حکومتِ برطانیہ نے ہندوستان میں تلوار رکھنے کی عام اجازت دے دی تھی۔ اُس اعلان سے متأثر ہو کر حضرت علامہ نے مسلمانوں کی غلامانہ ذہنیت کا ماتم کیا ہے اور تلوار کے حقیقی راز کا انکشاف کیا ہے۔" فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! کیا تجھے اس حقیقت سے بھی آگاہی ہے کہ وہ تلوار جو مردِ مومن کے قبضے میں آجائے کیا بن جاتی ہے اور مردِ مومن اس سے کب اور کیا کام لیتا ہے۔

شعر ۲

اس بیت کا یہ مصرعِ اول ہے کہ جس میں　　پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

شرح: یہ اُس حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں کے سینوں میں نورِ توحید بن کر بجلی ریز ہوتی ہے۔ مسلمان نے یہ تلوار صرف خدا کی راہ پر اٹھائی ہے اور صرف کفر و باطل کو توحید کا سبق دینے کے لئے استعمال کی ہے اور وہ بھی اُس وقت جب کوئی چارہ کار نہ رہا اور کفر نے میدان میں نکل کر مسلمان کو للکارا۔

شعر ۳

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

شرح: مجھے یہ فکر ہے کہ مسلمان میں آزاد زندگی کی فکر کب پیدا ہوگی۔ خدا کرے کہ اس قوم کو غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے صحابہ کرام کی سی تلوار عطا ہو۔

شعر ۴

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن یا خالدِ جانباز ہے یا حیدرِ کرّار

شرح: کیونکہ اگر صحابہ کرام کی سی تلوار مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو پھر وہ یا حضرت خالدؓ کی خوبیوں کا مالک بن جاتا ہے یا حضرت علیؓ کے اوصاف پیدا کرلیتا ہے۔

جہاد

الفاظ	معنی
جہاد	کفر کے خلاف لڑنا
شیخ	بزرگ۔ مولوی۔ مفتی
تفنگ	بندوق
باطل	جھوٹ
فال و فر	شان و شوکت
دوش	کندھا
کلیسا	گرجا
مُحاسَبہ	حساب کرنا۔ پوچھ گچھ
درگذر	برداشت کرنا۔ ٹال دینا

شعر ۱

فتویٰ ہی شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

شرح:- حضرت علامہ ان بزرگانِ دین کی ذہنیت کا ماتم کرتے ہیں جو انگریز کے ہاتھوں بک چکے تھے۔ اور انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ملتِ اسلامیہ کو ناکارہ اور غلام بنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ بزرگانِ دین کا یہ فتویٰ ہے کہ دنیا میں طاقت کی ضرورت نہیں رہی بلکہ قلم کی لڑائی کا زمانہ ہے:

شعر ۲

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر

شرح: لیکن کیا ان مولویوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ اب مسلمان اس جہالت سے نکلنے کی فکر میں نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا یہ وعظ اب بیکار ہے جب کہ مسلمان خود افیونی بن چکا ہے۔

شعر ۳

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں ہو بھی تو دل میں موت کی لذت سے بے خبر

شرح:- اگر بالفرض محال مسلمان کے قبضے میں تلوار آ بھی جائے تو کیا فرق پڑے گا اب نہ تو اس قوم میں کوئی خالدؓ جانباز ہے اور نہ ہی حیدرِ کرار موجود ہے۔ یہ ملت تو اس موت سے جسے شہادت کہتے ہیں بالکل بے خبر ہو چکی ہے۔

شعر ۴

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر

شرح:- اس زمانہ کا مسلمان جو کہ قریب قریب کافرانہ زندگی بسر کر رہا ہے اپنے اس انداز کی حفاظت سے بھی گریز کر رہا ہے تو ایسے مسلمان کو کون جرأت دلا سکتا ہے

کہ ایمان کی حفاظت میں سرفروشی کے ارمان پیدا کرے۔

شعر ۵

تعلیم اُس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

شرح:۔ جس مسلمان کی تلوار سے دنیا کو امن ملتا ہو اُسے جہاد سے روکنا بڑا گناہ ہے۔ دراصل ترکِ جہاد کی تعلیم تو اس کے لئے مفید ہے جس کے ہاتھ سے دنیا کو عذاب مل جانے کی توقع ہو یا جو قوت فساد پھیلائے اور بے انصافی کی حکومت روا رکھے۔

شعر ۶

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

شرح:۔ حیرت ہے کہ مسلمان حق کی حفاظت کے لئے کوئی سامان پیدا نہیں کر رہا اور مغرب میں مغربی قومیں سامانِ حرب سے لیس نظر آ رہی ہیں۔ حالانکہ ان کا مقصد جہاد فی سبیل اللہ مطلق نہیں ہے صرف باطل کی حکومت کی حفاظت مراد ہے۔ باطل کے محافظین کی یہ تیاری دیکھ کر بھی حق کے پاسبانوں کو احساس نہیں ہوتا کہ ان پر کیا گذر جائے گی۔

شعر ۷

ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے مشرق میں جنگ شر ہی تو مغرب میں بھی ہے شر

شرح:۔ ہم انگریزوں کے طرفداروں سے پوچھتے ہیں کہ جو لڑائی مشرق میں وجہِ فساد ہو سکتی ہے کیا وہی جنگ مغرب میں باعث فساد نہیں ہو سکتی۔

شعر ۸

حق کی اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگذر

شرح:۔ پھر اے شیخِ کلیسا نواز ذرا ایمان کی کہیو کہ اگر تم واقعی سچی تعلیم کا پرچار کر رہے ہو

تو پھر مسلمانوں پر کڑی نکتہ چینی کیوں کرتے ہو اور ان غلاموں کو لوریاں دے کر کیوں سُلا رہے ہو اور اگر کوئی بندۂ حق پرست نعرۂ حق بلند کرتا ہے تو تم محاسبہ کرتے ہو لیکن یورپ کی ہر بات سے درگذر کرتے چلے جاتے ہو۔ کیوں!! کیا یہی تمہارا ایمان ہے؟

قوّت اور دین

الفاظ	معنی
اسکندر	یونان کا بادشاہ اسکندر اعظم (الگزینڈر)
چنگیز	تاتاری خاندان میں سے ایک ظالم بادشاہ گذرا ہے
قبا	چغہ
چاک	پھٹنا
صاحبِ نظراں	معاملہ پر نگاہ رکھنے والے
سیل	سیلاب
سبک سیر	تیز رفتار
زمین گیر	مٹی بہالے جانے والا
خس و خاشاک	تنکے۔ کوڑا وغیرہ
زہرِ ہلاہل	زہرِ قاتل
تریاک	زہریلے اثرات کو ختم کرنے والی دوا

شعر

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں — سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

شرح:- ایسے بادشاہ زمانے میں کئی بار پیدا ہوئے جن کے ظلم و تشدد سے انسان

کا امن ختم ہوتا رہا اور انسانیت کچلی گئی ہے۔

شعر ۲

تاریخ امم کا یہ پیام ازلی ہے صاحب نظراں۔ نشۂ قوت ہی خطرناک

شرح:۔ ہماری تاریخ اس حقیقت کو ہمیشہ دہراتی رہی ہے کہ حکومت کا نشہ اور ملک گیری کی ہوس دونوں خطرناک ہوئے ہیں۔

شعر ۳

اس سیل سبک سیر و زمیں گیر کے آگے عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

شرح:۔ ظلم و تشدد کی حکومت مثال ایک طوفان کے ہوتی ہے اور یہ طوفان بڑی تیزی سے اٹھتا ہے اور راستے کی ہر شے کو بہا کر لے جاتا ہے۔ عوام لاکھ تدابیر کریں اُن کی تدبیریں تنکوں کی طرح نذرِ طوفان ہو جاتی ہیں۔

شعر ۴

لادیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

شرح:۔ جہاں تک جنگ اور اس کے اثرات و نتائج کا سطحی طور پر تعلق ہے جنگ جنگ ہی ہے۔ لیکن اگر یہ جنگ لادین کی طرف سے شروع کی گئی ہو تو دنیا والوں کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ مگر یہی جنگ جب عین دین اور خدا کے قانون کی حفاظت میں کی جائے تو نتیجہ کے طور پر اہلِ دنیا کو انسانیت کے خوشگوار ثمرات ملتے ہیں۔ اور ظلم سے نجات ملتی ہے۔

فقر و ملوکیت

الفاظ	معنی
جنگاہ	میدانِ جنگ

ساز	سامان
یراق	اسلحہ
ہوائے زر و سیم	ہوسِ دولت
فقر و ملوکیت	خلافت اور بادشاہت

شعر ۱

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے ضربِ کاری ہے اگر سینے میں ہو قلبِ سلیم

شرح:- میدانِ جنگ میں سپاہیوں کی تعداد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ سپاہیانہ حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ایک خلیفہ جو صرف خدا کی حفاظت میں سر بکف میدانِ جنگ میں نکل آتا ہے وہ اسلحہ پر بھروسہ کر کے نہیں نکلتا بلکہ اپنے یقینِ محکم اور ایمانِ مستحکم پر اعتماد کر کے آتا ہے۔ اس یقینِ محکم سے وہ اپنے بازوؤں میں ایسی قوت رکھتا ہے کہ اس کی ایک ضرب سے باطل کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔

شعر ۲

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

شرح:- مومن کی بے باکی اور خدا کی راہ میں جان دینے کی تمنا سے ہر زمانے میں فرعون و کلیم کا واقعہ دہرایا جاتا ہے۔ فرعون کے ہاں بے بہا قوت تھی اور بے شمار دولت تھی۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے پاس صرف ایمان کی دولت تھی انہوں نے اپنے پختہ ایمان سے فرعون کو شکست فاش دی تھی۔

شعر ۳

اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

شرح:- چونکہ مغربی اقوام محض دولت کی فراوانی کے لئے دوسروں پر حکومت کرتی رہی ہیں جس کے نتیجے سے محکوم بستیاں غیر مطمئن نظر آتی ہیں اس لئے اے مسلمان

یہ ضروری ہے کہ ان غیر مطمئن بستیوں کو اطمینان کی زندگی دینے کے لئے پھر تیرا دورِ حکومت آئے گا اور یہی وقت کا تقاضا بھی ہے۔

شعر ۴

عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پر حرام کہ کِرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم

شرح:۔ لیکن جو غلام قوموں کو بالخصوص ہندی مسلمانوں کو آزادی کی ترغیب دیتا ہوں تو میں بھی مجبور ہوں کیونکہ ملت کی حالتِ زبوں دیکھ کر میرے لئے خاموش رہنا غیر ممکن بلکہ حرام ہو گیا ہے۔ میرے اس اعلان سے ضرور مسلمان بیدار ہوں گے۔

اِسلام

الفاظ	معنی
اسلام	رحمت اور امن کا مذہب
تقویم	جنتری
اصلِ نمود	ظاہر ہونے کی وجہ
کد	دشمنی

شعر ۱

روحِ اسلام کی ہے نورِ خودی نارِ خودی زندگانی کے لئے نارِ خودی نور و حضور

شرح:۔ اگر مسلمان اپنی ذات سے آگاہ ہے اور اس کی ذات میں زندگی کی حرارت موجود ہے تو یہی چیز اسلام کی روح بن جاتی ہے کیونکہ زندگی کے لئے زندگی کی حرارت ہی انسان کے لئے خدا کے جلووں کا موجب بنتی ہے۔

شعر ۲

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

شرح:۔ اگر انسان میں خودی زندہ ہے تو اس سے تمام کائنات کی تاریخ معلوم ہو سکتی ہے اور یہی ہر شئے کے وجود میں آنے کا سبب بنتی ہے۔ اگرچہ فطرت نے اسے سینے میں پوشیدہ رکھا ہے لیکن ہر معرکہ میں عیاں ہے۔

شعر ۳

لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور

شرح:۔ اگر اہلِ کلیسا اسلام کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں تو ہم ان کے تالیفِ قلوب کی خاطر ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ اپنے دین کا نام فقرِ غیور رکھ لیں۔ کیونکہ غیرت مند مسلمان یا خلیفہ کے دم سے اسلام کو حیات و بقا ملتی ہے۔ اگر مسلمان میں غیرت ختم ہو جائے تو بیچارہ اسلام ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسلامی قوانین کا نفاذ غیرتِ مومن سے ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی ملوکیت اسلام کو آبِ حیات نہیں پلا سکتی۔

حیاتِ ابدی

الفاظ	معنی
ابدی	ہمیشہ رہنے والی
صدف	سیپی
نیساں	وہ بارش جس سے موتی بنتے ہیں۔
گہر	موتی
خود نگر	اپنی حفاظت آپ کرنے والی
خود گر	اپنی تعمیر کرنے والی
خود گیر	اپنے آپ کو سنبھالا دینے والی

شعر

زندگانی ہے صدف، قطرۂ نیساں ہے خودی وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے

شرح:۔ زندگی مثال ایک سیپی کے ہے اور خودی بارش کے اس قطرے کی طرح ہے جو سیپی میں بند رہ کر موتی بنتا ہے۔ لہٰذا وہ سیپی ہی کیا جو اپنے اندر بند قطرے کو موتی نہ بنا سکے۔ یعنی وہ مومن مومن نہیں جو اپنے اندر خودی کے جوہر پیدا نہ کر سکے۔

شعر ۲

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

شرح:۔ اگر تجھ میں خودی کے جوہر موجود ہیں اور تو دنیا میں خدا کے قانون کی سلامتی کے لئے زندہ رہا ہے اور محکوموں۔ غریبوں اور ناداروں کے حق میں باعثِ رحمت رہا ہے تو غیر ممکن ہے کہ تیری موت تیرے اعمالِ حسنہ کو فنا کر سکے۔ تیری موت تیرے جسمِ خاکی کو فنا کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے لیکن تیری روحانی قدروں اور روحانیت کو فنا کرنے میں ناکام ہی رہے گی۔ چنانچہ ان ہی اعمالِ حسنہ کی بدولت ہزاروں برسوں کے بعد بھی اُن انسانوں کے نام زندہ ہیں جنہوں نے انسانیت کے لئے جینا سیکھا اور دوسروں کے لئے جیئے۔ اُن لوگوں کو حیاتِ ابدی نصیب ہوتی ہے۔

سُلطانی

الفاظ	معنی
سُلطانی	بادشاہت۔ ملوکیت
قاہری	غلبہ
عیار	ترازو۔ کسوٹی

ظلِ سبحانی	خدا کا سایہ
جہانبانی	دنیا پر حکومت کرنا اور اُسے قبضے میں رکھنا
حریف	دشمن، ہمسر
درخشانی	چمک

شعر ۱

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے　　وہ فقر جس میں ہو بے پردہ روحِ قرآنی

شرح: کسے معلوم ہو کہ وہ مومن جس سے قرآن کی روح زندہ ہے یعنی جس کی حکومت میں نظامِ خداوندی رائج ہے کتنے بلند مقامات رکھتا ہے۔ اور اُس کا عزور کتنا اُونچا اور محبوب ہے۔

شعر ۲

خودی کو جب نظر آتی ہو قاہری اپنی　　یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی

شرح: جیسےکہ ایک بادشاہ اپنی قوت و دولت کے بل بوتے پر ہر کسی کے آگے جھکنا معیوب سمجھتا ہے اسی طرح جب مسلمان اپنی خودی سے آگاہ ہوتا ہے تو وہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عظمیٰ کے کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ چنانچہ یہی وصف عینِ سلطانی ہے۔

شعر ۳

یہی مقام ہو مومن کی قوتوں کا عیار　　اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

شرح: جب مسلمان اپنی خودی سے روشناس ہوتا ہے تو اس کی قوتوں کے پرکھنے کا وقت شروع ہوتا ہے پھر وہ ساری کائنات کو تسخیر کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے تابع فرمان کرتا ہے۔ یہی نشانِ خدا کی ہے کہ ہر شے اس کے تابعِ فرمان ہے چنانچہ اسی نسبت سے یہ مسلمان خدا کا سایہ بن جاتا ہے یعنی وہ اپنے اندر کائنات کی بقا

کے لئے اوصافِ خداوندی پیدا کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے نظام کے تحت رزق کے سرچشمے سب کے لئے برابر جاری و ساری رہتے ہیں۔ انسانیت زندہ ہو جاتی ہے اور شر و باطل کو موت آجاتی ہے۔ جنگ صرف باطل کے فساد کے خاتمہ کے لئے روا ہوتی ہے۔

شعر ۴

یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہانبانی

شرح:۔ یہ نظامِ حکومت جبر اور تشدد سے قائم نہیں کیا جاتا بلکہ اخلاق اور شرافت کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے کیونکہ جبر و تشدد کی حکومت پائیدار نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی اسے کوئی دل سے پسند کرتا ہے اور نہ اس کے ماتحت زندگی بسر کرنے کا روادار ہوتا ہے۔

شعر ۵

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

شرح:۔ اے مسلمان چونکہ تو نے اُس نظامِ خداوندی کی حفاظت نہیں کی اس لئے خدا کے اصول نے بھی تجھے اپنی حفاظت میں لینے سے انکار کر دیا اور تجھے اِس جرم کی سزا میں باطل کا غلام بنا دیا اور اس سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔

شعر ۶

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

شرح:۔ اب اس غلامانہ زندگی میں تجھے صرف سجدہ کی اجازت ہے اور اِن سجدوں سے تیری پیشانی داغدار ہو گئی ہے۔ وہ نشانِ سجدہ جس سے نور چھلکتا تھا انگریز نے خرید لیا ہے۔ اب تو صرف رسم کا عادی ہے۔ دل غازی نہیں رہا۔

شعر

ہوا حریفِ مہ و آفتاب تو جس سے رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ درخشانی

شرح:- تو اپنے ایمان کے چاند سورج کا خود ہی دشمن ہو گیا اور اس دشمنی کی وجہ سے تیرے گرد و پیش روشنی کی ایک کرن بھی نہ رہی۔ چنانچہ تاریکیوں نے اپنے جال پھیلا دیئے۔ اور ان تاریکیوں کی وجہ سے تیرے مقدر میں کوئی چمک نہ رہی۔

صوفی سے

شعر ۱

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا مری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا
تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا
عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا

شرح:- حضرت علامہ ایک ایسے صوفی مزاج اور پرہیز گار مسلمان کے متعلق فرماتے ہیں جو پرانے خیال کا ہے اور پیر فقیر کا معتقد ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ اے صوفی تری نگاہ میں نظام کائنات معجزات پر قائم ہے لیکن میری نظر میں واقعات اور حادثات کا نام دنیا ہے۔

میرے نزدیک تخیلات کی دنیا بیحد نادار ہے لیکن اس سے بھی نادار موت و حیات کی دنیا ہے۔ یعنی جو لوگ اس خیال کے حامی ہیں کہ انسان پیدا ہوتا ہے اور مر جاتا ہے پھر اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ایسے خیالات والے بہت ہی نامراد ہیں چونکہ یہ دنیا حادثات کی دنیا ہے اس لئے بہت ممکن ہے یہ حادثات ایسے لوگوں کی رہبری کر سکیں اور منوا سکیں کہ یہ دنیا اعجاز کا عکس نہیں ہے بلکہ حادثات کے نتائج کا دوسرا نام دنیا ہے۔

افرنگ زدہ

الفاظ	معنی
وجود	جسم۔ ذات
افرنگ	انگریز
پیکرِ خاکی	جسم
نیام	جس میں تلوار رکھی جاتی ہے

شعر ۱

ترا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ — کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی — فقط نیام ہے تو زرنگار و بے شمشیر

شرح:- انگریزی تہذیب و تمدن کے دلدادہ نوجوان طبقے سے حضرت علامہ مخاطب ہیں کہ تم پر انگریزی تہذیب اس قدر چھا گئی ہے کہ اب تم بالکل مغرب زدہ ہو گئے ہو اور وہ اس لئے کہ درسگاہوں میں تم نے سیکھا ہی یہی کچھ ہے اور گرد و پیش کے ماحول سے یہی حاصل کیا ہے۔ تمہاری تربیت انگریزی تہذیب نے کی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تمہارے جسم کھوکھلے رہ گئے ہیں۔ سینوں کے اندر خودی کی ایک جھلک بھی باقی نہیں ہے۔ تم لوگ بالکل ایسے ہی ہو جیسے کہ ایک زرنگار نیام ہو لیکن اندر سے خالی ہو۔ شمشیر کا نام و نشان بھی نہ ہو۔ جس طرح نیام بے شمشیر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بالکل ایسے ہی تمہارے کھوکھلے جسموں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

شعر ۲

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود — مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا

وجود کیا ہے فقط جوہرِ خودی کی نمود کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

شرح:۔ تم پر اس تعلیم نے بہت غلط اثرات ڈالے ہیں اور اب تم خدا کی ہستی سے بھی منکر ہو گئے ہو مگر میری نگاہ میں تمہاری کوئی ہستی نہیں ہے کیونکہ ایک مسلمان کی ہستی اس کی خودی سے قائم ہوتی ہے اور وہی جوہرِ خودی تمہارے اندر نظر نہیں آتا۔ اس لئے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی ہستی کی فکر کرو کیونکہ تمہاری خودی کا کسی انداز سے ظہور نہیں ہو رہا۔ مسلمان اور کافر میں فرق ہی یہی ہے کہ مسلمان اپنی خودی کی حفاظت کرتا ہے اور کافر اپنی ہوس کی نگہبانی میں عمر صرف کر دیتا ہے۔

تصوّف

الفاظ	معنی
تصوف	وہ علم جس کے وسیلے سے صفائی قلب حاصل ہو
ملکوتی	ملائک ۔ عالمِ فرشتگاں
لاہوتی	ذاتِ الٰہی
مراقبہ	نگہبانی ۔ یکسوئی میں گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا

شعر ۱

یہ حکمتِ ملکوتی یہ علمِ لاہوتی حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شرح:۔ اگر انسان جنات کو قبضے میں کر لے، فرشتوں کی حکمتیں سیکھ لے اور ذاتِ الٰہی کا علم بھی حاصل کر لے لیکن اگر ان تمام باتوں سے کعبے کے دکھ کا مداوا نہیں ہوتا تو یہ سب محنت بیکار ہے۔

شعر ۲

یہ ذکر نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شرح:۔ نصف شب کی عبادت اور مراقبے اگر انسان کی خودی کی حفاظت نہیں کرسکتے اور ان عبادتوں کے بعد بھی انسان اپنے بتوں کا پجاری رہتا ہے تو یہ سب فضول ہے، بیکار ہے، بے معنی ہے۔

شعر ۳

یہ عقل جو مہ و پروین کا کھیلتی ہے شکار شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شرح:۔ اگر انسان اپنی عقل کے ذریعہ چاند ستاروں تک جا پہنچتا ہے اور انہیں اپنے احاطۂ علم میں لے آتا ہے لیکن اپنے ضمیر کے خلفشار کا علاج نہیں کرتا تو اس کی عقل و دانش بے معنی ہے۔

شعر ۴

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شرح:۔ اگر تجربوں کے بعد عقل نے اس نکتہ کو تسلیم بھی کرلیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی قادرِ مطلق نہیں ہے لیکن دل اس حقیقت پر ایمان نہیں لاتا اور نگاہ میں ذوقِ سلیم پیدا نہیں ہوتا تو عقل کی تسلیم و رضا بے سود ہے۔

شعر ۵

عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری فروغِ صبح پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شرح:۔ ملتِ اسلامیہ کی حالتِ ناگفتہ بہ سے میری گفتگو میں تسلسل اور یکسانیت نہیں ہے اور وہ غمِ ملت سے بیحد پریشان ہے لیکن اگر میری گفتگو کے اثر سے کوئی پریشان صبح طلوع نہیں ہوئی تو میری پریشانیٔ طبع بھی کارگر اور سود مند نہیں ہے۔

ہندی اسلام

الفاظ	معنی
الہام	خدا کی طرف سے کوئی بات دل میں ڈالی جائے
الحاد	بے دینی. کفر
نومیدی	ناامیدی
جاوید	ہمیشہ

شعر ۱

ہے زندہ فقط وحدتِ افکارِ ملّت — وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

شرح:۔ جب تک قوم میں ہم خیالی پیدا نہ ہو جائے قوم زندہ نہیں رہ سکتی. لیکن وہ اصول اور وعظ خواہ الہامی کیوں نہ ہوں اور آسمان سے فرشتے اُتر کر کیوں نہ کہیں. اگر ان سے وحدتِ فکر کی تلقین نہیں ہوتی تو برملا کہہ دیجیے کہ یہ بے دینی کی تعلیم ہے۔

شعر ۲

وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو — آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

شرح:۔ اس جذبۂ ہم خیالی کی حفاظت قوت یعنی حکومت کے بغیر ناممکن ہے. حکومت کے علاوہ لاکھ منطق سے کام کیوں نہ لیا جائے یہ عقدہ حل نہیں ہوتا اور کسی دلیل و منطق اور بات سے قوم میں وحدتِ فکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔

شعر ۳

اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل — جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید — جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد

شرح۔ اے مسلمان چونکہ تو حاکم وقت نہیں ہے، چونکہ تو حکمران نہیں ہے۔ اس لئے وہ قوت جس سے بات منوائی جاتی ہے تیرے قبضے میں نہیں ہے لہٰذا بہتر ہے کہ کسی غار میں جا کر راہبانہ زندگی بسر کر اور اپنے خیال کے مطابق اپنے لئے ایک ایسا مذہب ایجاد کر جو تجھے محکومی اور غریبی کی تعلیم دے سکے۔

شعر ۴

ملّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

شرح:۔ حضرت علامہ دکھے ہوئے دل سے طنز کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو غلامی میں جو نماز پڑھنے کی عام اجازت ہے وہ اس رعایت سے سمجھتا ہے کہ ہم آزاد ہیں اور ہمارا مسلک بھی آزاد ہے حالانکہ غلاموں کی نماز میں وہ سرور آ ہی نہیں سکتا جو ایک حاکم مسلمان کو نصیب ہوتا ہے۔

غزل

الفاظ	معنی
مرضِ کہن	پرانا مرض
چارہ	علاج
بحر	سمندر
پُرسکوں	خاموش۔ بے حرکت
فسوں	جادو
نہنگ	مگرمچھ
غمزہ	ادا و ناز
نیستاں	وہ جنگل جہاں صرف بانس ہوں

دوش	گذرا ہوا دن
فردا	آنے والا دن

شعر ۱

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

شرح:- اے رہبر! اے چارہ گر، اے حکیم! اُمت تیری اُمت کا دل مر چکا ہے اور جب دل مر جائے تو امنگیں بھی مر جاتی ہیں۔ پھر آزادی کا احساس کبھی انگڑائی نہیں لے سکتا۔ اس لئے اس قوم کا دل زندہ کر کیونکہ تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ ہر زمانے میں غلام قوموں کے دلوں میں زندگی کی تمنا پیدا کر دینے سے اُن کا علاج ہو گیا ہے۔

شعر ۲

ترا بحر پُرسکوں ہے، یہ سکوں ہے یا فسوں ہے نہ نہنگ ہے نہ طوفاں نہ خرابیِ کنارہ

شرح:- اے مسلمان۔ اے مسلمانوں کے رہبر! تیری جماعت اسلامیہ ایک سکوت کے عالم میں ہے۔ تیری نگاہ میں یہ سکون امن کی دلیل ہو تو ہو۔ میری نظر میں یہ ایک جادو کا اثر ہے وہ جادو جس کا دوسرا نام غلامی ہے۔ نہ اس میں کوئی لیڈر ہے نہ زندگی کی ہلچل ہے۔ میں تو اسے موت سے تشبیہ دوں گا۔

شعر ۳

تو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے نہیں بیقرار کرتا تجھے غمزۂ ستارہ

شرح:- اے مسلمان تیری نگاہ ابھی آشنائے ادا نہیں ہوئی۔ تو دنیائے فلک کے پوشیدہ رازوں سے قطعی بے خبر ہے۔ تو نہیں جانتا کہ ستارے کے تڑپنے کا سبب کیا ہے۔ اس کی ادا میں کیا راز پنہاں ہے۔

شعر

ترے نیستاں میں ڈالا مرے نغمۂ سحر نے — مری خاکِ بے سپر میں جو نہاں تھا اک شرارہ

شرح:- جس آگ نے مجھے سرگرمِ سخن رکھا ہے میرے کلام نے اس کی چنگاریاں تیرے خشک جنگل میں ڈال دی ہیں۔ تاکہ یہ آگ تیرے تن میں سلگتی رہے۔

شعر ۵

نظر آئے گا اسی کو یہ جہانِ دوش و فردا — جسے آ گئی میسّر مری شوخیِ نظارہ

شرح:- جس انسان نے اُن نظاروں کو جنہیں میں دیکھ رہا ہوں دیکھ لیا یا اس بے باکی سے دیکھنے کی کامیاب کوشش کی جس بے باکی سے میں نظارہ کر رہا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ اُسے موجودہ واقعات اور مستقبل کے انقلابات صاف صاف نظر آسکیں گے۔

دُنیا

الفاظ	معنی
بوقلمونی	رنگ برنگ
بصیرت	دیکھنا۔ سوجھ بوجھ
گردوں	آسماں

شعر

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی — وہ چاند یہ تارہ ہے وہ پتھر یہ نگیں ہے

شرح:- یہ رنگ برنگ کے نظارے میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ چاند ہے۔ یہ ستارے ہیں، وہ پتھر ہے، نگیں نہیں ہے۔ یہ موتی ہے پتھر نہیں ہے۔

شعر ۲

دیتی ہے مری چشمِ بصیرت یہی فتویٰ وہ کوہ یہ دریا ہے وہ گردوں یہ زمیں ہے

شرح: میری دیکھنے والی آنکھ دیکھنے میں میری رہنمائی کرتی ہے جس سے میں پہاڑ اور دریا میں، آسمان میں اور زمین میں جو امتیازی فرق ہے اسے دیکھ رہا ہوں۔

شعر ۳

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا تو ہے تجھے جو کچھ نظر آتا ہے نہیں ہے

شرح: یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے میں حقیقت کا اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ تمام نظارے جنہیں تو دیکھ رہا ہے بے حقیقت ہیں۔ حقیقت صرف تیری اپنی ذات ہے۔ یہ سب کچھ تجھ سے ہے۔ تو ان سے نہیں ہے۔ یہ بے ثبات ہیں۔ ثبات تجھی کو ہے۔ یہ سب تیری خاطر ہیں۔ تو ان کی خاطر نہیں ہے۔ یہ سب تیرے تابع ہیں۔ تو ان کے تابع نہیں ہے۔ تو ان سب پر اشرف ہے لیکن ان میں سے ایک بھی تجھ پر افضل و اشرف نہیں ہے۔

نمازؔ

الفاظ	معنی
پیر	بوڑھا۔ پرانا
آدم	انسان
جواں	تازہ دم
لات و منات	دو مشہور بت
گراں	ناگوار۔ مہنگا

نجات　　چھٹکارا۔ رہائی

شعر ۱

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں　　اگرچہ پیر ہے آدم۔ جواں ہیں لات و منات

شرح:۔ اگرچہ انسان صبحِ ازل سے زمین پر آباد ہے اور اس لحاظ سے آدم بڑا پرانا ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے بت ہر زمانے میں جوان رہتے ہیں۔ اُن پر بڑھاپا نہیں آتا۔ کیونکہ ہر عہد میں انہیں ماننے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس نکتۂ نظر سے ہر عہد میں روزِ ازل کے بت بھی عین شباب پر نظر آتے ہیں۔

شعر ۲

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے　　ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

شرح:۔ چونکہ انسان کا اس عقیدہ میں یقین محکم نہیں ہوتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے۔ کوئی رازق نہیں ہے، کوئی پالنے والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی قاضی الحاجات ہے اس لیے وہ دوسری طاقتوں کے آستانوں پر جا کر حاجت روائی کی خاطر جھک جاتا ہے۔ اُن سہاروں کو قاضی الحاجات تصور کر لیتا ہے لیکن اگر کوئی شخص صاحبِ ایمان ہو جائے اور صرف اپنے ربِ اعلیٰ کو اپنا سب کچھ مان لے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ جگہ جگہ اپنے عقیدہ کے بتوں کے سامنے جھکتا پھرے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر علامہ کی تعلیم ہے کہ اگر انسان صرف اپنے ربِ اعلیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو تو پھر ہزار غلط سجدوں سے نجات مل جاتی ہے اور یہ ایمان انسان کو بتوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ پھر وہ بت پرست نہیں بلکہ بت شکن بن جاتا ہے اور اپنے بتوں کا آپ ابراہیم ہو جاتا ہے۔

وَحِیْ

الفاظ	معنی
شبِ تار	اندھیری رات
وحی	پیغامِ الٰہی
سزاوار	لائق۔ قابل
رہبر	مرشد۔ پیغمبر۔ لیڈر۔ رہنما
ظن	گمان
تخمین	اندازہ
زبوں۔	خراب۔ ناقص ۔ بد
کارِ حیات	زندگی کے کام
خوب و ناخوب	اچھائی۔ برائی
وا	کھلنا
شارح	شرح کرنے والا
اسرارِ حیات	زندگی کے راز

شعر ۱

عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات

شرح: اللہ تعالیٰ اپنا پیغام اسی پر نازل فرماتا ہے جس کی عقل اور دل دونوں دولتِ ایمان سے بھرپور ہوں۔ چنانچہ وہ انسان جو صرف عقل رکھتا ہے اور وہ بھی ایمان کی تجلی سے خالی، امامت کے فرائض انجام دینے کے لائق نہیں ہے۔ قوم کا ایسا امیر جو صرف گمان اور اندازوں کے سہاروں کا محتاج ہو۔ قوم کی رہبری نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کرے گا تو اس قوم کے کارنامے خراب اور بیکار ثابت ہوں گے۔

شعر ۲

فکر بے نور ترا جذبِ عمل بے بنیاد سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

شرح: چونکہ تیری فکر اور تیری سوچ بچار کو کوئی روشنی حاصل نہیں ہے اور تیرا عمل کسی ٹھوس نصب العین پر نہیں ہے اس لئے غیر ممکن ہے کہ تیری زندگی کی تاریکیوں میں اُجالوں کا گذر ہو۔

شعر ۳

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات

شرح: اگر زندگی خود کفیل نہ ہو اور اپنے راز و نیاز کی تشریح نہ کر سکے تو پھر غلط اور اچھے اعمال کا فرق سامنے ابھر کر نہیں آسکتا۔

شکست

الفاظ	معنی
شکست	ہار
فقیہہ	شریعت کا علم جاننے والا
گریز	جھینپنا۔ چشم پوشی۔ کترانا۔ جی چرانا۔ پہلو تہی کرانا

شعر ۱

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ اُلفت

شرح: صوفیائے کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کی یاد میں مخمور رہتے ہیں اس لئے انہیں جد و جہد کی ضرورت نہیں ہے۔ علامہ اُن کے ان خیالات پر طنز کرتے ہیں کہ ان صوفیوں میں سرفروشی کی تمنا لے کر جہاد میں وا لہانہ نکلنے کے جوہر مفقود ہیں۔ اللہ کی یاد میں مگن رہنے کا تصور بے عملی کا معقول بہانہ بن گیا ہے۔

شعر ۲

فقیہِ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

شرح:۔ اہلِ شریعت بھی جد و جہدِ حیات سے گریز کر کے جنگلوں اور غاروں میں عیسائی درویشوں کی طرح زندگی گذارنے پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ قانونِ خداوندی کے تحت شریعت کے اصول کے مطابق دنیا میں ہر غیر مسلم سے جنگ فی سبیل اللہ کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ چیز ان بیچاروں کی ہمت و استقامت سے باہر ہے۔

شعر ۳

گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

شرح:۔ زندگی کی جد و جہد سے چشم پوشی کر کے غاروں اور گوشوں میں چھپ کر زندگی گذارنا شکست اور اعترافِ شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور اگر لفظ شکست سے کد ہے تو بتایئے پھر شکست کسے کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام کیا رکھا جائے۔

عقل و دِل

الفاظ	معنی
خاکی	مراد انسان
نوری	مراد فرشتے وغیرہ
زد	مار۔ صدمہ
جلال	عظمت
ازلی	ابتدا

شعر ۱

ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی　　باہر نہیں کچھ عقل خداداد کی زد سے

شرح:- ہر کوئی عقل کے ماتحت سوچتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ گویا کہ ہر ایک پر عقل کی حکومت ہے۔ عقل جو قانون وضع کرے گی اس کے پیرو کار اُس کے پابند ہوں گے۔ تمام فیصلے عقل کے ہیں لہٰذا کوئی شے عقل کے دائرۂ عمل سے باہر نہیں ہے۔

شعر ۲

عالم ہے غلام اُس کے جلالِ ازلی کا　　اِک دل ہے کہ ہر لحظہ الجھتا ہے خرد سے

شرح:- ساری کائنات روزِ اول سے عقل کی عظمت کی قائل چلی آرہی ہے لیکن ہر دور، ہر عہد اور ہر گھڑی دل اس کے فیصلوں سے انکار کرتا رہتا ہے۔ اِس کے دلائل پر کڑی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس کے وضع کردہ قوانین کو تسلیم کرنے سے کھلا انکار کرتا ہے۔ اِس کی ذہانت سے الجھتا ہے۔ اور اس کی کوتاہ بینی سے برسرِ پیکار رہتا ہے۔

مستیٔ کردار

الفاظ	معنی
طریقت	راستہ۔ مذہب
احوال	بیان۔ واقعات
گفتار	باتیں
نوا۔	کلام۔ آواز

شعر

صوفی کی طریقت میں فقط مستیٔ احوال　　ملا کی شریعت میں فقط مستیٔ گفتار

شرح:۔ صوفیائے کرام جن طریقوں پر زندگی بسر کرتے ہیں وہ واقعات تک محدود ہے اور ملا یعنی مولوی کی شریعت صرف وعظ و تقریر تک ہے۔ عمل سے دونوں کو واسطہ نہیں ہے۔

شعر ۲

شاعر کی نوا مُردہ۔ افسردہ و بے ذوق　　افکار میں سرمست۔ نہ خوابیدہ نہ بیدار

شرح:۔ شعراء حضرات کا کلام محض تخیلات کی دنیا کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس سے سُننے والا مایوس ہوتا ہے۔ اُس کے خون میں افسردگی آتی ہے۔ افسوس کہ شاعر لوگ اپنے شاعرانہ کلام میں مست ہیں۔ نہ یہ خود بیدار ہیں نہ ان کا کلام قوم کی بیداری کے کام آتا ہے۔

شعر ۳

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو　　ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیِ کردار

شرح:۔ مولوی سے شاعر تک کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جس کی رگوں میں زندگی کا خون جوش مار رہا ہو اور جس کے خون میں غیرتِ زندگی کی حرارت موجود ہو۔ کوئی بھی اپنی خودی سے واقف نہیں ہے۔ زبانی لن ترانی میں سب پیش پیش ہیں اور یہ سب شاعری ہے۔

قبر

الفاظ	معنی
مرقد	مزار
شبستاں	شب گذارنے کی جگہ
قلندر	خدا کا درویش
پہنائی	چوڑائی

شعر ۱

مرقد کا شبستاں بھی اُسے راس نہ آیا　　آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے

شرح:- اللہ کے درویش کو مرنے کے بعد گوشۂ قبر بھی موافق نہ بیٹھا۔ زمین کے اندر بھی اسے سکون میسر نہ ہو سکا۔

شعر ۲

خاموشیِ افلاک تو ہے قبر میں لیکن　　بے قیدیِ و پہنائیِ افلاک نہیں ہے

شرح:- قبر میں آسمان کی فضا سی خاموشی تو ملتی ہے لیکن آزادیِ فضا اور کشادگی میسر نہیں آتی جس کی وجہ سے مردِ مومن کو یہ تنگ و تاریک جگہ پسند نہیں ہے۔

قلندر کی پہچان

الفاظ	معنی
بنگلہ	مکان
مرکب	گھوڑا
راکب	سوار

شعر ۱

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جوالمرد　　جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی اُدھر جا

شرح:- آزاد مردِ مومن کی یہی تعلیم ہے کہ بندۂ حق گو کے فیصلوں کی تقلید کیے جاؤ۔

شعر ۲

ہنگامے میں میرے تری طاقت کو زیاں دے　　بجتا ہوا بنگاہِ قلندر سے گذر جا

شرح:- چونکہ میں ایک اللہ کا فقیر ہوں اور میری تعلیم قانونِ خداوندی کے

عین مطابق ہے اس لئے تجھ سے میرے احکام کی پیروی نہ ہو سکے گی۔ بہتر یہی ہے کہ میرے گھر سے بچتا ہوا نکل جا۔

شعر ۳

میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہوں گا چڑھتا ہوا دریا ہے اگر تُو تو اُتر جا

شرح:۔ دریا میں ہزار طوفان آ جائیں میری ذات نہ کسی کشتی کی منت پذیر ہو گی نہ ملاح کی احسانمند رہے گی۔ میری تعلیم یہ ہے کہ چڑھتے ہوئے دریا میں یقینِ محکم کے ساتھ اُتر جا۔

شعر ۴

توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا ہے تجھ میں مگر جانے کی جرأت تو مکر جا

شرح:۔ کیا تیرے طلسمات اور وہم و گمان کی دنیا میری ضرب سے تسخیر نہیں ہوئی۔ کیا تو نے میری قلندرانہ زندگی میں شانِ خداوندی کا ظہور نہیں دیکھا؟ اگر انکار کرنے کی ہمت ہے تو انکار کر دے۔ انکار کرنا اور بات ہے۔ حقیقت یہی ہے جو میں نے کہہ دی ہے۔

شعر ۵

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

شرح:۔ یہ چاند، یہ ستارے، یہ سورج الغرض یہ کائنات قلندر کی حکومت میں ہے۔ زمانہ قلندر پر سوار نہیں ہے کہ جدھر چاہے موڑ کر لے جائے گا۔ بلکہ قلندر زمانے پر سوار ہے کہ اپنی منشا کے مطابق اسے چلاتا ہے۔ اپنی نگاہ کے راستوں پر گامزن رکھتا ہے۔

فلسفہ

الفاظ	معنی
فلسفہ	علمِ موجودات۔ حکمت

خفی	باریک. چھوٹے
جلی	نمایاں. موٹے
غوّاص	غوطہ لگانے والا
تصدیق	شہادت. گواہی
تابندہ	چمکدار

شعر ۱

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں — پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے

شرح:- علامہ فرماتے ہیں کہ میری قوم کے نوجوانوں کے خیالات خواہ نمایاں ہوں یا دبے ہوئے میری نظر سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔

شعر ۲

معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی — مدت ہوئی گذرا تھا اسی راہ گذر سے

شرح:- کیونکہ میں بھی ایک زمانے میں فلسفہ کا طالب علم تھا اور میرے ذہن میں بھی اسی قسم کی الجھنیں پیدا ہوا کرتی تھیں اور میں بھی ہر شے کو اسی زاویہ سے دیکھا کرتا تھا۔

شعر ۳

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا — غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

شرح:- اس طالب علمی کے دور سے نکل کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ عقلمند الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنس کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ ایک طالبعلم کو ایک غوطہ زن کی سی زندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ غوطہ زن سیپیوں پر بحث نہیں کرتا بلکہ موتیوں کے رتبے پر نگاہ رکھتا ہے۔

شعر ۴

پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شرر سے

شرح:- ایک شرارے سے شعلے کی کیفیتوں کا حال معلوم کر لینا صرف علم کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ شوقِ جستجو اور عشقِ حصولِ علم کا شامل ہونا اشد ضروری ہے اور یہ چیز فلاسفہ کی صحبت سے نہیں بلکہ عاشقانِ خدا کی محفلوں میں ملتی ہے۔

شعر ۵

جس معنیٔ پیچیدہ کی تصدیق کرے دل قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گہر سے

شرح:- جس فلسفے کو دل تسلیم کرلے سمجھ لیجئے کہ اُس فلسفے کی قیمت جواہرات سے بھی زیادہ ہے۔

شعر ۶

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے

شرح:- جس کی بات کی تحقیق میں دل شریک نہیں رہا اور اسے قرآن کی تعلیم کے مطابق دل نے تسلیم نہیں کر لیا یقین مانو کہ وہ علم، وہ تعلیم، وہ فلسفہ وہ حکمت آج نہیں تو کل ختم ہو جائے گی۔

مردانِ خدا

الفاظ	معنی
حُر	آزاد
حرب	لڑائی۔ جنگ
کلاہ دار	بادشاہ

طواف　　کسی کے گرد چکر لگانا

شعر ۱

وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری　　نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری

شرح:۔ آزاد مسلمان وہی ہے جس کے ایک ایک حملے سے باطل کی فولادی قوتیں پسپا ہو جاتی ہیں۔ وہ نہ تو مسلمان ہے نہ آزاد جس کی جنگ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ عیاری پر موقوف ہے۔

شعر ۲

ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش　　قلندری و قبا پوشی و کلہ داری

شرح:۔ آزاد طبع جماعت میں روزِ اول سے ہی درویش، امرا، اور حکمراں ایک ساتھ رہے ہیں۔ چونکہ حکمراں سے سپاہی اور سپاہی سے عوام تک تمام ہمخیال ہوتے ہیں اس لئے وہ زندگی کے تمام شعبوں میں دوش بدوش رہتے ہیں۔

شعر ۳

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے　　اُنہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

شرح:۔ جس نظامِ حکومت میں کائنات سکونِ قلب محسوس کرتی ہے اور دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام ملتا ہے وہ انہی لوگوں کے اعمال کا خوبصورت نتیجہ ہوتا ہے۔ چونکہ اُن کا نظام براہِ راست خدا کا نظام ہوتا ہے اس لئے اس نظام کے مقابلے کوئی دوسرا نظام ٹھہر نہیں سکتا۔

شعر ۴

وجود ان کا طوافِ بتاں سے ہے آزاد　　یہ تیرے مومن و کافر تمام زناری

شرح:۔ یہ لوگ کسی بُت کے سامنے سر نہیں جھکاتے اور نہ ہی کسی آستانہ کو درِ قاضی الحاجات گردانتے ہیں۔ ورنہ ان کے علاوہ باقی تمام لوگ خواہ وہ مسلم

ہوں یا کافر۔ خدا کے آزاد بندے کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔

کافر و مومن

الفاظ	معنی
کافر	سیاہ
مومن	روشن
سم	زہر
صیقل	چمک
آفاق	آسمان کے کنارے۔ دُنیا

شعر ۱

کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے — تو ڈھونڈ رہا ہے سمِ افرنگ کا تریاق

شرح:۔ کل حضرت خضرؑ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں انگریزی تہذیب و تمدن کے زہریلے اثرات کو ختم کرنے والی دوا کی تلاش ہے؟

شعر ۲

اِک نکتہ مرے پاس ہے شمشیر کی مانند — بُرندہ و صیقل زدہ و روشن و بَرّاق

شرح:۔ وہ دوا تو شاید تمہیں ملے یا نہ ملے بہرحال میرے پاس ایک نکتہ ہے، تلوار کی طرح تیز، روشن اور چمکدار۔ یہ وہ نکتہ ہے کہ جس سے نہایت آسانی سے مومن و کافر کا امتیازی فرق معلوم ہو سکتا ہے۔

شعر ۳

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے — مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

شرح:۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص نظر آئے جو دنیا کی باتوں میں گم ہو۔ ایک

فلاسفر کی طرح دنیا اور اس کے موجودات کی تحقیق میں فنا ہوا سے بغیر کسی تحقیق کے کافر سمجھ لیتا، لیکن اس کے برعکس جس کی ذات سے دنیا کے علوم نمودار ہو رہے ہیں جس کے سینے میں سارے علوم گم ہوں۔ جو دنیا کو دنیا کے اسرار سے آگاہ کر رہا ہو اسے مومن سمجھ کر اس کی تقلید شروع کر دینا۔

مہدیٔ برحق

الفاظ	معنی
محبوس	قیدی
ثوابت	وہ ستارے جو حرکت نہیں کرتے
سیّار	وہ ستارے جو حرکت کرتے ہیں۔

شعر ۱

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیّار

شرح: مشرقی اقوام مسلم کا عقیدہ ہے کہ زمین غیر متحرک ہے اور چاند سورج ستارے گردش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس مغربی سائنسدانوں کا فیصلہ ہے کہ زمین ایک سیارہ ہے جو چاند سورج کے گرد گردش کرتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں خود ساختہ تخیل کی قید و بند میں مقید ہیں۔ دونوں میں سے کوئی بھی نظامِ قدرت کا قائل نظر نہیں آتا۔

شعر ۲

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدّت گفتار ہے نے جدّتِ کردار

شرح:۔ یورپ کے رہنمائے دین ہوں یا کعبے کے بزرگ دونوں پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ دونوں میں جدت نہیں ہے۔ نہ ان میں تازہ زندگی کا شوق ہے نہ ان میں ذوق۔

شعر ۳

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار

شرح:۔ اِس زمانے کے سیاسی رہنما بھی اسی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں اور شعرا حضرات بھی وہی گل و بلبل کے قصے سنا رہے ہیں۔ دونوں کے خیال غریب و نادار ہیں۔

شعر ۴

دنیا کو ہے اُس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

شرح:۔ دنیا کو نہ تو ان پرانے سیاست دانوں کی ضرورت ہے، نہ دقیانوسی شاعری کی بلکہ ایک ایسے بندۂ مومن کی ضرورت ہے جس کی نگاہ سے فکر کی دنیا میں ہلچل مچ جائے۔ اور وہی مومن مہدیٔ برحق ہوگا۔ خواہ کسی زمانے میں پیدا ہو۔ مہدی کوئی خاص شخصیت نہیں ہے جس کے متعلق غلط روایات موجود ہیں۔ جب کوئی صحیح بندۂ مومن پیدا ہوگا اُس وقت زمانے کی ضرورتیں خود بخود اس کی بزرگی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں گی کیونکہ وہ آکر زمانے کے تقاضوں کی تکمیل کرے گا۔

مومن

(دُنیا میں)

الفاظ	معنی
رزم	میدانِ جنگ

کنجشک — چڑیا
حمام — کبوتر

شعر ۱

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

شرح: دوستوں کی محفل میں مومن مثالِ ریشم کے ہوتا ہے لیکن یہی ریشم حق و باطل کی جنگ میں پہنچ کر فولاد بن جاتا ہے۔

شعر ۲

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش — خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

شرح: آزاد مسلمان جد و جہد زندگی میں گردشِ افلاک سے لڑتا ہے۔ اور ایک عدو کی مانند دست و گریباں رہتا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ خاکی ہے لیکن خاک سے آزاد ہے۔ زمین کی تنگی اسے اپنے اندر مقید کرنے میں ناکام ہے۔

شعر ۳

جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں — جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

شرح: بندۂ مومن چڑیاں اور کبوتر مارنے والا شکاری نہیں ہے۔ یہ تو ایسے شکار کو نگاہ میں بھی نہیں لاتا۔ اس کا شکار حضرت جبریلؑ ہیں یا حضرت اسرافیلؑ ہیں یعنی انسان وہ ہے جس کی خدمت میں جبریلِ امین وحی لے کر ایک غلام کی حیثیت سے حاضر ہوتے ہیں۔

(جنت میں)

شعر ۱

کہتے ہیں فرشتے کہ دلآویز ہے مومن — حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

شرح: وہ شان و عظمت تو دنیا میں تھی۔ لیکن دنیا کے بعد فردوسِ بریں میں پہنچ کر بھی کم رتبے پر نظر نہیں آتا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ مومن بڑا پیارا ہے لیکن حوروں

کو گلہ ہے کہ اُسے اِس سے بھی زیادہ دلآویز ہونا چاہیئے تھا۔

محمد علی باب

الفاظ	معنی
حضور	سامنے
اعراب	زیر۔ زبر۔ پیش

شعر

تھی خوب حضورِ علیؑ۔ باب کی تقریر بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعراب سموات

شرح:۔ "باب" ایران میں ایک نیا فرقہ ہے۔ جو اس فرقے کے موجد عبدالبہاعباس کو مہدی برحق اور امام الوقت بلکہ آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد علی باب اس کا پیروکار تھا۔ حضرت علامہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے علماء کے سامنے تقریر کی لیکن وہ عربی کے تلفظ سے واقف نہیں تھا۔ چنانچہ وہ قرآن مجید کی آیات غلط پڑھ رہا تھا۔

شعر ۲

اُس کی غلطی پر علماء تھے متبسم بولا تمہیں معلوم نہیں میرے مقامات

شرح۔ محمد علی باب کی اس غلطی پر علماء مسکرا رہے تھے۔ علماء کو مسکراتے دیکھ کر اس نے کہا کہ آپ حضرات میرے مقامات سے آگاہ نہیں ہیں۔

شعر ۳

اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آیاتؔ محبوس تھے اِعراب میں قرآن کے آیات

شرح:۔ میرا مقام بہت بلند و برتر ہے۔ تم اس زیر۔ زبر۔ پیش کے چکر میں ہو مجھ سے پہلے تم جیسے لوگ قرآن کے تلفظ میں ہی گم تھے۔ میں نے قرآن کو تلفظ کی

قید سے آزاد کر دیا ہے۔ لہٰذا ضروری نہیں رہا کہ آیات کو اہلِ عرب کے تلفظ میں پڑھا جائے۔

تقدیر

(ابلیس و یزداں)

الفاظ	معنی
تقدیر	خاصیت۔ تابعِ فطرت
ابلیس	شیطان
یزداں	ذاتِ الٰہی
استکبار	تکبّر
مشیّت	خدا کی مرضی ۔ خدا کا ارادہ

شعر ۱

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بَیر
آہ۔ وہ زندانیِ نزدیک و دُور دیر و زود

شرح: حضرت ابلیس خدا کے حضور گڑگڑا رہا ہے کہ اے اللہ دونوں جہان تیری مشیت کے تابع ہیں۔ مجھے حضرت آدم سے کسی قسم کی دشمنی تو نہیں۔ تیرا قرب جسے میں قید سمجھتا تھا بڑا عزیز تھا۔ اے کاش پھر میں اسی قید میں مقید ہو جاؤں۔

شعر ۲

حرفِ استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

شرح: یہ غیر ممکن تھا کہ تیری غلامی میں رہ کر تیرے سامنے تکبر کا لفظ کہہ دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ تو نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مجھے اپنے حضور میں نہیں رکھے گا

اس لئے تو نے میرے دل میں انکار سجدہ کی جرأت اور میری عظمت کا خیال ڈال دیا تھا۔ اس لحاظ سے میں قطعی بے قصور ہوں۔

شعر ۳

کب کھلا تجھ پر یہ راز؟ انکار سے پہلے کہ بعد؟

شرح:۔ ابلیس کی بے باک تقریر سن کر اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ اے ابلیس یہ راز تجھے پہلے سے معلوم تھا یا کہ انکار کر دینے اور اس جرم میں ہمارا فیصلہ سُن لینے کے بعد معلوم ہوا۔

شعر ۳

بعد۔ اے تیری تجلی سے کمالات وجود

شرح:۔ ابلیس نے عرض کیا۔ اے خدا یہ راز انکار کرنے کے بعد منکشف ہوا تھا۔

شعر ۴

پستیِ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اِسے
کہتا ہے تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

شرح:۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا جواب سن کر فرشتوں کی طرف دیکھا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ سن رہے ہو یہ کیا عرض کر رہا ہے۔ چونکہ اسے بلندی سے نیچے گرایا گیا ہے اِس لئے پست ماحول نے اسے بہانہ سازیاں سکھا دی ہیں۔ کہتا ہے کہ ہم نے اس سے دھوکہ کیا ہے اور بڑی چالاکی سے اس سے انکار کروایا تھا۔ گویا یہ ہماری ذات کو ملزم ٹھہرا رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ ہمارے ارادوں میں یہ شامل ہو چکا تھا کہ اسے اپنے ماحول سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے اِس بہانے کا سہارا لیا ہے۔

شعر ۵

دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلۂ سوزاں کو خود کہتا ہے دُود

شرح :- دیکھو تو یہ فریب خوردہ کس قدر دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے۔ خود ہی ہماری قید و بند سے فرار کی راہ اختیار کی اور جب ہم نے اس کی منشاء کے مطابق اسے آزاد کر دیا تو اب پچھتا رہا ہے اور اس آزاد زندگی کا نام مجبوری قرار دے رہا ہے۔ یہ کیسا مورکھ ہے کہ اپنے شعلے کو آپ ہی دھواں کہہ رہا ہے۔ خود ہی اپنے وقار اور مقام کی تذلیل کر رہا ہے۔

اے رُوحِ محمدؐ!

الفاظ	معنی
شیرازہ	التظام۔ کتاب کی جزبندی کا فیتہ۔
ابتر	منتشر۔ خراب
راحلہ	سوار

شعر ۱

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر — اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

شرح :- حضرت علامہ اقبال حضور سرورِ کائنات کی روحِ مقدسہ سے فریاد کرتے ہیں کہ اب ملتِ اسلامیہ کا سارا انتظام بکھر چکا ہے۔ ملت فرقوں میں تقسیم ہو کر منتشر ہو چکی ہے۔ اب تو ہی بتا کہ تیرا مسلمان جو کسی فرقے میں داخل ہونا نہیں چاہتا اور صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتا ہے۔ کدھر جائے۔

شعر ۲

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں — پوشیدہ ہے جو مجھ میں وہ طوفاں کدھر جائے

شرح:- ہندی مسلمانوں سے تو شکایت کیا ہے اہلِ عرب بھی مسلمان نہیں رہے اب جو کچھ میرے سینے میں امانت ہے وہ کس کے سامنے کھول کر رکھوں اور

اِس امانت کا کون اہل ہے!

شعر ۳

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد　　اس کوہ و بیاباں سے خدی خواں گذر جائے

شرح:۔ مان لیا کہ میں اس دنیا میں بے کار و داں ہوں۔ میرا ہمخیال کوئی نہیں۔ میرا ہم سفر کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس سفر کا خرچ بھی نہیں ہے اس کے باوجود مجھ سا راہ دکھانے والا اس دنیا اور ماحول کو چھوڑ کر گذر جائے۔

شعر ۴

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ　　آیاتِ الٰہی کا نگہبان گذر جائے

شرح:۔ حضرت علامہ گریہ و زاری کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ بتائیے کہ مجھ سا قرآنِ مجید کا نگہبان گذر جائے اور کہاں جا کر قرآن کی تعلیم عام کرے اور کسے بیدار کرے۔

مدنیتِ اسلام

الفاظ	معنی
مدنیت	شہریت
نہایت	انتہا
یگانہ	بے مثال
گوناگوں	بیحد۔ طرح طرح کی
اساس	بنیاد
عناصر	آگ۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا

شعر ۱

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے　　یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں

شرح :- آؤ تمہیں بتائیں کہ ایک مسلمان بحیثیت ایک شہری مسلمان کے کس انداز کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مسلمان اس حیثیت میں بھی فکر کی انتہا ہے اور عشق و مستی کا کمال ہے۔ یہ کبھی اپنے فرائض سے چشم پوشی اور روگردانی نہیں کرتا۔

شعر ۲

طلوع ہے صفتِ آفتاب اس کا غروب　　یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں

شرح :- اس کی موت اس کے کردار کی زندگی کی صبح ہوتی ہے۔ یہ اپنے اوصاف کے لحاظ سے بھری بزم میں بھی الگ اور انوکھا نظر آتا ہے۔ لیکن زمانے کی طرح طرح طرح کی باتیں بھی رکھتا ہے۔

شعر ۳

نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری　　نہ اس میں عہدِ کہن کے فسانہ و افسوں

شرح :- نہ تو اپنے گذرتے ہوئے زمانے کی حیا سے بیزار ہے، نہ یہ پرانی رسموں کا مقلد ہے۔

شعر ۴

حقائقِ ابدی پر اساس ہے اس کی　　یہ زندگی ہے نہیں ہے طلسمِ افلاطوں

شرح :- اس کے نظامِ زندگی اور قالونِ حیات و اعمال کی بنیاد مستقل حقیقتوں پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایک صحیح زندگی کا نمونہ ہوتا ہے نہ کہ افلاطون کے فلسفہ کا آئینہ دار۔

شعر ۵

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوقِ جمال　　عجم کا حسنِ طبیعت عرب کا سوزِ دروں

شرح:۔ مسلمان بظاہر مٹی سے بنا ہوا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ ظلِ الٰہی ہے۔ اس کے اندر عجمی خیالات بھی ہیں اور عرب کا سوز و گداز بھی ہے۔

اِمامت

الفاظ	معنی
امامت	رہنمائی
صاحب اسرار	رازداں

شعر ۱

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے

شرح:۔ اے پوچھنے والے تو نے مجھ سے امامت کی شرح دریافت کی ہے۔ میری دعا ہے کہ جس طرح اسے میں سمجھا ہوں۔ اللہ تجھے بھی سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

شعر ۲

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

شرح:۔ خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی اور۔ جو بندۂ مومن تجھے موجودہ غلامانہ زندگی سے بیزار کرنے میں کامیاب ہو جائے میرے نزدیک تیرے زمانے کا وہی امام ہے۔

شعر ۳

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

شرح:- خدا کرے کہ کوئی مردِ خدا تجھے شہادت کی حقیقتوں سے روشناس کردے جس سے تجھے معلوم ہو سکے کہ مومن مرنے کے بعد اپنے محبوبِ حقیقی سے ہم آغوش ہو سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ تو اپنی موت کے پردے میں اپنا وصلِ محبوب کی جھلک دیکھ لے تاکہ یہ زندگی تجھے عزیز رہے۔

شعر ۴

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

شرح:- تجھے کوئی ایسا مومن مل جائے جو تجھے اس غیر اسلامی زندگی کے گھاٹے بتا سکے تاکہ تو اپنے آپ کو نقصان میں دیکھ کر تلملا اُٹھے اور یہ خسارے کا راستہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔

شعر ۵

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی!
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

شرح:- لیکن جو شخص یا حکمراں یا قانون مسلمان کو بادشاہوں کا پرستار بنائے یقین مانو کہ وہ ملتِ اسلامیہ کے شیرازہ میں چنگاری ڈال رہا ہے اور ملت کے نظام کو برہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اللہ کے دروازے سے ہٹا کر مسلمان کو بتوں کی چوکھٹ پر جھکنا سکھا رہا ہے۔

فقر و راہبی

الفاظ	معنی
فقر	خدا پرست

راہبی　　جنگلوں وغیرہ میں زندگی بسر کرنیوالے لوگ

شعر ۱

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی　　تری نگاہ میں ہے ایک فقر و رہبانی

شرح:۔ اے غلام مسلمان! مسلمانی تو درحقیقت اور ہی شے ہے۔ لیکن تیرے نزدیک ایک خدا پرست اور ایک پادری دونوں ایک مقام پر ہیں۔ تو دونوں کو اپنی اپنی ملت کا امام سمجھتا ہے حالانکہ امام وقت کا امام ہوتا ہے۔ چند انسانوں کا امام نہیں۔

شعر ۲

سکوں پرستیٔ راہب سے فقر ہے بیزار　　فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

شرح:۔ راہب کی راہبانہ زندگی اسے سکون و گوشہ نشینی سکھاتی ہے اور خدا پرست اس کے برعکس زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ صاحب شمشیر ہو کر زندہ رہنا چاہتا ہے۔ یہ فقیر خدا پرست ایک جگہ گوشہ نشین ہو کر نہیں رہتا بلکہ کوہ و بیاباں بحر و بر ہر جگہ باطل کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے۔

شعر ۳

پسند روح بدن کی ہے وا نمود اس کو　　کہ ہے نہایت مومن خودی کی عریانی

شرح:۔ مومن کو اپنے جوہر کی نمود پسند آتی ہے۔ مومن کی انتہا یہ ہے کہ اپنی ذات کو دنیا کے سامنے عریاں و نمایاں کر دے جس مقصد کے لیے زندہ ہے وہ واضح کر دے۔

شعر ۴

وجود حیرتیِ کائنات ہے اس کا　　اسے خبر ہے یہ باقی ہے اور وہ فانی

شرح:۔ مومن تابعِ تقدیر نہیں ہے۔ بلکہ ساری کائنات کی تقدیر اس کے

تابعِ فرمان ہے اور اسی کے دم سے کائنات روشن ہے۔ اسے معلوم ہے کہ مومن کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔ البتہ کائنات کی ہر شے جو تابعِ تقدیر ہے فنا ہونے والی ہے۔

شعر ۵

اسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طغیانی

شرح:۔ بہتر یہی رہے گا کہ اپنے اطمینانِ قلب کی خاطر تو اسی مردِ مومن سے دریافت کر لے کہ جو کچھ تو نظارہ کر رہا ہے آیا اسے ثبات ہے یا ایک رنگ و بو کا طوفان ہے جو چڑھ کر اتر جائے گا۔ یہی حقیقت اُس راہب سے بھی پوچھ لے اگر وہ بتا سکے۔

شعر ۶

یہ فقرِ مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی

شرح:۔ جب سے مسلمان نے خدا پرستی ترک کر دی ہے اس وقت سے نہ اس کے پاس ایمان کی دولت ہے، نہ دنیا کے خزانے ہیں۔ وہ ہر اعتبار سے غریب و نادار ہو گیا ہے۔

غزل

الفاظ	معنی
متاعِ حیات	زندگی کی دولت
ناصبور	بے صبر
یوم النشور	قیامت کا دن

شعر ۱

تیری متاعِ حیات علم و ہنر کا سُرور میری متاعِ حیات ایک دلِ ناصبور

شرح:۔ حضرت علامہ ایک طالب علم سے مخاطب ہیں کہ تو اپنے علم و ہنر کے نشہ میں مست ہے اور اسی سستی کو زندگی کی دولت سمجھ چکا ہے لیکن میرا دل تشنگی محسوس کرتا ہے۔ منزل کی تلاش میں بے قرار رہتا ہے اور یہی بے قرار دل میری متاعِ حیات ہے۔

شعر ۲

معجزۂ اہلِ فکر، فلسفہ و ہیچ ہیچ معجزۂ اہلِ ذکر موسیٰ و فرعون و طور

شرح:۔ سوچنے والوں کے معجزے سوائے پیچیدگیٔ فلسفہ کے کچھ نہیں ہیں لیکن خدا پرست لوگوں کے معجزے کرامات موسیٰ، شکستِ فرعون اور جلوۂ طور ہوتے ہیں

شعر ۳

مصلحتاً کہہ دیا میں نے مسلماں تجھے تیرے نفس میں نہیں گرمیٔ یومُ النشور

شرح:۔ اے غلام مسلمان تجھے تو میں نے یونہی مسلمان کہہ دیا ہے۔ تجھے تو مسلمان کہنا ہی غلطی ہے کیونکہ تیرے سینے میں روزِ محشر کی کوئی حرارت نہیں ہے تیرے عمل میں کوئی گھما گھمی نہیں ہے جو تجھے قیامت کے روز بچا سکے۔

شعر ۴

ایک زمانے سے ہے چاک گریباں مرا تو ہے ابھی ہوش میں میرے جنوں کا قصور

شرح:۔ میں عشقِ رسولؐ اور خدا کی محبت میں عرصہ سے دیوانہ بن چکا ہوں لیکن تو ابھی تک اس عشق سے بے خبر ہے۔ قصور میرا نہیں ہے تیری کوتاہی کا ہے۔

شعر ۵

فیضِ نظر کے لئے ضبطِ سخن چاہیئے حرفِ پریشاں نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور

شرح:- جسے فیض پہنچانا ہو اُسے طعن نہیں دینا چاہیئے۔ اہلِ نظر کے سامنے کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ جو پریشانیٔ خاطر کا موجب بن جائے۔

شعر

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم — عشق ہو جس کا جسور فقر ہو جس کا غیور

شرح:- وہ قوم کبھی کسی عہد۔ کسی دور اور کسی زمانے میں بھی ذلیل و محکوم نہیں ہو سکتی جس کے نوجوان دلیر ہوں اور اُن میں قومی غیرت ہو۔

تسلیم و رضا

الفاظ	معنی
پہنائی	چوڑائی۔ گہیر
نشوونما	بڑھنا۔ پھولنا
نمو	ظاہر ہونا

شعر ۱

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا — پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا

شرح:- شاخوں کی نشوونما سے یہ راز کھلتا ہے کہ پودوں کو بھی فضا کے طول و عرض کا احساس ہے۔

شعر ۲

ظلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا — ہر لحظہ ہے دانے کو جنوں نشوونما کا

شرح:- اور یہی احساس بیج کو زمین کے اندر بے قرار رکھتا ہے اور وہ کھلی فضا میں زندگی بسر کرنے کے لئے مضطرب رہتا ہے۔

شعر ۳

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند — مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

شرح:۔ اے پودے کی زندگی پر نگاہ رکھنے والے اس نمود اور اس کے اختتام سے یہ نہ حاصل کرلے کہ ہر شے حتیٰ کہ انسان بھی خدا کی فطرت کے مطابق ظاہر ہوتا ہے اور فنا ہوجاتا ہے لہٰذا جدوجہد حیات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اے کم عقل! اے کم نگاہ۔ یہ تو تابع فطرت ہیں۔ تو ایک انسان ہے فطرت جس کے تابع ہے۔ تو راہِ عمل بند نہ کر کیونکہ کائنات کی تسلیم و رضا کا تو مقصد ہی کچھ اور ہے۔

شعر ۴

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے اے مرد خدا ملک خدا تنگ نہیں ہے

شرح:۔ اس بیج کی طرح اگر تجھ میں اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے کی تمنا ہے تو یقین جان کہ مواقع بھی بہت ہیں۔ اگر ایک جگہ تجھے موقع نصیب نہیں ہوتا تو دل شکستہ نہ ہوجا اور دوسری جگہ جاکر کوشش آزما۔ کیونکہ اللہ کی زمین تنگ نہیں ہے۔

نکتۂ توحید

شعر ۱

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے ترے دماغ میں بتخانہ ہو تو کیا کہیے

شرح:۔ اے انسان چونکہ تیرے ذہن میں سینکڑوں قاضی الحاجات ہیں اس لئے ان کی موجودگی میں خدائے واحد کا تصور نہیں جم سکتا۔ البتہ اگر تو بت شکن ہو کر ان بتوں کو ختم کردے تو پھر خدا کی توحید سمجھ میں آسکتی ہے۔

شعر ۲

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

شرح:۔ جس شخص کی سمجھ میں لا الٰہ کا مفہوم آگیا سمجھ لو کہ اسے خدا کا شوق پیدا ہو گیا۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ سمجھائے کون۔ ہمارے دور کے بزرگوں کے طریقے تو عالمانہ ہیں۔ وہ بات بات میں بحث کرتے اور الجھتے ہیں۔ نہ ان میں عشق ہے نہ کسی کو عاشقانہ رمز بتا سکتے ہیں۔

شعر ۳

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے　　تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیئے

شرح:۔ ایمان کی نگہبانی میں کفر کے خلاف جنگ و جدل کرنے میں جو مزا ملتا ہے اس سے تو کیسے واقف ہو سکتا ہے کیونکہ نہ تیرے پاس سامانِ جنگ ہے نہ تجھے وار کرنا آتا ہے۔

شعر ۴

جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا　　تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیئے

شرح:۔ دنیا میں ایک آزاد مسلمان ہر شے کو کس زاویۂ نگاہ سے دیکھتا ہے میں وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا تعلق صرف احساس سے ہے لیکن تو چونکہ غلام ہے اس لیے آزاد کے احساسات کی کیفیت کا احساس بھی نہیں کر سکتا۔

شعر ۵

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے　　روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیئے

شرح:۔ ایک خدا پرست کا درجہ ایک کافر حکمراں سے بہت بلند ہے۔ لیکن یہ حقیقت تجھ پر کیسے روشن ہو جب کہ تیری عادت بھیک مانگنے کی ہے۔ ایک بھکاری ایک بادشاہ کے رتبے سے آگاہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اِلہام اور آزادی

الفاظ	معنی
مہمیز	ایڑھ
شکوہ	عظمت

شعر ۱

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ اِلہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لئے مہمیز

شرح: اگر آزاد مسلمان کے دل میں اللہ کی طرف سے باتیں آتی ہوں تو یقین مانئے کہ اس کی نگاہ سوچنے اور عمل کرنے میں مہمیز کا کام دیتی ہے۔ چونکہ اس کی سوچ اللہ کی طرف سے پیدا کی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اس کے عمل میں بے پناہ تیزی ہوتی ہے۔

شعر ۲

اس کے نفسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی ہو جاتی ہے خاکِ چمنستاں شرر آمیز

شرح: اس مردِ مومن کے سانس میں ایسی گرمی ہے کہ مٹی میں آگ کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

شعر ۳

شاہیں کی ادا ہو گئی بلبل میں نمودار کس درجہ بدل جاتے ہیں غمزانِ سحر خیز

شرح: ایسے مردِ مومن کی صحبت کی وجہ سے کمزور انسانوں میں بھی دلاوری آجاتی ہے۔ اس ایک آزاد مسلمان کی بدولت اس کے سارے کا سارا ماحول بدل جاتا ہے۔

شعر ۴

اس مردِ خود آگاہ و فراست کی محبت دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

شرح :- اس مردِ مسلمان کی محبت سے غلام قوم کے غلام باشندے غلامی سے نفرت کرنے لگتے ہیں حتیٰ کہ تختِ شاہی ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

شعر ۵

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

شرح :- محکوم اگر یہ کہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے تو اس کی بات پر بھروسہ نہ کیجئے اور اگر یہ کہے کہ اس پر الہام ہوتا ہے تو اسے دیوانہ سمجھ لیجئے۔ کیونکہ غلام کی فکر دائرۂ غلامی سے آزاد ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ قوم کو جو بھی راہِ عمل دے گا غلط ہوگا۔ تباہ کن راستہ ہوگا۔

جان و تن

الفاظ	معنی
پیچاک	پیچ و بل
ارتباط	ربط۔ ملنا
اختلاط	ملنا مخلوط ہونا
اخگر	چنگاری

شعر

عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
روح کس جوہر سے۔ خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے

شرح :- فلاسفر لوگ ایک عرصہ سے اس اُلجھن میں مبتلا ہیں کہ انسان کی روح

کا مادہ کیا ہے اور انسان کے ڈھانچے کے عناصر کیا ہیں۔

شعر ۲

میری مشکل ! مستی و شور و سرور و درد و داغ
تیری مشکل ! مے سے ہے ساغر کہ مے ساغر سے ہے؟

شرح:۔ میری مشکل جو حل نہیں ہو رہی یہ ہے کہ میری مستی اور میرے سرور کا باعث کیا ہے اور میرے دل کے درد کی وجہ کیا ہے۔ لیکن تیری مشکل جو حل نہیں ہو رہی یہ ہے کہ تو اس فلسفے میں الجھا ہوا ہے کہ آیا ساغر کی زندگی اور وقار شراب سے قائم ہے یا شراب کی وقعت یا شراب کا مقام ساغر سے ہے۔

شعر ۳

ارتباطِ حرف و معنی ! اختلاطِ جان و تن !
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے

شرح:۔ میرے نزدیک جان اور جسم کے الفاظ کا اختلاط بالکل ایسے ہی ہے جس طرح ایک چنگاری اپنی راکھ میں چھپی ہوئی ہو اور جب راکھ کو ہٹا دیا جائے تو چنگاری چمک کر نمودار ہو جاتی ہے۔ بعینہ اگر جسم کی راکھ کے ڈھیر میں غور سے دیکھیں تو روح چنگاری کی مانند زندہ و تابندہ نظر آئے گی۔

لاہور و کراچی

شعر ۱

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے ! فقط عالمِ معنی کا سفر

شرح:۔ مردِ مومن ہر لحظہ اور ہر مقام پر صرف اپنے معبودِ حقیقی پر نظر رکھتا ہے

اُسی کے قانون کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے لئے زندگی اور اس کا سفر کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ وہ موت کو صرف ایک سفر سے تعبیر کرتا ہے۔

شعر ۲

اِن شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

شرح:- اے مسلمان تو شہداء کرام کے بارے میں مغربی پادریوں سے کوئی فتویٰ طلب نہ کر نہ ہی اِن کے معاملے میں ان کی طرف رجوع کر۔ یہ بیچارے مقامِ شہادت کو کیا سمجھیں۔ شہیدوں کے خون کی قیمت کعبہ سے زیادہ ہے۔

شعر ۳

آہ اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں!
حرف لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرْ

شرح:- اے مسلمان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو معبود شریک نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ ہی وہ ہے جس کی ذات آخر تک قائم رہے گی۔ اللہ کے علاوہ کسی کو ثبات نہیں ہے۔

نبوّت

الفاظ	معنی
عارف	علم معرفت جاننے والا
مجدّد	تجدید کرنے والا
محدّث	اہلِ حدیث
فقیہہ	اہلِ شریعت

حشیش　　گھاس

شعر ۱

میں نہ عارف ۔ نہ مجدد ۔ نہ محدث ۔ نہ فقیہہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

شرح :۔ میں نہ علمِ معرفت رکھتا ہوں ۔ نہ کسی فرقے یا مذہب کی تجدید کرتا ہوں نہ علمِ حدیث سے آگاہ ہوں ۔ نہ قانونِ شریعت سے آشنا ہوں ۔ میں نہیں جانتا کہ نبوت کا اصل مقام کیا ہے ۔

شعر ۲

ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام

شرح :۔ لیکن اسلام کیا ہے اس سے میں خوب واقف ہوں ۔ مجھے صاحبِ عرش کے تمام راز معلوم ہیں اور جس نکتۂ نظر کے ماتحت صاحبِ عرش نے اسلام کو نازل فرمایا ہے میں اس سے بخوبی آگاہ ہوں ۔

شعر ۳

عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی ہیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام

شرح :۔ اس گئے گذرے اور تاریک زمانے میں بھی میں نے ایک پورے چاند کی طرح روشن و منور حقیقت دیکھی ہے ۔

شعر ۴

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

شرح:۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جس عہدِ نبوت میں ملت اسلامیہ صاحب اقتدار نہیں، حکمراں نہیں۔ صاحب عزت و مال و حشمت نہیں وہ نبوت نہیں بلکہ ایک دھوکہ ہے، ڈھونگ ہے اور بالکل گھاس کے خشک پتے کی طرح ہے جس پر نہ پھول آتے ہیں نہ پھل۔ ایسی نبوت خواہ اس کا دعویدار مسلمان ہی کیوں نہ ہو بے حقیقت اور من گھڑت ہے۔ اللہ کی جانب سے قطعی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نبی کا پہلا کام امت کو ذلت اور غلامی سے نکالنا ہے اور نکال کر آزاد فضا میں لانا ہے۔ پھر اُسے اقتدار کا مالک بنانا ہے۔ اور آخر میں امیرِ زمانہ کا لقب عطا کرنا ہے۔

آدم

الفاظ	معنی
بود	وجود
عدم	نیست۔ غیر وجود
تگ و دَو	دوڑ دھوپ

شعر ۱

طلسمِ بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پہ سخن

شرح:۔ نہیں ہے اور ہے بھی۔ کچھ بھی نہیں اور سب کچھ ہے۔ بس اسی طلسم کا دوسرا نام آدم ہے۔ اور آدم یعنی انسان اپنے خدا کا ایک راز ہے جس سے انکار مشکل ہے۔

شعر ۲

زمانہ صبحِ ازل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دَو سے ہو سکا نہ کہن

ج حقیقت پہلے دن سے گردش اور سفر میں مصروف ہے اور اس کے سفر کی وجہ سے ہر چیز جو پہلے زمانے میں تھی بہت دور جا چکی ہے جس کی وجہ سے بے حد پرانی ہو چکی ہے۔ لیکن زمانے کی یہ گردش اور اس کا یہ سفر حضرت انسان کو پرانا نہ بنا سکا۔ انسان ہر دور اور ہر عہد میں بالکل نیا ہی ہے۔ یعنی جو اس کی زندگی کے تقاضے پہلے دن تھے وہ آج بھی بدستور زندہ ہیں۔

شعر ۳

اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انساں نہ روح ہے نہ بدن

شرح:۔ اگر سمجھنے میں تجھے دشواری پیش نہ آئے تو تیرے سامنے ایک حقیقت کھول کر رکھ دوں اور وہ یہ کہ انسان کا وجود نہ جسم ہے نہ روح ہے۔ بلکہ اس کا کردار اور اس کا عمل اس کے وجود کی دلیل ہے۔ یہی چیز ہمیشہ زندہ رہے گی ورنہ جسم بھی فنا ہو جائے گا اور روح بھی فرار ہو جائے گی۔

ملّہ اور جنیوا

شعر ۱

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم

شرح:۔ اس زمانے میں قوموں کے اجتماع کی بات بھی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے افسوس کہ انسانوں کی ہم خیالی جس کا دوسرا نام ملّت ہے نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور کوئی بندۂ خدا اس کی طرف توجہ نہیں دے رہا۔

شعر ۲

تفریقِ ملِ حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم

شرح: انگریز کا نصب العین یہ ہے کہ قوموں میں پھوٹ ڈالو۔ ان میں فساد پیدا کرو اور تفرقہ ڈال کر الگ الگ کر دو۔ لیکن اس کے برعکس اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ بچھڑی ہوئی قوموں کو ہم آہنگ کر دو۔ ایک پلیٹ فارم پر لے آؤ۔ ایک نصب العین کے ماتحت زندگی بسر کرنا سکھاؤ۔

شعر ۳

مکے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیّتِ اقوام کہ جمعیّتِ آدم

شرح: مکہ نے جنیوا والوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ قوموں کے اجتماع سے کچھ نہیں بنتا۔ بلکہ انسانوں کو ہمخیال کر لینے سے ملّت بنتی ہے۔ یہ ایک نکتۂ ملّی زندگی کا ضامن ہے۔

اے پیرِ حرم

شعر ۱

اے پیرِ حرم رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا

شرح: اے کعبے کے پرانے بزرگ، اے مولوی۔ یہ خانقاہوں میں رہنا چھوڑ دے کیونکہ یہ زندگی خلافِ اصولِ اسلام ہے۔ میں جو کچھ بوقتِ صبح کہتا ہوں اُسے سمجھنے کی کوشش کر۔

شعر ۲

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت دے ان کو سبق خود شکنی خود نگری کا

شرح:- خدا تیری قوم کے جوانوں کو سلامت رکھے۔ تو انہیں ایسا سبق دے جس سے یہ اپنے بتوں کو توڑنا سیکھ جائیں اور اپنی ذات کی حفاظت کرنا سمجھ جائیں۔

شعر ۳

تو ان کو سکھا خارہ شگافی کے طریقے مغرب نے سکھایا انہیں فن شیشہ گری کا

شرح:- انگریز کی تہذیب نے انہیں بے حد تن آسان کر دیا ہے۔ ان کے عمل بڑی نازک چیزوں کی تیاری کے لیے رہ گئے ہیں۔ تو انہیں جفاکش بنا۔ ایسا جفاکش جو پتھر توڑنے سے گریز نہ کرے بلکہ جوانمردی سے ایسی ضرب لگائے کہ سینہ کوہ میں شگاف پیدا ہو جائیں اس لئے کہ ملت اسلامیہ کو نازک نہیں مضبوط جوانوں کی ضرورت ہے۔

شعر ۴

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

شرح:- تیری قوم دو سو برس کی غلامی کی وجہ سے دل شکستہ ہو چکی ہے۔ ان کی دوبارہ ہمت باندھنے کے لئے کوئی تدبیر سوچ۔ ایسی تدبیر جس سے ان کی پریشانی ختم ہو سکے۔

شعر ۵

کہہ جاتا ہوں میں زور جنوں میں ترا اسرار مجھ کو بھی صلہ دے مری آشفتہ سری کا

شرح:- اے پیر حرم میں اپنے عشق اور عشق کی دیوانگی میں قوم اور قوم کی حیات و بقا کے راز کہہ جاتا ہوں۔ آخر مجھے بھی تو اس دیوانگی کا کچھ عوض ملنا چاہیئے

اور وہ عوض یہ ہے کہ تیرے جوان زندگی کے ڈھنگ سیکھ لیں.

مَہدی

الفاظ	معنی
مجذوب	درویش

شعر ۱

قوموں کی حیات اُن کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغِ چمن کو

شرح: جس انداز کا قومی تخیل ہوگا قوم کا عمل بالکل اسی تخیل کے مطابق ہوگا۔ چونکہ انسانوں کی ہمخیالی سے اجتماعی ہمخیالی وجود میں آتی ہے اور حیاتِ اجتماعیہ کا نام قومی زندگی ہے لہذا قوم کا عمل اس کے افراد کے خیالات کا ترجمان ہوتا ہے۔

شعر ۲

مجذوبِ فرنگی نے باندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

شرح: - عیسائیوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے. اس خیال کی حمایت میں مغربی قومیں پیش پیش ہیں چنانچہ مغربی پادریوں نے اپنی قوم کو یہ عقیدہ دے کر ایک مضبوط سہارا دے رکھا ہے۔

شعر ۳

اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
تو میدِ نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

شرح:- اے وہ انسان کہ جس کا عقیدہ مہدی پر نہیں ہے اُسے مشورہ ہے کہ اپنی جماعت کو اس سہارے سے نا امید نہ کر۔

شعر

ہو زندہ کفن پوش تو میت اُسے سمجھیں
یا چاک کریں مردِ ناداں کے کفن کو

شرح:- اگر کوئی احمق اپنی حماقت سے کفن پوش ہو جائے تو کیا اسے مردہ سمجھنا چاہیئے یا اس کی حماقت کو چاک کرنا درست ہے۔

مردِ مسلمان

الفاظ	معنی
برہان	دلیل
قہاری	غلبہ
غفاری	بخشش
قدوسی	پاکی
جبروت	بزرگی
قاری	قرأت سے پڑھنے والا
عیار	ترازو
میزان	ترازو

شعر

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

شرح:- مردِ مومن اپنی بات اور اپنے عمل دونوں میں اللہ کا قانون اور اللہ

کی منشا کے مطابق نظر آتا ہے۔ وہ جو بات کرے گا۔ جو کسی سے معاہدہ اور معاملہ کرے گا عین احکامِ الٰہی کے ماتحت ہو گا۔

شعر ۲

نہاری و غفاری و قدوسی و جبروت یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں

شرح:۔ جس میں غلبہ بخشش، پاکی اور بزرگی یہ چاروں باتیں پائی جائیں سمجھ لیجئے کہ وہ بندۂ مومن ہے۔ کیونکہ یہ چار صفات اللہ کی ذات مبارک میں پائی جاتی ہیں اور مومن ظلِ الٰہی ہوتا ہے۔

شعر ۳

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

شرح:۔ مسلمان کا وطن نہ بخارا ہے نہ بدخشاں ہے۔ بلکہ حدودِ ارضی سے الگ ہو کر جبریلؑ کی ہمسائیگی اختیار کرتا ہے۔ یعنی خدا کا قرب حاصل کر کے زندگی بسر کرتا ہے۔ جب وہ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو ساری کائنات کا حاکم بن جاتا ہے۔ اسے کوئی مخصوص قطعۂ زمین پسند نہیں آتا اور نہ ہی اپنے لئے ایک مخصوص قطعۂ زمین منتخب کر کے اس میں مقید ہونا پسند کرتا ہے

شعر ۴

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

شرح:۔ عام طور پر مسلمان کو قرآن پڑھنے والا کہا جاتا ہے لیکن جو مومن ہوتا ہے اس کی تمام زندگی قرآن کا نمونہ ہوتی ہے لہٰذا اس کا قول اور فعل بالکل قرآنی ہوتے ہیں اس اعتبار سے وہ خود قرآن بن جاتا ہے۔

شعر ۵

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

شرح: ۔ مومن اپنے اللہ کی منشاء کے مطابق دنیا میں قانون نافذ کرتا ہے۔ مسلمان حکمراں اس دنیا میں بھی انصاف کرتا ہے اور قیامت کے روز بھی انصاف والا پکارا جائے گا۔

شعر ۶

جس کی جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

شرح: ۔ مومن ایک وقت میں ایسی شبنم کی مانند بن جاتا ہے جس سے دلوں میں ٹھنڈک پہنچے اور دوسرے وقت میں ایک ایسا طوفان بھی بن جاتا ہے جس سے دریاؤں کے دل دہل جائیں۔

شعر ۷

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

شرح: ۔ مومن کے دن اور مومن کی راتیں الغرض کہ مومن کا ہر لمحہ ایک ایسا گیت ہے جسے فطرت نے اپنے لئے روزِ اول سے پسند کیا ہوا ہے۔ اور اس کی آواز بے مثال ہے جیسا کہ سورۂ رحمٰن سارے قرآن میں یکتا ہے۔

شعر ۸

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

شرح: ۔ اے ملتِ اسلامیہ اس وقت میری فکر کے آسمان پر ستارے پیدا ہو رہے ہیں یعنی میری فکر کے تاثرات سے میری قوم کے نوجوان قوم کی قسمت کے ستارے بن رہے ہیں ان نوجوانوں میں سے کوئی مردِ قلندر ڈھونڈ لے جو تیری قسمت کو چمکا دے۔ یعنی جس سے قوم پھر زندہ ہو سکے۔

پنجابی مسلمان

شعر ۱

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گذرتا ہے بہت جلد

شرح:- پنجابی مسلمان کی ترجمانی فرماتے ہوئے علامہ اس کی نفسیاتی کیفیت کی تصویر کھینچتے ہیں کہ پنجابی مسلمان بہت جلد نئے فرقوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں لیکن ان کی طبیعت بھی بہت جلد سیر ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک فرقہ کے معتقد ہو کر تمام عمر اس کے حلقہ بگوش رہیں۔

شعر ۲

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہوتا ہے بہت جلد

شرح:- یہ پنجابی مسلمان عام طور پر کسی بزرگ یا فرقے کی تحقیق نہیں کرتا بلکہ فوراً ایمان لے آتا ہے اور مرید ہوتے وقت بغیر سوچے سمجھے اپنے آپ کو دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے۔

شعر ۳

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

شرح:- قرآن کو تاویلات میں اُلجھانے کے لئے اگر کوئی مولوی یا بزرگ نما شخص اس قسم کی بحث چھیڑ دے جس سے اس کے حسب منشا قرآن کا مفہوم بدل رہا ہو تو یہ بہت جلدی اس کے دامِ فریب میں آجاتا ہے۔ یعنی بڑے سادہ لوح لوگ ہوتے ہیں۔

آزادی

شعلہ

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حریتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

شرح:۔ یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ کوئی کسی قانون کے ماتحت زندگی بسر نہیں کر رہا۔ ہر شخص اپنی فکر اور اپنی دانش کے مطابق چلتا جا رہا ہے اور یہ بھی کسی میں مجال نہیں ہے کہ کسی کو غلط راستے سے ٹوک لے۔ دوسرا برداشت نہیں کرتا کیونکہ اپنی مرضی کے مطابق چلنا اپنا حق سمجھتا ہے۔

شعر ۲

چاہے تو کرے کعبہ کو آتشکدہ پارس　　چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد

شرح:۔ یہ مسلمان چاہیں تو آتش پرستوں کے عقائد کو اپنے مذہب کا جزو بنالیں اور چاہیں تو مغربی تہذیب و تمدن کے اصول شامل کرلیں۔ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

شعر ۳

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر　　چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

شرح:۔ یہاں تک کہ قرآن کو تاویلات کا کھیل بنا کر اپنی منشا کے مطابق اس کا ترجمہ کر کے اپنی مرضی کے موافق نئی شریعت بنالیں انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

شعر ۴

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشہ　　اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

شرح:۔ ہندوستان میں یہ ایک عجیب مذاق نظر آرہا ہے کہ عہد فرنگی میں قوانین اسلام پر تو ہر طرح کی پابندی ہے۔ لیکن مسلمان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے۔ جس کا جو جی چاہے کرے اور جس فرقے میں چاہے داخل ہو جائے اور جب چاہے اس سے الگ ہو جائے۔ بالکل ایک کھیل بنا رکھا ہے۔ نہ کہیں دین ہے نہ دین کی کوئی بات ہے۔

اِشاعتِ اسلام فرنگستان میں

شعر ۱

ضمیر اس مدنیت کا دیں سے ہے خالی فرنگیوں میں اخوت کا ہے نسب پہ قیام

شرح:- انگریز قوم کسی دین کی پیروکار نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بھی ان کا دین قبول کرلے اور وہ انگریز کہلائے یا حقوق میں برابر کا ہو جائے۔ انگریز کے ہاں انگریز ہونا پہلی شرط ہے وہ نسل و نسب کے قانون پر کاربند ہیں۔

شعر ۲

بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں قبولِ دینِ مسیحی سے برہمن کا مقام

شرح:- اگر کوئی برہمن عیسائی مذہب قبول کرلیتا ہے تو انگریز کی نظروں میں اس کا مقام بلند نہیں ہو جاتا جیسا کہ مسلمانوں کا نظریہ ہے۔

شعر ۳

اگر قبول کرے دینِ مصطفےٰ انگریز سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

شرح:- اور اگر خود انگریزی نسل کا کوئی شخص اسلام قبول کرلے تو انگریز کی نظروں میں اور بھی ذلیل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان کو ملی نکتۂ نظر سے غلام قوم سمجھتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ غلام قوم میں شامل ہو کر غلام ہی کہلائے گا۔ خواہ وہ مسلمان قوم ہی کیوں نہ ہو اور اسلام قبول کرنے والے نے محض اسلام کو پرکھ کر ہی اسلام قبول کیوں نہ کیا ہو۔ دنیا میں کہیں بھی اشاعتِ اسلام کا پروگرام کامیاب نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ مسلمان من حیث القوم ایک آزاد اور حاکم قوم نہ بن جائے۔ اور وہ اپنے ہر مسلمان کا ہر جگہ وقار قائم رکھ سکے۔ وہ قوم جس کے افراد کا وقار قائم نہیں ہے دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی۔

لَا و اِلّا

شعر ۱

فضائے نور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا
سفر خاکی شبستاں سے نہ کر سکتا اگر دانہ

شرح :- اگر بیج زمین کی تاریکی میں رہ کر اس سے علیحدگی کا تہیہ نہ کرتا تو وہ کبھی
ار روشن فضا میں نشو و نما نہ پا سکتا ۔ اور کبھی بھی با ثمر نہ ہو سکتا۔ اُس کی اِس ہمت
ے اُسے یہ زندگی بخشی ہے ۔

شعر ۲

نہادِ زندگی میں ابتدا لَا۔ انتہا اِلّا
پیامِ موت ہے جب لَا ہوا اِلّا سے بیگانہ

شرح :- زندگی کی تفسیر میں زندگی کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جب اس کا وجود
ا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی انتہا یہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں
ں وہی ساری کائنات پر حاوی و حاکم ہے ۔

شعر ۳

وہ ملت روح جس کی لَا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا البریز اس ملت کا پیمانہ

شرح :- وہ جماعت ، وہ قوم جس کا نظریہ یہ ہو کہ یہاں کچھ نہیں ہے اور
ھ بھی نہیں تھا۔ دنیا ایک حادثے کی دلیل ہے اور پھر ایک حادثے کا شکار
جائے گی۔ یقین جانو کہ وہ اس منطق سے چار روز بھی زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ
ئین نہ کرے کہ پہلے کچھ نہیں تھا لیکن اس وقت بھی اللہ کی ذات موجود تھی

اور جب کچھ نہیں رہے گا تب بھی خدا کی ذات قائم رہے گی جس قوم کا یہ ایمان رہا وہ یہاں رہ سکے گی۔ ورنہ نہیں۔

امرائے عرب سے

شعر ۱

کرے یہ کافرِ ہندی بھی جرأتِ گفتار — اگر نہ ہو امرائے عرب کی بے ادبی
یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو — وصالِ مصطفوی، افتراقِ بولہبی
نہیں وجود حدود و ثغور سے اِس کا
محمدِ عربی سے ہے عالمِ عربی

شرح: اگر امرائے عرب میری بات کا برا نہ مانیں اور اس میں اپنی بے ادبی نہ سمجھیں تو ایک بات عرض کروں۔ وہ یہ کہ اہلِ عرب مجھے یہ بتائیں کہ یہ بات سب سے پہلے کس امت کو سکھائی گئی ہے کہ رشتے صرف قرآن کے ہوتے ہیں دنیاوی تعلقات سے وابستہ نہیں ہوتے۔ یہ بات اللہ نے ہدایت فرمادی ہے کہ جو انسان قرآن کے معاملہ میں تم سے ہمخیال ہو جاتے ہیں انہیں اپنا سمجھو۔ چاہے وہ کوئی ہو۔ جو تم سے اختلاف رکھتے ہیں انہیں غیر اور دشمن تصور کرو۔ خواہ وہ تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا اسی فیصلے کے ماتحت اہل عرب ابولہب (حضور سرورِ کائنات کے چچا) سے الگ ہو کر محمدؐ کے حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔ اب مجھے اہل عرب بتائیں کہ ملتِ اسلامیہ میں رشتہ داری کی وضاحت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حقیقت کا تعلق کسی حد یا سرحدوں تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ حضرت محمد صلعم کی تعلیم کے ماننے والے سب ایک ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہوں۔ اس رشتے سے تمام عالم

عالمِ عربی ہے اور اگر یہ رشتہ داری نہیں ہے تو پھر عرب کے اندر بھی ایک ملت نہیں ہے۔

احکامِ الٰہی

شعر ۱

پابندیِ تقدیر کہ پابندیِ احکام یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خردمند

شرح:۔ اے عقلمند انسان یہ مسئلہ کوئی زیادہ دشوار نہیں ہے کہ ایک مسلمان کو تقدیر کا پابند ہو کر رہنا چاہیئے یا اپنے ربِ اعلیٰ کے احکام کی پابندی میں عمر گذارنی چاہیئے۔

شعر ۲

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند

شرح:۔ انسان کی فطرت کا کیا ہے یہ مستقل روش پر رہ ہی نہیں سکتی۔ وقت کے ساتھ اس کے حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر حالات انسان کے حسب منشا تبدیل ہو گئے تو انسان خوش ہے ورنہ ناخوش، تو ایسی پابندی تقدیر سے کیا حاصل جسے خود ثبات نہیں جو ایک لمحہ خوشی دے کر دوسرے لمحہ اُسے چھین بھی لیتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں احکامِ خداوندی کی پابندی میں قلب ہر وقت مطمئن رہتا ہے۔

شعر ۳

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

شرح:۔ مومن کی یہ شان ہی نہیں ہے کہ فطرت کے ماتحت زندگی بسر کرے فطرت کے ماتحت تو نباتات اور جمادات نمود حاصل کرتے ہیں اور عمر گذار کر ختم

ہو جاتے ہیں اور یہ تمام چیزیں اللہ نے انسان کے تابع رکھی ہیں۔ چنانچہ انسان کے تابع ہر شے کی تقدیر ہے۔ انسان کسی تقدیر کے تابع نہیں ہے۔

موت

شعر ۱

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے

شرح: مر جانے کے بعد بظاہر انسان کو مردہ خیال کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کے جسم کو موت آتی ہے۔ اُس کی روح زندہ ہی رہتی ہے اس لئے قبر میں پہنچ کر بھی وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اللہ سے کس قدر قریب ہے یا دور ہے۔

شعر ۲

مہ و ستارہ مثالِ شرارہ یک دو نفس — مئے خودی کا ابد تک سرور رہتا ہے

شرح: یہ چاند یہ ستارے بھی ابدی زندگی نہیں رکھتے، بلکہ ایک چنگاری کی طرح چمکتے ہیں اور پھر بجھ جانا ان کا انجام ہے۔ لیکن جس مومن کی خودی زندہ ہے وہ کبھی موت کا شکار نہیں ہو سکتا۔ قیامت تک وہ حیات رہتا ہے۔ کیونکہ وہ عمر بھر موت پر غالب رہا ہے۔ وہ کبھی موت سے خوفزدہ نہیں ہوا۔

شعر ۳

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا — ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

شرح: موت کا فرشتہ صرف جان قبض کرنے کے لئے آتا ہے اور وہ جسم کو بے جان کر کے چلا جاتا ہے جس کا دوسرا نام موت رکھ لیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ بے جان ہونا ایک سفر ہے۔ چونکہ اس سفر کو انسان جسم کے ساتھ طے

نہیں کر سکتا اس لئے اصل انسان کو جسم سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ جو خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ منزل پر پہنچ کر خوشی حاصل کرتے ہیں اور انہیں حیاتِ ابدی انعام میں مل جاتی ہے۔

قُم باذنِ اللہ

الفاظ	معنی
قم باذن اللہ	خدا کے حکم سے اُٹھ
گردوں	آسمان
انا الحق	میں خدا ہوں

شعر ۱

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذنِ اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ

شرح: یہ دنیا اگرچہ کچھ کی کچھ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن اے مسلمانو! تم اپنے خدا کے حکم سے اٹھو اور پھر اس دنیا کو اپنے تابع فرمان کر لو۔ یہ زمین بھی وہی اور آسمان بھی وہی جس کے اوپر اور جس کے سائے میں تم نے اللہ کا قانون نافذ کیا تھا۔

شعر ۲

کیا نوائے انا الحق کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے قم باذن اللہ

شرح: منصور حلاج نے عشق و مستی اور اپنی خودی میں ڈوب کر نعرہ لگایا تھا کہ میں خدا بن گیا ہوں۔ اس نعرہ پر نا سمجھ حاکمِ وقت نے انہیں مروا

دیا تھا. تو بھی تو مسلمان ہے۔ تیری رگوں میں بھی تو وہی خون ہے۔ پھر تو اپنی خودی سے آگاہ کیوں نہیں ہوتا۔ آگاہ ہو اور خدا کے حکم سے اُٹھ۔

شعر ۳

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے. قم باذن اللہ

شرح:۔ اے مسلمان فکر مند نہ ہو۔ صرف تیری عقل پریشان کر دی گئی ہے اور یہ صرف انگریزوں کی غلامی کا جادو ہے۔ ورنہ تو وہی ہے۔ تیری اصل وہی ہے۔ اٹھ۔ زندہ ہو اور زندگی کے ڈھنگ پہچان۔ خدا کے حکم سے اُٹھ۔

تعلیم و تربیت

مقصود

(سپنوزا)

شعر ۱

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند حیات کیا ہے حضور و سرور و نور و جود

شرح:۔ سپنوزا کے خیال کے مطابق زندگی ایک مستی ہے۔ اللہ کا قرب ہے، نور ہے اور وجود ہے۔ انہیں باتوں پر ایک عقلمند کی نگاہ رہتی ہے اور وہ انہیں چیزوں کو زندگی سمجھتا ہے۔

(افلاطون)

شعر ۲

نگاہ موت پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند حیات ہے شبِ تاریک میں شرر کی نمود

شرح:۔ افلاطون کے نکتۂ نظر کے مطابق زندگی ایک چنگاری کی مانند ہے جو ذرا سے وقفہ کے لئے چمک کر ہمیشہ کے لئے بجھ جاتی ہے۔ چنانچہ عقلمند انسان زندگی کو چار روز کے جینے سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔

(مومن)

شعر ۳

حیات و موت نہیں التفات کے لائق فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

شرح:۔ لیکن ایک مومن نہ جینے کی طرف توجہ دیتا ہے نہ مرنے کا خیال کرتا ہے موت اس کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ موت کے فلسفے سے بخوبی واقف ہے۔ وہ بیداریٔ خودی کو زندگی سے تعبیر کرتا ہے۔ جس کی خودی بیدار نہیں ہے اس کا جینا اور مرنا ایک برابر ہے۔

زمانۂ حاضر کا انسان

شعر ۱

عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار　　عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا

شرح:- اس زمانہ کے انسان میں جذبۂ عشق قطعی مفقود ہے اور عقل کی پیچیدہ راہوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے۔ افسوس کہ یہ انسان اپنی عقل کو اپنے نورِ نظر کے ماتحت نہ کر سکا۔

شعر ۲

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

شرح:- اس زمانے کا انسان جو سائنس کی دنیا میں اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اب اس کے ارادے چاند اور ستاروں تک کا سفر کرنے کی سوچ رہے ہیں افسوس کہ وہ اپنے افکار کے بارے میں کبھی نہ سوچ سکا کہ اس کے ضمیر کے تقاضے کیا ہیں۔

شعر ۳

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا　　آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

شرح:- یہ انسان فلسفے کے پُر پیچ معاملات میں ایسا اُلجھا ہوا ہے کہ آجتک یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکا کہ کونسی راہ اس کے لئے نفع بخش ہے اور کونسی نقصان دہ۔

شعر ۴

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا　　زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

شرح:- سائنس کے ذریعہ سورج کی روشنی کو تو اپنے قبضۂ قدرت میں لے آیا ہے لیکن خود اپنی زندگی کو ایک کرن بھی نہیں دے سکا۔ کائنات کے

تقاضوں کا علاج نہیں کر سکا۔ انسانوں کو بھوک اور افلاس سے نہیں بچا سکا۔ اپنے ماحول کو کوئی ایسا قانون نہیں دے سکا جس کے ماتحت قلب مطمئن ہو سکے۔

اقوامِ مشرق

شعر

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق اُن کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

شرح: ۔ وہ قوم جو غلامی میں زندگی بسر کر رہی ہو دل کے ساتھ اس کی نگاہ بھی محکومی کی وجہ سے روشن اور دور رس نہیں رہتی۔

شعر ۲

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدنیت کہ جو خود ہے لب گور

شرح: ۔ یہ خیال ایک خواب سے زیادہ کچھ نہیں کہ انگریز کی تہذیب اہلِ عرب اور ایران کو صاحبِ اقتدار کر سکے گی۔ یہ اہلِ یورپ اپنی غلط تعلیم اور تہذیب کی وجہ سے خود دنیا میں ختم ہونے کے قریب ہیں۔ اور جو قوم ذلت کے کناروں تک پہنچ گئی ہو وہ اپنے اصولوں سے دوسروں کو کیا عزت دے سکتی ہے۔

آگاہی

شعر ۱

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ

شرح:- جو شخص اس عقیدے کے سہارے زندگی بسر کر رہا ہو کہ اس کی قسمت کا رابطہ آسمان کے ستاروں سے ہے اور وہ ستاروں کی گردش و حرکت کا بغور مطالعہ کرتا رہے، وہ کبھی بھی اپنی خودی سے واقف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔ اس کی قسمت خدا نے متعین نہیں کر رکھی۔ خدا کی طرف سے اٹل فیصلہ نہیں ہو چکا بلکہ وہ اپنے اعمال سے اپنی دنیا میں رد و بدل کرتا ہے، وہ اپنی قسمت کا خود خدا ہے۔

شعر ۲

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

شرح:- وہ انسان جو اپنی ذات کے مقام سے واقف ہے وہ صبح و شام کی گردش پر نہ ایمان رکھتا ہے نہ اس چکر میں مبتلا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اس نظام کو قدرت کے ماتحت کہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ قدرت کی اس نظام سے منشا کیا ہے۔

شعر ۳

وہی نگاہ کے نا خوب و خوب سے محرم وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ

شرح:- ٹھیک وہی انسان جس نے اپنی خودی کو پہچانا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی نظر مشاہدات سے ٹھیک متاثر ہو رہی ہے یا غلط اور اس کا دل غلط اور درست راستوں سے خبردار کر رہا ہے کہ نہیں۔

مصلحینِ مشرق

الفاظ	معنی
مصلحین	صالح لوگ۔ اصلاح کرنے والے
سامری	جادوگر

ساقگیں　　بڑا پیالہ

شعر ۱

میں ہوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساقگیں خالی

شرح:- اے مدبرانِ مشرق: میں تمہارے جادوگر ساقیوں کی شعبدہ بازیوں سے ناامید ہوں، کیونکہ یہ لوگ اہلِ مشرق کے لئے بالکل خالی پیالے لے کر آگے بڑھے ہیں کہ شاید بڑے بڑے پیالوں کے دھوکے میں لوگ آجائیں۔

شعر ۲

نئی بجلی کہاں اِن بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی

شرح:- یہ لیڈرانِ مشرق اقوامِ مغرب کی طرح فنونِ جدید سے بھی مالامال نہیں ہیں۔ اگر یہ فنونِ جدید کا علم بھی رکھتے تو بھی غنیمت تھا۔ افسوس کہ نہ تو ان کے پاس علوم و فنونِ جدید کا سرمایہ ہے اور نہ ہی علومِ پارینہ کی دولت رکھتے ہیں۔ یعنی نہ صاحبِ قرآن ہیں نہ سائنسداں۔ پھر ان سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے کہ قوم کو کوئی ترقی کا راستہ دکھائیں گے۔

مغربی تہذیب

شعر ۱

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب　　کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی عفیف

شرح:- انگریزی تمدن اور انگریز کی معاشرت سے نہ دلوں کو سکون میسر آسکتا ہے نہ نگاہ کو روشن ضمیری مل سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے قوانین میں پاکیزگی نہیں ہے

ان کا دستورِ حیات انسانیت کی راہ پر نہیں چلاتا۔ ان کا علم دنیا میں فساد کی راہیں سوچتا ہے۔ امنِ عالم کا حل نہیں سوچتا۔

شعر ۲

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

شرح: چنانچہ جس قوم کی اساس پر اگندگی پر ہو گی اُس کا ضمیر کبھی پاکیزہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے خیالات ہوس پرستی سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔ اس کا ذوق لطیف ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کائنات کی بھلائی کے بارے میں کبھی نہیں سوچ سکتی بلکہ صرف اپنے مفاد کے بارے میں سوچتی رہے گی اور جو قوم کائنات کی فلاح و بہبود کی نسبت نہیں سوچے گی وہ کائنات کو پیامِ امن دے ہی نہیں سکتی۔

اسرارِ خودی

شعر ۱

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

شرح: جس قوم کے افراد اور نوجوان اپنی خودی سے آگاہ ہوں اور اپنا مقام سمجھتے ہوں وہ کبھی بھی غلام نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ غلامی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے انہیں تلوار کی ضرورت نہیں پڑتی۔

شعر ۲

ناچیز جہانِ مہ و پروین ترے آگے
وہ عالمِ مجبور ہے تو عالمِ آزاد

شرح: اے بندۂ مومن چاند ستاروں کی دنیا تو قدرت کے نظام کے

ماتحت چل رہی ہے۔ چنانچہ اسے ایک لمحہ کے لئے آزادی نصیب نہیں ہے وہ اپنی تقدیر کے بس میں ہے۔ اس لئے وہ دنیا مجبورِ محض ہے لیکن تو تو آزاد ہے اس لئے تیرا رتبہ کہیں بلند ہے۔

شعر ۳

موجوں کی تپش کیا ہے فقط ذوقِ طلب ہے!
پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد

شرح: جس طرح سمندر کی لہریں کسی جستجو میں بے تاب و بے قرار نظر آتی ہیں بعینہٖ یہ ساری کائنات کسی شے کی تلاش میں سرگرم ہے۔ لیکن جس طرح سمندر کی تہ میں نہایت خاموشی کے ساتھ ایک یہی گوہرِ نایاب کی دولت لے کر بیٹھی ہوتی ہے ایسے ہی تیرے سینے میں تیری خودی بے پناہ خزانہ لے کر بیٹھی ہوئی ہے اس لئے تو اپنے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اس موتی کو حاصل کرلے۔

شعر ۴

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

شرح: چڑیوں کا تھک کر گر جانا تو قرینِ قیاس ہے مگر شاہیں تھک کر گر جائے یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح ہمت ہار دینا تیری شان کے خلاف ہے۔ تجھے یہی زیبا دیتا ہے کہ ہر صبح نئے ارادوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہو جا۔ بے شک ہر شام تیرے لئے تاریکیوں کا پیغام کیوں نہ لائے اور ڈوبتا ہوا سورج تیرے جنوں پر کیوں نہ مسکرائے لیکن تو ان حادثات سے بے پرواہ ہو کر ہمہ تن جدوجہد میں لگا رہ۔ یہی چیز اور یہی عمل اور یہی جذبہ تجھے تیری خودی سے ہم آغوش کر دے گا۔

سلطان ٹیپو کی وصیت

شعر ۱

تو رہ نوردِ شوق ہے؟ منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

شرح:۔ اے مسلمان تیرا سفر عشق کی خاطر ہے اور وہ عشق خودی اور خدا سے ہے اس لیے راستے میں کہیں مقام نہ کر۔ بلکہ جستجو میں آگے ہی بڑھتا چلا جا۔ اگر کسی مقام پر تجھے اپنا مقصود بھی مل جائے تو بھی اس پر اکتفا نہ کر اور سفر کو جاری رکھ۔

شعر ۲

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

شرح:۔ اے انسان اگر تو ایک موجِ آب کی مثل ہے تو جدوجہد سے ایک دریا بن جا ایسا دریا جس میں طوفان ہی طوفان ہو۔ اگر تجھے ساحل بھی مل جائے تو لبیک نہ کہہ بلکہ کنارہ کش ہو کیونکہ اس کا دوسرا نام زندگی ہے۔

شعر ۳

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

شرح:۔ اے مردِ مومن یہ کائنات بتوں سے بھرپور ہے اور تو بُت شکن ہے اس لئے اپنا دامن بچا۔ تجھ سے محفل گداز ہوتی ہے۔ تیری خودی سے کائنات زندگی حاصل کرتی ہے اس لئے تیرے لئے زیبا نہیں ہے کہ محفل کی گرمی تجھ پر

اثر انداز ہوا ور تو محفل کے بہاؤ میں بہہ جائے۔

شعر ۴

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

شرح :۔ جبریلؑ نے روزِ اول حضرت آدمؑ سے یہ راز کہہ دیا تھا کہ دل کی وہ کوئی بات تسلیم نہ کرنا جو اس نے عقل کے ذریعہ قبول کی ہو۔

شعر ۵

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

شرح :۔ باطل کا نظریہ خدا کو واحد تسلیم نہیں کرتا لیکن خدا کی ذات لاشریک ہے اس لئے اگر تو مومن ہے تو حق و باطل کے درمیان کسی چیز کو تسلیم نہ کر صرف حق کو تسلیم کر کہ یہی عینِ ایمان ہے۔

غزل

شعر ۱

نہ میں عجمی نہ ہندی نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے میں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی

شرح :۔ میں صرف مسلمان ہوں۔ میں کسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ نہ دین کی حدود میں مقید ہوں اس لئے نہ میں عجمی کہلاتا ہوں نہ ہندی نہ عراقی اور نہ حجازی۔ کیونکہ ساری کائنات مسلمان کے لئے ہے۔ وہ محدود و مخصوص ہو کر نہیں رہ سکتا۔

شعر ۲

تو مری نظر میں کافر. میں تری نظر میں کافر
ترا دیں نفس شماری. مرا دیں نفس گدازی

شرح :۔ تو مجھے اپنی نظر میں میرے اندازِ زندگی کو دیکھ کر کافر سمجھتا ہے اور میں تجھے اپنی نظر میں تیری بے راہ روی سے متاثر ہو کر کافر سمجھتا ہوں۔ اب اہلِ نظر ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے مسلم کون ہے اور کافر کون۔

شعر ۳

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدر واں نہیں دینِ شاہبازی

شرح :۔ آج اس زمانے میں مسلمانوں نے شریعت کو ہی تبدیل کر دیا ہے اس لئے تیرے بدل جانے میں مجھے حیرت نہیں ہے۔ تو اب مومن نہیں رہا۔ ایک عالم انسان بن کر رہ گیا ہے۔ جس طرح چکوروں کے لائق انداز شاہیں نہیں ہوتے اسی طرح اب تیرے لائق دین حق نہیں رہا۔

شعر ۴

ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو رہ و رسمِ کارسازی

شرح :۔ مجھے تیرے اندر اس عشق و مستی کا جلوہ نظر نہیں آیا جس کے والہانہ شوق میں خودی نمود حاصل کرتی ہے اور وہ انداز جو عقل کو صحیح راستے دکھاتے ہیں تیرے عمل میں مفقود ہیں۔

شعر

نہ جدار ہے نواگر تب و تاب زندگی سے
کہ ہلاکیِ امم ہے یہ طریق نے نوازی

شرح:- میری قوم کے شاعر اپنی شاعری میں محل و بلبل اور شمع و پروانے کے قصے نہ لکھیں بلکہ زندگی کی ترجمانی کریں اور قوم کو بیدار کریں کیونکہ ان کی شاعری قوم میں افیون کا کام کرتی ہے۔ اس سے قوم کی موت واقع ہوتی ہے لیکن جس تخیل اور فکر میں زندگی کی حرارت ہوگی وہ ملت کو گرمیٔ حیات عطا کرے گی۔

بیداری

الفاظ	معنی
برندہ	تیز
براق	چمکدار
اشراق	چمک
آفاق	تمام دنیا
اعماق	عمیق۔ گہرائی

شعر

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہوگئی بیدار — شمشیر کی مانند ہے برندہ و براق

شرح:- جس حق پرست کی خودی بیدار ہوگئی سمجھئے کہ وہ انسان تلوار کی طرح تیز اور شمشیر کی طرح چمکدار ہے۔

شعر

اس کی نگہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار — ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے جو قوتِ اشراق

شرح:۔ جو ذروں میں چمکنے کی قوت ہے مردِ مومن کی نگاہ سے اس کا راز بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ مسلمان جو خدا کی قدرتوں سے واقف ہے ان تمام چیزوں کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

شعر ۳

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھکو تو بندۂ آفاق ہے وہ صاحبِ آفاق

شرح:۔ اے وہ انسان کہ تو دنیا کا غلام ہے، تجھے اس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں ہے کیونکہ جس دنیا کا تو غلام ہے وہ دنیا اس کی غلامی میں ہے۔

شعر ۴

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی وہ پاکیِ فطرت سے ہوا محرمِ اعماق

شرح:۔ تو اُس شخص کی مانند ہے جس میں ساحل تک جانے کا ذوق بھی پیدا نہ ہوا ہو اور تیرے مقابلے میں مردِ خدا سمندر کی گہرائیوں تک سے واقف ہے پھر تیرا اُس سے کیا مقابلہ۔ وہ آگاہ ہے اور تو غافل۔

خودی کی تربیت

الفاظ	معنی
سرِ کلیمی	حضرت موسیٰ کے راز
شعیب	ایک پیغمبر کا نام ہے
شبانی	بکریاں چرانا

شعر

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہی موقوف
کہ مشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز

شرح:- یہ بات کہ آدمِ خاکی میں سوزِ عمل سرگرم رہے صرف خودی کی پرورش پر منحصر ہے ورنہ بغیر خودی کے کسی انسان میں زندگی کی حرارت پیدا نہیں ہو سکتی۔

شعر ۲

یہی ہے سرِّ کلیمی ہر اک زمانے میں
ہوائے دشت و شعیب و شبانیِ شب و روز

شرح:- یہ ناممکن ہے کہ کوئی بادشاہ درویشِ خدامست بن جائے یا کوئی امیر بندۂ حق گو ہو جائے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کوئی نادار اپنی خودی کے طفیل شہنشاہ ہو جائے یا معمولی بکریاں چرانے والا پیغمبر بن جائے۔

آزادیِ فکر

شعر ۱

آزادیِ افکار سے ہے اُن کی تباہی رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ

شرح:- جس قوم کے افراد یا اربابِ بست و کشاد علمِ قرآن کے ماتحت زندگی کے مسائل کو سوچنے سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے اور ہر معاملے کو عقل و خرد کے حوالے کر دیں گے وہ یقیناً تباہ ہوں گے۔

شعر ۲

ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

شرح:- اگر کسی قوم یا انسان کی فکر پختہ نہ ہو بلکہ ظن و تخمین پر منحصر ہو تو اس کے خیالات اور اس کی متعین کردہ راہیں انسان کو انسانیت سے بہت دور لے جاتی ہیں۔ بلکہ حیوان بنا دیتی ہیں۔ اس کی زندگی کا نصب العین کائنات کی فلاح کے لئے نہیں ہوتا۔

خودی کی زندگی

شعر ۱

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سنجر و طغرل سے کم شکوہِ فقیر

شرح:- اگر انسان میں خودی ہے اور وہ خودی تربیت یافتہ اور زندہ ہے تو وہ اپنے تئیں غریب نہیں سمجھتا بلکہ وہ جانتا ہے کہ ساری کائنات پر وہ افضل و اعلیٰ ہے اور یہ احساس بادشاہت سے کم نہیں ہے۔ غریب مومن کی یہ شانِ قلندرانہ سنجر و طغرل بادشاہوں سے کم نہیں ہے۔

شعر ۲

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیان و حریر

شرح:- اگر انسان میں خودی زندہ ہو اور وہ اپنے مقام پہچانتا ہو تو چڑھا ہوا دریا اسے خوفزدہ نہیں کرتا بلکہ وہ طوفانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی قوتِ ارادی کے سامنے پہاڑ بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بلکہ اس کے نزدیک سخت چٹانیں ریشم و اطلس کی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ ساری کائنات اس کے تابع ہے تو کوئی قوت اس پر حاکمانہ تسلط نہیں کر سکتی۔

حکومت

شعر ۱

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن — شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

شرح :- مردِ خدا کی بات جوانانِ ملت تو سن لیتے ہیں لیکن شیخ ملاّ گوارا نہیں کرتا کیونکہ اُسے مردِ قلندر کی تقلید میں اپنی موت نظر آتی ہے، وہ ملاّ تو تن آسانی کی زندگی پسند کرتا ہے۔

شعر ۲

قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار — بحث میں آتا ہے جب فلسفۂ ذات و صفات

شرح :- جس وقت کوئی قوم عمل سے کنارہ کش ہو کر مباحثوں میں اُلجھ جاتی ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قوم کا کردار نہیں رہا۔

شعر ۳

گرچہ اس دیر کہن کا ہے یہ دستورِ قدیم — کہ نہیں میکدہ و ساقی و مینا کو ثبات

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اُسی ملت کا — انجمیں جس کے جوانوں کو ہے ملخابِ حیات

شرح :- اگرچہ یہ امر مسلمہ ہے کہ اس دنیا میں کسی شے کو ثبات نہیں ہے۔ ہر چیز فانی ہے لیکن ابدی مستی اور مستقل نشہ اس قوم کے نوجوانوں کی قسمت میں ہوتا ہے جو زندگی کی تلخیوں کو شہد سمجھ کر برداشت کر جائیں۔

ہندی مکتب

شعر

اقبال یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا — موزوں نہیں مکتب کے لئے ایسے خیالات

شرح :- حضرت علامہ اقبال موجودہ اسکول اور کالجوں کی تعلیم و تربیت سے مایوس ہو کر دُکھے دل سے فرماتے ہیں کہ ان مکتبوں کے لئے جہاں دہریت کا درس دیا جا رہا ہو، علومِ خداوندی کے مقالے مناسب نہیں ہیں۔

شعر ۳

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

شرح :- چنانچہ یہی مناسب ہے کہ ان غلام ذہنیتوں کو آزاد زندگی کی خوشگواریوں سے روشناس ہی نہ کیا جائے۔

شعر ۴

آزاد کی اِک آن ہے محکوم کا اِک سال کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات

شرح :- جس بات کو آزاد قوم ایک آن اور ایک لمحہ میں سلجھا کر رکھ سکتی ہے غلام قوم برسوں میں سلجھانے میں کامیاب نہیں ہوتی۔

شعر ۵

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

شرح :- آزاد قوم ایک ایک لمحہ میں زندگی کو بیدار کرتی ہے اور اس کا ہر عمل انسان کے لئے بقائے دوام کا سبب بنتا ہے۔ لیکن غلام قوم کو قدم قدم پر نئی موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

شعر ۵

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منوّر محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات

شرح :- آزاد قوم کی فکر کی بنیاد حقائق پر ہوتی ہے لیکن غلام قوم کی سوچ بچار فضول باتوں میں قید ہوتی ہے اس سے نکل ہی نہیں سکتی۔

شعر ۶

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات

شرح :- غلام قوم پیر پرستی اور ان کے تعویذ گنڈوں کے سہارے ڈھونڈتی ہے لیکن آزاد قوم خود ایک بزرگ مقام پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اس کا ہر عمل ایک معجزہ نظر آتا ہے

شعر ۷

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی موسیقی و صورت گری و علم نباتات

شرح: ۔غلام قوم کے افراد کے لیے گانا بجانا اور تصویر کشی کا شوق بہت پسندیدہ ہے کیونکہ یہ چیزیں جدوجہد زندگی سے بہت دور رکھتی ہیں۔

تربیت

شعر ۱

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ

شرح: ۔موجودہ درسگاہوں میں صرف علم دیا جاتا ہے، زندگی نہیں دی جاتی۔ زندگی سوزِ جگر یعنی عشق و مستی سے حاصل ہوتی ہے اور علم صرف دماغ سوزی سے مل جاتا ہے۔

شعر ۲

علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

شرح: ۔حصولِ علم سے انسان دولت بھی کما لیتا ہے، اُسے دوسری چیزوں پر قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کامیابی میں لذت بھی ملتی ہے۔ لیکن با ایں ہمہ خودی کا پتہ ٹھکانہ اس علم سے نہیں ملتا۔ وہ تو صرف عشق سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

شعر ۳

اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ

شرح: ۔دنیا میں علم والے اور عقلمند تو بہت پڑے ہیں لیکن صاحب نظر بہت کم

ہیں۔ اس لئے اگر تو ان بہت زیادہ لوگوں میں شامل ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کہ تیرا پیالہ خالی رہ گیا ہو اور تجھے قلب و نظر کی مستی نصیب نہ ہو سکی ہو۔

شعر

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

شرح: ان مدرسوں کے استادوں کے تعلیم دینے کے طریقوں سے دلوں میں وسعت کہاں سے آسکتی ہے، کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ گندھک سے بجلی کے چراغ روشن ہو جائیں۔ بجلی کے چراغ تو بجلی سے ہی روشن ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب یہ معلم اہلِ نظر نہیں ہیں تو قوم کے بچوں کو کیسے اہلِ نظر بنا سکتے ہیں۔ جیسے خود گمراہ ویسے ہی ان کی تعلیم گمراہ ہے نہ یہ خود روشن خیال ہیں نہ ان کی تعلیم سے روشن خیالی آسکتی ہے۔

حوب و زشت

الفاظ	معنی
خوب	اچھائی
زشت	برائی
فراز	بلندی
قبیح	برا

شعر

ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں کی طرح
تخیلات بھی ہیں تابعِ طلوع و غروب

شرح: آسمان کے ستاروں کی طرح انسان کے خیالات بھی صبح و شام کے

اثبات کے ماتحت ہیں۔

شعر ۲

جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب

شرح:۔ خودی کی دنیا بھی بلندی اور گہرائی رکھتی ہے۔ اس مقام پر بھی اچھائی برائی سے دست و گریباں ہے۔

شعر ۳

نمود جس کی فراز خودی سے ہو وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا قبیح و نامحبوب

شرح:۔ لیکن جب انسان کے اعمال بلند خودی سے بروئے کار آئیں وہ جمیل ہوتے ہیں۔ اُن میں کردار کی چمک ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس جن کی فکر غلامی اور گہرائی میں پرورش پائے اس کے نتائج بُرے اور غیر پسند ہوتے ہیں۔

مرگِ خودی

شعر

خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام

شرح:۔ چونکہ مغربی اقوام میں خودی زندہ نہیں ہے اس لئے اُن کے قلوب بھی تاریک ہیں۔ اور اقوام مشرق کا بھی یہ حال ہے جیسے ایک کوڑھ کا مریض ہو۔

شعر ۲

خودی کی موت سے روحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عروق و عظام

شرح :- چونکہ اہلِ عرب میں خودی زندہ نہیں ہے اس لئے ان کے ارادوں میں بھی جوش و ولولہ نہیں رہا۔ اور عراق و عجم والوں کا بھی یہ حال ہے جیسے کسی کا جسم بغیر رگوں اور ہڈیوں کے ہو۔

شعر ۳

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام

شرح :- خودی کی موت سے اہلِ ہند (ہندی مسلمان) بھی اس قدر غلامانہ ذہنیت کے خوگر ہو چکے ہیں کہ اب انہیں آزاد زندگی کا احساس تک نہیں رہا۔ جس طرح ٹوٹے ہوئے بال و پر رکھنے والا پرندہ قفس میں پناہ محسوس کرتا ہے اور آشیانے میں زندگی غیر محفوظ دیکھتا ہے اسی طرح یہ مسلمان بھی انگریز کی غلامی میں دوسرے ممالک کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتے ہیں اور غلامی پر رضامند ہیں۔

شعر ۴

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام

شرح :- خودی کی موت سے کعبے کا نگہبان اس قدر قبیح عمل پر مجبور ہو گیا ہے کہ مسلمان حج کے وقت جو احرام باندھتے ہیں انہیں چرا کر بیچ لے۔ یعنی اس کا کردار بھی اس قدر پست ہو گیا ہے کہ بیع سے قبیح کام کرتے وقت بھی اس کی روح میں لرزہ پیدا نہیں ہوتا۔

مہمانِ عزیز

شعر ۱

پُر ہے افکار سے اِن مدرسہ والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دور میں ہے کس کو تمیز

شرح: حضرت علامہ اقبال ان مدرسوں کے معلموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کا ضمیر اپنے ہی خیالات سے لبریز ہے. جس کی وجہ سے کسی دوسرے خیال کے سما جانے کی گنجائش ہی نہیں ہے. یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں اچھائی اور برائی کی تمیز باقی نہیں رہی.

شعر ۲

چاہیئے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آجائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

شرح: انسان کو چاہیئے کہ اپنے دل و دماغ میں اتنی وسعت اور گنجائش رکھے کہ دوسروں کے خیالات جگہ لے سکیں. ہو سکتا ہے کہ دوسرا شخص ایسا عمدہ خیال دے جس کی نظیر نہ مل سکے. اگر انسان تنگ نظر اور تنگ ذہن اور تنگ دل ہوگا تو وہ اپنے اس نقص کی وجہ سے ایسے موتیوں کو حاصل نہ کر سکے گا اور ان سے محروم رہنا بہت بڑی متاعِ حیات سے محروم رہنا ہے. انسان ہمیشہ وسعتِ ذہن اور کشادہ دلی سے کام لے. یہی اس کے لئے بہتری کا راستہ ہے.

عصرِ حاضر

شعر ۱

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اِس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

شرح: - اس دور میں کہیں سے پختگیٔ افکار کا سراغ نہیں ملتا۔ نہ مدرسوں کی تعلیم میں کردار کا درس ملتا ہے نہ علماء دین صحیح راستوں پر گامزن ہیں۔

شعر ۲

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر!
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

شرح: - اسکول اور کالجوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے اس سے علم کی روشنی تو ملتی ہے جس سے عقل کو آزادیٔ فکر نصیب ہوتی ہے لیکن یہ تعلیم نوجوانوں کے خیالات کو یکسو نہیں کرتی، کوئی صحیح زاویۂ نظر نہیں بخشتی بلکہ انتشار پیدا کرتی ہے۔

شعر ۳

مُردہ لادینیٔ افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیٔ افکار سے مشرق میں غلام

شرح: - اقوامِ مغرب چونکہ لادینی کی تعلیم کی حمایت میں ہیں اس لئے ان کے سینوں میں عشق مرچکا ہے اور اہل مشرق تعلیم ایسی حاصل کر رہے ہیں جس سے ذہن کو سکون اور قلب کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا اس لئے وہ غلام ہیں۔

طالب علم

شعر ۱

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

شرح :- حضرت علامہ اقبال طلبا کی آوارہ ذہنیت سے متاثر ہو کر فرماتے ہیں کہ خدا تجھے کسی ایسے انقلاب سے دوچار کردے جس کے نتائج تمہاری آنکھیں کھول سکیں کہ تم نے ذلیل ہو کر اپنے وقار کو کہاں تک گرا دیا ہے۔ چونکہ تیرے قلب میں کوئی تڑپ نہیں ہے اس لئے تیرے لئے کسی انقلابی طوفان سے دوچار ہونا شدضروری ہے۔ (حضرت علامہ کی یہ پیش گوئی ۱۹۴۷ء کے واقعات کی آئینہ دار ہے۔

شعر ۲

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

شرح :- تم طالب علم صرف کتاب کے کیڑے بنے ہوئے ہو۔ محض امتحان کی ڈگریاں حاصل کرنے کی خاطر کتابوں کو حفظ کرتے ہو اور اس کام سے تمہیں فراغت حاصل نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم صرف کتابوں کو پڑھتے ہو۔ کتابوں کا علم سمجھتے نہیں ہو۔ چنانچہ تم میں سے کوئی مصنف یا مؤلف نہیں ہے۔ یہ تمام کوششیں تمہیں ذریعۂ معاش کے نزدیک تو لے جاتی ہیں لیکن زندگی کے قریب نہیں کرتیں۔

امتحان

شعر ۱

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری معراج

شرح:- پتھر کے چھوٹے سے ٹکڑے سے ندی نے کہا کہ پتھر سے ٹکڑے ہو کر نیچے گر جانا ہی تیری ترقی ہے۔ اور تو اسی میں خوش ہے۔

شعر ۲

ترا یہ حال کہ پامال و دردمند ہے تو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج

شرح:- تو پتھر سے کٹ کر ایک حقیر ذرہ بن گیا ہے جس کی وجہ سے پامال ہو کر بیچارگی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن میری یہ شان ہے کہ میں پہاڑ کی بلندی سے گر کر ذلیل نہیں ہوئی بلکہ دریا مجھے اپنی آغوش میں لینے کے لیے آرزومند ہے۔ بلکہ دریا کی روانی میری محتاج ہے۔

شعر ۳

جہاں میں تو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
تجھے خبر کہ تو ہے سنگِ خارہ یا کہ زجاج

شرح:- اور میری یہ شان اس لئے ہے کہ میں چٹانوں اور پتھروں سے ٹکرا کر بہتی ہوں۔ اگر نہ ٹکراتی تو مجھ میں یہ تیزی و تندی نہ آتی۔ چونکہ تو کسی سے ٹکرایا نہیں ہے اس لیے تیری ہستی سے کوئی واقف نہیں ہے۔ کون جانتا ہے کہ تو ایک پتھر کا ٹکڑا ہے یا شیشہ ہے۔ (جبتک انسان حادثات و واقعات سے دوچار نہ ہو اس کے اندر جدوجہد کا طوفان پیدا نہیں ہوتا

مدرسہ

شعر ۱

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

شرح:- موجودہ نظامِ حکومت نے تیری تمام صلاحیتیں کچل کر رکھ دی ہیں۔ تیری ذہنی صلاحیتوں کے نشوونما پانے کا یہاں کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ کیونکہ تجھے روٹی کی فکر سے فراغت ہی حاصل نہیں ہے۔ اس معاشرہ اور اس نظام نے تیری روح کو قبض کر رکھا ہے۔ اور تجھے فکرِ معاش میں مبتلا کر کے تیری صلاحیتوں کے اُجاگر ہونے کے تمام دروازے بند کر رکھے ہیں۔ تو کبھی بھی دنیا میں نامور ی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

شعر ۲

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

شرح:- چونکہ تیرے سامنے ہر وقت روٹی کا سوال درپیش ہوتا ہے۔ اس لئے تو اپنے حق کے لئے غلط نظام سے کوئی سخت مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اس کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا۔ اس کی کلائی نہیں پکڑ سکتا۔ اس کے پنجے میں پنجہ نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ اپنی اس بے باکی کے نتائج سے تو اچھی طرح سے واقف ہے۔ تو جانتا ہے کہ نظامِ حاضرہ سے بغاوت کر کے جیل جانا پڑے گا اور پھر تیرے بال بچے بھوکوں مریں گے۔ تیری تمام تر ذمہ داریاں بھی تیرے ساتھ قیدوبند کی غلامی میں چلی جائیں گی۔ اگر تجھے روٹی کی فکر نہ ہو اور تیرا معقول ذریعہ معاش

ہو تو یقیناً تو اس غلط نظام کے سامنے مضبوط دیوار بن کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ ایک نہ جنبش کھانے والی چٹان بن سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ تیری درس گاہ نے تجھے بالکل نامرد، ناکارہ اور نااہل بنا دیا ہے۔ تیری تعلیم صرف حصول روزگار کے لئے ہوتی ہے جس قوم کے نوجوانوں کا نصب العین پڑھ کر روٹی کمانا ہو وہ قوم کبھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

شعر ۳

اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش

شرح: وہ جنوں، وہ مستی۔ وہ عشق جو پہلے عقل پر نکتہ چیں تھا آج اس تعلیم نے تجھے اس جنوں سے بالکل بیگانہ کر دیا ہے۔

شعر ۴

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفّاش

شرح: اللہ نے تو تجھے اہل نظر پیدا کیا تھا اور تیری آنکھ کو شاہین کی نظر عطا فرمائی تھی لیکن اس تعلیم اور غلامی نے اُس آنکھ کا نور چھین کر چمگادڑ کی نگاہ دے دی ہے۔

شعر ۵

مدرسہ نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

شرح: زندگی اور زندگی میں آگے بڑھنے کے وہ راز جو غلامی کی وجہ سے تیری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ پہاڑوں اور بیابانوں میں عام جلوہ گر ہیں۔ اگر ہمت ہو تو جا کر دیکھ لے شاید ان کی وسعتوں اور بلندیوں سے تجھے کچھ مل جائے۔

حکیم نطشہ

شعر ۱

حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم نگاہ چاہیئے اسرارِ لَآ اِلٰہ کے لئے

شرح :- حکیم نطشہ بہت بڑا حکیم تو بن گیا لیکن اللہ کی وحدانیت کی حکمت نہ سمجھ سکا۔ اِسے سمجھنے کے لئے تو نگاہِ مردِ مومن کی آرزو چاہیئے اس کے بغیر وہ راز سمجھ میں آ ہی نہیں سکتے کہ اللہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

شعر ۲

بلند نگ سینہ گردوں ہے اس کا فکرِ بلند کمند اس کا بخیل ہے مہر و مہ کے لئے

شرح :- اس کی نگاہ آسمان کے راز سمجھ سکتی ہے۔ اس کا بلند خیال آسمان کے سینے میں تیر کی مانند جا کر لگتا ہے۔ اور اس کا خیال چاند ستاروں کو اپنی قید میں مقید کرتا ہے۔

شعر ۳

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہبی اس کی ترس رہی ہے مگر لذتِ گنہ کے لئے

شرح :- اگرچہ اس کی راہبانہ زندگی نہایت پاک صاف ہے لیکن گہرائی میں اتر کر دیکھا جائے تو کسی گناہ کے لئے ترس رہی ہے۔ چونکہ وہ گناہ دنیا کے اندر رہ کر ہی عمل میں آ سکتے ہیں اس لئے وہ راہب دنیا کو ترس رہا ہے اور اپنی روش پر آپ مطمئن نہیں ہے۔ چونکہ یہ زندگی خلافِ فطرت ہے اس لئے بے لذت ہے۔

اَساتِذہ

شعر ۱

مقصود ہو گر تربیتِ لعلِ بدخشاں
بے سود بھٹکتے ہوئے خورشید کا پرتو

شرح: سورج کی شعاعوں سے موتیوں میں چمک اور آبداری پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی موتی کو چمکانے کی ضرورت ہو تو سورج کی شعاعوں کا صحیح زاویہ پر پڑنا ہی کارآمد ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر سورج اپنے راستے سے خود بھٹک گیا ہو تو اُس کی شعاعیں کبھی درست زاویہ قائم نہیں کر سکتیں (یعنی اگر معلم حضرات ہی صحیح علم سے واقف نہ ہوں گے تو طالب علموں کو صحیح علم کہاں سے سکھا سکیں گے)۔

شعر ۲

دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ کیا مدرسہ والوں کی تگ و دَو

شرح: ایک مدرسہ اور مدرسہ والوں پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ ساری دنیا ہی صحیح راستوں سے ہٹ کر روایات کی الجھنوں میں مبتلا ہے۔

شعر ۳

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

شرح: جو معلم اپنے عہد کی امامت کر کے اپنے دَور کو علوم و فنون عطا کر سکتے تھے وہ آج اپنے دور کے علم کے محتاج ہیں اور دورِ حاضرہ کی تقلید میں بہے چلے جا رہے ہیں۔

غزل

شعر ۱

ملے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

شرح: حضرت علامہ تمام تر ملتِ اسلامیہ کو مخاطب کرتے ہیں اور آپ کی فکر ملت کے نام ایک الہامی پیغام کی حیثیت رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس گئے گذرے تاریک زمانے میں اس شخص میں ایمان کی رمق نظر آئے گی جو چیتے کی طرح اندھیرے میں دیکھ سکتا ہو۔

شعر ۲

میسّر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لئے جہاں میں فراغ

شرح: اگر کوئی جد وجہدِ زندگی سے بیکار اور الگ نظر آئے تو اسے مسلمان نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ شیوہ غلاموں کا ہے اور مسلمان غلامی کی زندگی گوارا کر ہی نہیں سکتا۔

شعر ۳

فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
ترقی نظر کا نگہباں ہو صاحب مازاغ

شرح: حضرت علامہ مغرب زدہ مسلمانوں کی حالت سے مغموم بھی ہیں اور اُس کے حق میں دعاگو بھی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مغرب والوں کا عروج تجھے خیرہ کئے ہوئے اور متاثر کر رہا ہے اور اس فروغ سے تیری نگاہ چندھیا رہی ہے لیکن اللہ کر

کہ حضور سرورِ کائنات تمہاری نگاہوں کی نگہبانی فرمائیں۔

شعر ۴

وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نفس دو نفس
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے ایاغ

شرح:۔ اے مسلمان افسوس کہ تجھے خبر نہیں ہے کہ اہلِ مغرب جو عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں ہمیشہ نہیں رہ سکتے کیونکہ ان کا مقام محض عقل کی بنیادوں پر ہے۔ اگرچہ ان کے رنگین جامِ شراب ستاروں کی طرح دمک رہے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

شعر ۵

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بوئے گل کا سراغ

شرح:۔ تجھے کتاب خوانی نے ایسا بے ذوق کر دیا ہے کہ بادِ صبا بھی تیرے دماغ کو پھول کا پیغام نہ دے سکی۔ یعنی تو کتاب خوانی میں اس قدر محو ہے کہ تجھے گرد و پیش کا احساس تک نہیں ہے۔

دین و تعلیم

الفاظ	معنی
اخلاص	خلوص
لاف و گزاف	شیخی۔ جھوٹ
اغماض	چشم پوشی

شعر ۱

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

شرح: ۔ حضرت علامہ ہندی مسلمانوں کے علاوہ خالص اہل عرب کے متعلق بھی مایوس ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر عمل میں خلوص شامل نہیں ہے تو ارادۂ عمل محض ایک شیخی اور جھوٹ ہے۔

شعر ۲

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

شرح: ۔ عیسائی قوم کا نظامِ تعلیم ایک سازش کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور ان کا نصب العین مسلمانوں کو لادین بنانا ہے۔ ان کے ارادوں میں خلوص نہیں بلکہ فساد ہے۔

شعر ۳

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

شرح: ۔ وہ قوم جو اپنی ذات سے انصاف نہ کر سکی اور اپنی ذات کے لئے بہتر راستہ انتخاب نہ کر سکی یقیناً اس کی قسمت میں محکومی لکھی جا چکی ہے۔

شعر ۴

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

شرح: ۔ اللہ کا قانون انفرادی طور پر انسانوں کی غلطیوں کو تو معاف

کرسکتا ہے لیکن قوم کی غلطی کو معاف نہیں کرسکتا۔ اجتماعی زندگی کو تو اپنے اعمال کے نتائج بھگتنا ہی پڑیں گے۔

جاوید سے

(۱)

الفاظ	معنی
نہاد	فطرت
ساحری	جادوگری
مئے شبانہ	رات کی بچی ہوئی شراب
دبستاں	مدرسہ

شعر ۱

غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ ہے اس کی نہاد کافرانہ

شرح: حضرت علامہ اقبال اپنے چہیتے بیٹے مسٹر جاوید اقبال کو نصیحت فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے میرے بیٹے یہ زمانہ دین کو خراب کرنے والا ہے کیونکہ اس کی فطرت کافرانہ ہے۔

شعر ۲

دربارِ شہنشہی سے خوشتر مردانِ خدا کا آستانہ

شرح: اے بیٹے یہ بات ذہن نشین کرلے کہ خدا کے بندے کا آستانہ بادشاہوں کے دربار سے بہتر ہے۔

شعر ۳

لیکن یہ دورِ ساحری ہے انداز ہیں سب کے جادوانہ

شرح :- مگر یہ عہد حاضر ایک جادوگری کا دور ہے جس میں ہر شخص ایک جادوگر سے کم نہیں ہے۔ اور جادوگر طلسمی دنیا تو رکھتے ہیں مگر حقیقی دنیا سے دور ہوتے ہیں

شعر ۴

سر چشمۂ زندگی ہوا خشک باقی ہے کہاں مئے شبانہ

شرح :- اس زمانے میں پرانی وضع کی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ جسے زندگی کہتے ہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

شعر ۵

خالی اُن سے ہوا وہ بستاں تھی جن کی نگاہ تازیانہ

شرح :- جن معلموں اور جن طالبعلموں کی نگاہ کی ضرب سے زمانہ کی رفتار تیز ہوا کرتی تھی اب اُن ہستیوں سے مدرسہ خالی ہو چکا ہے۔

شعر ۶

جس گھر کا مگر چراغ تو ہے ہے اُس کا مذاق عارفانہ

شرح :- لیکن اے میرے بیٹے جس گھر کا تو چشم و چراغ ہے اس گھر کی روایات میں مذاقِ عارفانہ رچا ہوا ہے۔

شعر ۷

جوہر میں ہو لا اِلٰہ تو کیا خوف تعلیم ہو گو فرنگیانہ

شرح :- اس میں شبہ نہیں کہ تو بھی ایک ایسی ہی درس گاہ میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہا ہے جس کا نصب العین انگریزی تہذیب و تمدن سکھانا ہے لیکن اگر کسی کی سرشت میں اپنے دین کے جوہر موجود ہوں تو یہ تعلیم اُسے بگاڑ نہیں سکتی۔

شعر ۸

شاخِ گل پر چہک ولیکن کر اپنی خودی میں آشیانہ

شرح :- اِن مدرسوں میں بیٹھ کر بے شک یہ تعلیم حاصل کرتا رہ مگر اپنی خاندانی روایات کو ہر وقت نظر میں رکھ اس سے الگ نہ ہو۔ اور یہ نہ بھول کہ تو سب سے پہلے ایک مسلمان اور صرف مسلمان ہے۔

شعر ۹

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا یہ قطرہ ہے بحرِ بیکرانہ

شرح :- انسان وہ سمندر ہے کہ یہ تعلیم اُس سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ لہٰذا قطرے کو حاصل کر کے سمندر کو فخر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سمندر میں مل کر قطرے کو ناز کرنا چاہیئے کہ وہ بھی جزوِ سمندر بن گیا۔

شعر ۱۰

دہقاں اگر نہ ہو تن آساں ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ

شرح :- اگر کسان آرام طلب نہ ہو تو اس کی جفاکشی سے ایک دانہ سے ہزار دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر انسان تن آسان نہ ہو تو اس کی محنت سے بڑے بڑے معرکے سر ہو جاتے ہیں۔

شعر ۱۱

غافل منشیں نہ وقتِ بازی ست
وقتِ ہنر است و کارسازی ست

شرح :- اے میرے بیٹے یہ وقت علم و ہنر سیکھنے کا ہے۔ اس وقت کو غفلت میں ضائع نہ کر دینا۔ کیونکہ وقت کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ اور نہ ہی وہ کسی پر ترس کھا کر اُسے دوبارہ موقع عطا کرتا ہے۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

(۳)

الفاظ	معنی
نخچیر	شکار
زیرک	دانا
چست	چالاک
تدرو	چکور
مقال	قول۔بات

شعر ۱

سینے میں اگر نہ ہو دلِ گرم رہ جاتی ہے زندگی میں خامی

شرح :۔ اگر انسان کے سینے میں جد و جہد کی گرمی نہ ہو تو زندگی میں خامی رہ جاتی ہے۔

شعر ۲

نخچیر اگر ہو زیرک و چست آتی نہیں کام کہنہ دامی

شرح :۔ اگر شکار عقلمند اور چالاک ہو تو پرانے سے پرانے شکاری کے تمام حیلے مات پڑ جاتے ہیں۔

شعر ۳

ہے آبِ حیات اسی جہاں میں شرط اس کے لئے ہے تشنہ کامی

شرح :۔ اسی دنیا میں وہ شئے موجود ہے جس سے انسان بقائے دوام حاصل کر سکتا ہے لیکن طلب شرط ہے۔

شعر ۴

غیرت ہے طریقتِ حقیقی غیرت سے ہے فقر کی تمامی

شرح :۔ انسان کے لئے غیور ہونا شرطِ اول ہے۔ اس غیرت مندی سے انسان سلطانِ اکبر بن جاتا ہے۔

شعر ۵

اے جانِ پدر نہیں ہے ممکن شاہیں سے تذرو کی غلامی

شرح :۔ یہی وہ غیرت ہے جو شاہین کو کسی بھی حالت میں چکور کی غلامی سے باز رکھتی ہے۔ منع کرتی ہے۔

شعر ۶

نایاب نہیں متاعِ گفتار صد انوری و ہزار جامی

شرح :۔ اہلِ کلام ہونا ایک نعمت ہے اور یہ نعمت ختم نہیں ہو چکی۔ آج بھی سینکڑوں انوری سے شاعر اور ہزاروں جامی سے اہلِ سخن ہیں۔

شعر ۷

ہے میری بساط کیا جہاں میں بس ایک فغانِ زیر بامی

شرح :۔ اے بیٹے میری اس دنیا میں کیا ہستی ہے البتہ میں اہلِ فغاں ضرور ہوں۔

شعر ۸

اک صدق مقالی ہوں کہ جس سے میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی

شرح :۔ اور میری یہ فغاں ایک سچی بات کو دہراتی رہتی ہے جس کی وجہ سے میں دنیا کی آنکھ میں معزز ہوں۔

شعر ۹

اللہ کی دین ہے جسے دے میراث نہیں بلند نامی

شرح :۔ اور یہ اعزاز خداوند کریم کا انعام ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے کیونکہ یہ اعزاز خاندانی وراثت نہیں ہے کہ سینہ بسینہ اور نسل بہ نسل ملتی رہے۔

شعر

اپنے نورِ نظر سے کیا خوب فرماتے ہیں حضرتِ نظامی

جائے کہ بزرگ بایدت بود
فرزندیِ من نداردت سود

شرح:- حضرت نظامیؒ اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تو دنیا میں اس سبب سے بزرگی حاصل نہیں کر سکے گا کہ تو میرا بیٹا ہے بلکہ تیرا عمل تجھے بہتر یا کمتر بنا سکتا ہے۔

(۳)

شعر ۱

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز دین و دولت، قمار بازی

شرح:- اے بیٹے اِس زمانے میں مسلمان پر یہ زمانہ بڑا گراں ہے۔ کیونکہ بیک وقت دین اور دولت ہاتھ نہیں آ سکتے۔ یہ تو ایک جوا کھیلنا ہوگا۔

شعر ۲

ناپید ہے بندۂ عمل مست باقی ہے فقط نفس درازی

شرح:- اس زمانے میں وہ انسان نظر نہیں آتے جو صاحبِ عمل تھے۔ اب تو لمبی عمر والے بزرگ کہلا رہے ہیں۔

شعر ۳

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر جس فقر کی اصل ہے حجازی

شرح:- اگر تجھ میں ہمت و استطاعت ہے تو محنت کر کے اُس مردِ خدا کو ڈھونڈ جس کی روح حجاز کے ریگستانوں میں مضطرب ہو۔

شعر ۴

اُس فقر سے آدمی میں پیدا اللہ کی شانِ بے نیازی

شرح:۔ اُس مردِ خدا میں خدا کی شانِ بے نیازی کے کرشمے نظر آئیں گے۔

شعر ۵

کنجشک و حمام کے لئے موت ہے اس کا مقام شاہبازی

شرح:۔ چڑیوں اور کبوتروں کے لئے شاہین کی موجودگی موت ہے۔ اس طرح مردِ مومن کی موجودگی سے باطل کی موت ہے۔

شعر ۶

روشن اس سے خرد کی آنکھیں بے سُرمہ بوعلی و رازی

شرح:۔ اِس مردِ خدا کی صحبت سے انسان کی عقل کو نور ملتا ہے۔ خواہ حضرت بوعلی قلندر اور حضرت رازی کا فیض بھی حاصل نہ ہوا ہو۔

شعر ۷

حاصل اس کا شکوہِ محمود فطرت میں اگر نہ ہو ایازی

شرح:۔ اس مردِ خدا کا نصب العین محمود بادشاہ کی سی شان و عظمت ہوتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مزاج میں غلامی کی چاشنی نہ ہو۔ (اگرچہ ایاز بھی محمود کے ہمراہ تھا لیکن بت شکنی صرف محمود کے مقدر میں تھی۔)

شعر ۸

تیری دنیا کا یہ سرافیل رکھتا نہیں ذوقِ نے نوازی

شرح:۔ جس طرح سے کہ قیامت کے روز حضرت اسرافیل کے صور پھونکنے سے تمام مردے جاگ اٹھیں گے اسی طرح یہ مردِ خدا تیری دنیا کا سرافیل ہے کہ جس کی آواز سے ہر شے حقیقت بن کر بیدار ہو جاتی ہے۔ اسے یونہی بیکار نغمہ سنجی کا شوق نہیں ہے۔

شعر ۹

ہے اس کی نگاہ عالم آشوب در پردہ تمام کارسازی

شرح:۔ اس مردِ خدا کی نگاہ دنیا کو اندھا کرنے والی ہے۔ لیکن خود ساری دنیا کو دیکھتی ہے۔ اس کے اعمال کے پردوں میں کام کرنے کی قوتیں نظر آتی ہیں۔

شعر ۱۰

یہ فقرِ غیور جس نے پایا بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

شرح:۔ جس انسان کو ایسے مردِ خدا کی صحبت نصیب ہو گئی، وہ دنیا میں بغیر تلوار کے بھی مردِ غازی بن سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا کردار نہایت بلند ہو جاتا ہے۔

شعر ۱۱

مومن کی اسی میں ہے امیری اللہ سے مانگ یہ فقیری

شرح:۔ اے میرے بیٹے میں تجھے یہ نکتہ بتا دیتا ہوں کہ ایک مسلمان کی اسی کردار میں امیری ہے۔ لہٰذا اللہ سے اسی نوعیت کی فقیری طلب کر جس میں رہ کر تو صاحبِ کردار بن سکے۔

عورت

مردِ فرنگ

شعر ۱

ہزار بار حکیموں نے اس کو سُلجھایا
مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں

شرح :- عورت کے متعلق تمام داناؤں نے اپنی فکر کے مطابق سوچا ہے لیکن مجموعی طور پر کسی ایک فیصلے پر نہیں پہنچ سکے۔

شعر ۲

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پروین

شرح :- داناؤں کے ادھورے فیصلے میں عورت کا قصور نہیں ہے جو کسی متفقہ فیصلے پر بات نہیں پہنچ سکی۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے اس کی شرافت پر چاند ستارے گواہی دیتے ہیں۔

شعر ۳

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

شرح :- تمام قصور انگریزی تمدن و تہذیب اور وہاں کی معاشرت کا ہے کہ وہ عورت کے مقام کو پہچان ہی نہیں سکا۔

ایک سوال

شعر

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال مرد بیکار و زن تہی آغوش

شرح :- مغرب کے داناؤں سے کوئی یہ بات دریافت کرے کہ کیا یہی انسانیت کے کمال و عروج کی دلیل ہے کہ تمہارے نظام میں آدمی بیکار پھریں اور عورتیں برتھ کنٹرول کے نعرے لگا کر بے اولاد رہیں تاکہ بچوں کی زنجیروں سے آزاد رہ کر زندگی کو آوارگی کے سپرد کر دیں۔

پردہ

شعر ۱

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے

شرح :- کئی زمانے آئے اور گذر گئے۔ ہر زمانے نے انسان کو پردوں سے نکالنے کی کوشش کی ..... لیکن آج تک یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی، اور انسان جہاں تھا وہیں کا وہیں ہے۔ نہ خود پردۂ جہالت سے آزاد ہو سکا ہے نہ عورت کو مصنوعی پردوں سے باہر لا سکا ہے۔

شعر ۲

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں نے وہ خلوت نشیں ہے یہ خلوت نشیں ہے

شرح :- میں نے تو عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں دیکھا۔ مرد بھی گوشہ نشینی کی زندگی کا طلبگار ہے اور عورت بھی گوشے میں پڑی ہوئی ہے۔ یعنی اگر عورت کو

معاشرے نے گھر کے اندر رہنے پر مجبور کر رکھا ہے تو مرد جدوجہدِ زندگی سے گریز کرتے ہوئے خلوت نشیں ہے۔

شعر ۳

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

شرح :۔ انسان صدیاں گذر جانے کے باوجود جہالت میں زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنی خودی سے آگاہ نہیں ہے کسی مردِ خدا کی خودی بیدار نظر نہیں آتی۔

خلوت

شعر ۱

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ، آئینۂ دل ہے مکدر

شرح :۔ ذوقِ عریانی اور گھروں سے باہر رہنے کی خواہش نے اس زمانے کو بدنام کر دیا ہے۔ اس زمانے کے لوگ نگاہ تو روشن رکھتے ہیں لیکن دل بہت گرد آلود ہے۔

شعر ۲

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

شرح :۔ جب انسان کا ذوقِ دید حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو پھر خیالات آوارہ اور پریشان ہو جاتے ہیں۔

شعر ۳

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

شرح:۔ جس طرح کہ بارش کا قطرہ سمندر یا دریا میں مل کر صرف پانی کا جز بنتا ہے موتی نہیں بن سکتا۔ موتی وہی قطرہ بنے گا جو سیپی کے اندر گرے گا اور اندر رہ کر پرورش پائے گا۔ ورنہ کوئی قطرہ موتی نہیں بن سکتا۔ اسی طرح جو انسان اپنے دین کی حد اور آغوش میں رہ کر تربیت حاصل نہیں کرے گا وہ آب و تابِ زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔

شعر ۴

خلوت میں خودی ہوتی ہے خود گیر و لیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسّر

شرح:۔ انسان تنہائی میں اپنے کردار کا محاسبہ کر سکتا ہے اور اس تنہائی میں اس کی خودی اپنے مقام سے ہم آغوش ہوتی ہے لیکن افسوس کہ اب کسی جگہ بھی یہ تنہائی انسان کو میسّر نہیں ہے۔

عورت

شعر ۱

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرح:۔ اس ساری دنیا کی رونق صرف عورت کے وجود سے قائم ہے۔ اگر عورت اس محفلِ کائنات سے اٹھ جائے تو گرمیٔ محفل ختم ہو جائے۔

شعر ۲

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنوں

شرح:۔ عزت اور رتبے میں ثریا ستارے سے بھی بڑھ کر مقام رکھتی ہے۔ اگر عورت کو ہم زیورات کا بکس کہیں، یہ عزت اس بکس کا ایک موتی ہے یعنی ساری عزت عورت سے ہے۔

شعر ۳

مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

شرح:۔ یہ مان لیا کہ عورت مرد کے مقابلے میں ذہنی اعتبار سے بہت کم ہے۔ لیکن بلند ذہن آدمی بھی تو اسی کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں۔ افلاطون جسے اپنی باتوں پر فخر تھا وہ بھی تو آخر عورت کی گود میں پل کر دانا ہوا تھا۔

آزادیِ نسواں

شعر ۱

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند

شرح:۔ اگرچہ میں اس بحث کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا کہ آیا عورت کی آزادی ضروری ہے کہ نہیں تاہم اتنا ضرور کہتا ہوں کہ یہ آزادی ہمارے معاشرے کے لئے زہر ہے۔ اور پرانے رواج اور پردہ شہد کی مثل ہے۔

شعر ۲

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

شرح:۔ اس سے کیا حاصل کہ میں اپنا خیال ظاہر کرکے بُرا بنوں جب کہ پہلے ہی میرے احباب اور مغرب زدہ نوجوان مجھ سے نالاں ہیں کہ میری فکر انہیں ان راہوں سے روک رہی ہے۔

شعر ۳

اِس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور رہیں، معذور رہیں مردانِ خرد مند

شرح:۔ بہتر یہی ہوگا کہ اس بحث میں خود عورت آکر حصہ لے اور اپنا خیال ظاہر کرے۔ کیونکہ اس زمانے کے عقلمند تو عاجز ہیں۔

شعر ۴

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند

شرح:۔ عورت خود ہی فیصلہ کرے کہ اس کے لئے یہ مغربی تہذیب کے مطابق آزادی بہتر رہے گی یا کہ گھر میں بیوی بن کر رہنا درست ہوگا۔

عورت کی حفاظت

شعر ۱

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

شرح:۔ وہ انسان جس کی خودی زندہ نہیں ہے اور جس کی رگوں کا خون سرد ہو چکا ہے میری اس بات کو کیا سمجھے گا جو ایک حقیقت کے طور پر میرے سینے میں محفوظ ہے۔

شعر ۲

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد

شرح:۔ جسے عورت پن کہتے ہیں وہ نہ پردے میں رہ کر عورت کو حاصل ہو سکتا ہے نہ ہی تعلیم حاصل کرنے سے بلکہ اس شرافت کا محافظ صرف مرد ہے۔

شعر ۳

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

شرح:۔ جس قوم نے اس نکتہ کو نہ سمجھا کہ عورت کی حفاظت صرف مرد ہی کر سکتا ہے وہ قوم کبھی سرسبز و شاداب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ بغیر حفاظت کے عورت لامحالہ بے مہار ہو جائے گی اور جس قوم کی عورت بے مہار ہو جائے اس کا مرکزِ تربیت منتشر ہو جاتا ہے۔

عورت اور تعلیم

الفاظ	معنی
امومت	ماں ہونا
ثمر	پھل نتیجہ

شعر ۱

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لئے اس کا ثمر موت

شرح:۔ اگر انگریز کے تمدن میں عورت کو یہ عام اجازت ہے کہ وہ ماں بننے

سے پرہیز کرے تو اس کے نتائج انسان کے لئے موت کی شکل میں نمودار ہوں گے۔

شعر ۲

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

شرح:۔ ایسی تعلیم جس کے حاصل کرنے سے عورت اپنے عورت پن کے جوہر کو کھو دیتی ہے، عقلمند طبقہ کی نگاہ میں وہ تعلیم موت کے برابر ہے۔

شعر ۳

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

شرح:۔ اگر عورت اپنی درسگاہوں سے قوانینِ قرآن کے مطابق اپنے دین کی تعلیم حاصل نہیں کرتی تو اس کے اندر نہ شوہر کا عشق آسکتا ہے نہ بچوں کی مامتا پیدا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ تعلیم ان دونوں باتوں سے نفرت سکھاتی ہے۔ کالج سے نکلی ہوئی لڑکی عام طور پر نہ بیوی بننا پسند کرتی ہے اور نہ بیوی بن کر ماں بننا چاہتی ہے۔ اس میں قوم کی تباہی کا راز پوشیدہ ہے۔

عورت

شعر ۱

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود

شرح:۔ جسے مرد کہتے ہیں اس کے جوہر، اس کی خودی کی حقیقت اس وقت کھلتی ہے جب کہ وہ اغیار کے آگے دامن نہ پھیلائے۔ لیکن افسوس کہ ہماری قوم غیر کی منت پذیر ہے۔ کیونکہ ہماری عورت اس وقت وہ تعلیم حاصل کر رہی ہے

جولادینی کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لئے ہم ملتجی ہیں کہ ہماری نسلوں کو اس تعلیم سے محفوظ رکھا جائے۔ ملتجی اس لئے ہیں کہ نہ ہماری اپنی دینی حکومت ہے اور نہ دینی درسگاہیں ہیں۔

شعر ۲

راز ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود

شرح: ہماری عورت کی زندگی کا راز یہ ہے کہ وہ بہترین ماں بنے اور اس کے بطن سے صاحب نگاہ اور اہلِ دل پیدا ہوں۔ اس کی آغوش میں خالدؓ و حیدرؓ پرورش پاکر میدانِ عمل میں آئیں۔

شعر ۳

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات گرم اس آگ سے ہے معرکۂ بود و نبود

شرح: اگر عورت میں یہ ذوق و شوق سرگرم ہے کہ اس کی اولاد ناموری کا آفتاب بن کر چمکے تو اسی ذوقِ اندرون سے زندگی کے راز کھلتے جائیں گے۔ اسی ذوق پر قوموں کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے۔

شعر ۴

میں بھی مظلومیٔ نسواں سے ہوں غمناک بہت نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود

شرح: اس وقت جو عورت پر ظلم ہو رہا ہے میری آنکھ بھی اشک آلود ہے مجھے بھی دکھ ہے لیکن افسوس کہ مشکل بات کا حل نظر نہیں آتا کہ آخر کس طرح سے زندگی کے رُخ موڑے جا سکتے ہیں۔ اور کس طرح غلط راہیں مٹا کر نئے راستے بنائے جائیں گے۔

ادبیاتِ فنونِ لطیفہ

دین و ہنر

شعر ۱

سرود و شعر و سیاست کتاب و دین و ہنر
گہر ہیں اِن کی گرہ میں تمام یک دانہ

شرح: ۔ اگر دین اور ادب کے دائرہ میں رہ کر موسیقی اور شاعری یا سیاست اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ قائم رکھا جائے تو وہ بگاڑ پیدا نہیں کر سکتے۔

شعر ۲

ضمیرِ بندۂ خاکی سے ہے نمود اِن کی
بلند تر ہے ستاروں سے اِن کا کاشانہ

شرح: ۔ اِن تمام چیزوں کا وجود انسان کے ضمیر سے نمود حاصل کرتا ہے۔ جس انداز کا ضمیر ہو گا وہی انداز اِن چیزوں میں سما جائے گا۔ اگر دیکھا جائے تو یہ چیزیں اپنے رتبہ میں ستاروں سے بھی بلند مقام رکھتی ہیں لیکن انسان کے اختیار میں آ کر پست مقام حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

شعر ۳

اگر خودی کی حفاظت کریں تو عینِ حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسون و افسانہ

شرح: ۔ اگر یہ چیزیں انسان کی خودی کی حفاظت میں مددگار ہوتی ہیں تو یہ زندگی کا جز ہیں وگرنہ ایک جادو اور خیالی بات سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔

شعر ۴

ہوئی ہے زیرِ فلک امتوں کی رسوائی
خودی سے جب ادب و دیں ہوئے ہیں بیگانہ

شرح:۔ جس دور میں یہ چیزیں انسان یا قوم کی عیاشی اور ذہنی عشرت کا سامان بنی تھیں اس عہد میں وہ قوم کبھی پنپ نہیں سکی کیونکہ اس ذوق سے مقصد ذہنی عیاشی رہ جاتا ہے۔

تخلیق

شعر ۱

جہان تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود!
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

شرح:۔ ایسا ناممکن ہے کہ شہروں کے شہر آباد کر کے اور بلند بلند عمارتیں تعمیر کر کے اعلان کر دیا جائے کہ ایک نیا جہان تعمیر کر لیا گیا ہے۔ یہ ایک فریب ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ نیا جہان صرف نئے خیالات کی تعمیر سے بنتا ہے۔

شعر ۲

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کئے بحر بیکراں پیدا

شرح:۔ وہ انسان جنہوں نے خیالاتِ تازہ کا سہارا لے کر اپنی خودی کو زندہ کیا ہے اور اپنی ذات کے مراتب کو پہچاننے کی کوشش کی ہے ان کی اس ہمت نے دنیا کی کایا پلٹ دی ہے۔

شعر ۳

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

شرح:۔ صرف وہی انسان زمانے کی گردشوں پر حاوی ہو سکتا ہے جو اپنے

ایک ایک سانس سے دائمیٔ زندگی کی بنیاد رکھے اور ایک ایک عمل سے زندگی کی رفتار تیز کرتا رہے۔

شعر ۴

خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہوا نہ کوئی خدائی کا رازداں پیدا

شرح:۔ اقوامِ مشرق میں چونکہ خودی بیدار نہیں ہے اس لئے ان میں ایک بھی صاحبِ نگاہ پیدا نہ ہو سکا جو خدا کے راز سمجھ کر دنیا کی امامت کر سکتا۔

شعر ۵

ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا

شرح:۔ البتہ عرب ممالک سے امید کی کرن ضوفشانی کرتی نظر آ رہی ہے بہت ممکن ہے کہ اس قوم میں میرے ہمخیال پیدا ہو جائیں۔

جنوں

الفاظ	معنی
زجاج گر	آئینہ ساز
کمر	بلندی، درمیانی حصّہ

شعر ۱

زجاج گر کی دکاں شاعری و ملّائی
ستم ہے خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ

شرح:۔ اس دور کے شاعر بالکل سطحی تخیل پیش کرتے ہیں اور ان کے خیالات کانچ کی طرح سے بے بنیاد ہوتے ہیں۔ یہی حال ہمارے ملاؤں کا ہے۔ ان کی

فکر ناپختہ، اُن کے خیالِ پریشاں اور ان کے عمل میں کجروی پائی جاتی ہے۔ یہ کس قدر ستم کی بات ہے جنہیں زندگی کا شعور ہے اور جو عشق و مستی میں دیوانے ہیں وہ ویرانوں میں پھرتے ہیں۔ بستی والے انہیں پوچھتے نہیں۔

شعر ۲

کسے خبر کہ جنوں میں کمال اور بھی ہیں کریں اگر اسے کوہ و کمر سے بیگانہ

شرح: یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ دیوانگی میں دیوانہ پن کے علاوہ اور بھی بہت سے کمالات پوشیدہ ہیں بشرطیکہ دیوانگی کو پہاڑوں اور وادیوں تک محدود نہ کر دیا جائے۔

شعر ۳

ہجوم مدرسہ بھی سازگار ہے اس کو کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہو ویرانہ

شرح: عشق و مستی کا جنوں گوشۂ تنہائی میں ہی پرورش نہیں پاتا۔ درسگاہوں میں بھی اہلِ نظر اور اہلِ دل اس مستی و دیوانگی کو حاصل کر لیتے ہیں۔

اپنے شعر سے

الفاظ	معنی
پیدائی	شہرت
فاش	عیاں

شعر

ہے گلہ مجھ کو تری لذتِ پیدائی کا!
تو ہوا فاش تو ہیں اب مرے اسرار بھی فاش

شرح: حضرت علامہ بظاہر اپنے شعر سے مخاطب ہیں لیکن درحقیقت اپنی اُس

اندرونی طلب سے گلہ مند ہیں جو شعر کی داد چاہتی ہے اور شہرت کی بھوکی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اے آرزوئے دادخواہی مجھے تیری اس بیکار طلب سے شکایت ہے کہ تجھے بھی دوسرے شاعروں کی طرح سستی شہرت کی تمنا ہے۔ تجھے معلوم نہیں ہے کہ میں اپنے دل کے راز بذریعہ شعر بیان کرتا ہوں۔

شعر ۲

شعلہ سے ٹوٹ کے مثلِ شرر آوارہ نہ رہ
کر کسی سینۂ پُر نور میں خلوت کی تلاش

شرح:۔ یہ درست ہے کہ میں ایک شعلہ ہوں لیکن تجھے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شرارہ کی طرح آوارہ رہے۔ بلکہ جس طرح سے تو میرے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے اسی طرح دوسروں کے دلوں کی گہرائیوں میں جگہ حاصل کر۔ یہی تیری شان ہے۔ یہی تیرا مقام ہے۔

پیرس کی مسجد

شعر ۱

مری نگاہ کمالِ ہنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرمِ مغربی ہے بیگانہ

شرح:۔ حضرت علامہ پیرس کی عالیشان مسجد کی تعمیر سے متاثر ہو کر فرماتے ہیں کہ کیا ہوا اگر عیسائیوں کے ملک میں بڑی عالیشان مسجد تعمیر ہو گئی ہے، یہ تو صرف ہنر کا کمال ہے۔ عشق و مستی کی دلیل نہیں ہے۔ یہ لوگ تو عشق و مستی کا مفہوم بھی نہیں سمجھتے۔

شعر ۲

حرم نہیں ہے فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چھپا دی ہے رُوحِ بُتخانہ

شرح:۔ سطحی نگاہ سے دیکھنے والے ان فرنگیوں کو اہلِ ایمان نہ سمجھ لیں. انہوں نے مسجد تعمیر کر کے مسلمانوں کا خلوص خریدنا چاہا ہے۔ اور یہ ان کی ذہانت کا کرشمہ ہے. اس مسجد کو واقعی عبادتگاہ کا مقام نہیں دینا چاہیئے۔ یہ نہ ہمیں عبادت کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں نہ خود ہماری عبادت میں شریک ہونا پسند کر سکتے ہیں۔ یہ ان کی سوداگری ہے۔

شعر ۳

یہ بُتکدہ انھیں غارتگروں کی ہے تعمیر دمشق ہاتھ سے جن کے ہوا ہے ویرانہ

شرح:۔ میرے دلائل کا ثبوت یہ ہے کہ دمشق انہی فرنگیوں کی بدولت تباہ ہوا ہے. اگر انہیں مسلمانوں کی عبادتگاہ سے محبت ہوتی تو مسلمانوں کے نظام کو ختم کیوں کرتے. یہ وہ ہیں کہ (نعوذ باللہ) کعبہ کو بھی مسمار کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ پھر اس مسجد کو بتخانہ نہ کہیں تو کیا کہیں اور ان کے اس فریب کو سوداگری نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے. یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ عیسائی کسی انداز سے اسلام کی خیرخواہی کرے۔

ادبیات

شعر ۱

عشق اب پیروی عقلِ خداداد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے

شرح:۔ اس دور کا ادب مقتضی ہے کہ عشق کسی اندھی محبت میں نہ بہہ جائے بلکہ سوچ سمجھ کر عقل کے ماتحت قدم اٹھائے۔ یونہی پہلے کی طرح اپنی آبرو حصولِ معشوق کی خاطر کوچۂ محبوب میں برباد نہ کرتا پھرے۔

شعر ۲

کہنہ پیکر میں نئی روح کو آباد کرے
یا کہن روح کو تقلید سے آزاد کرے

شرح:- اپنی پرانی روش کو ترک کر کے اس والہانہ ذوق و شوق کو فیشن ایبل محبت میں منتقل کرے یا پرانی رسمِ عاشقی کو اُس راستے سے ہٹائے اور محبت کو صرف خواہشات اور مقاصد تک محدود رکھے کیونکہ اب یہی زمانے کے تقاضے ہیں۔

نگاہ

الفاظ	معنی
چشمک	کبھی چھپنا، کبھی ظاہر ہونا
پہنائی	وسعت
عماری	اونٹ کا محمل
بہا	قیمت (عربی میں بمعنی روشنی)

شعر ۱

بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی شباب و مستی و ذوق و سرور و رعنائی

شرح:- یہ موسمِ بہار اور فصلِ گل اور لالہ زار وادیاں کیا ہیں! ایک شباب ہے، ایک مستی ہے، ایک شوقِ نمود ہے، ایک رنگینی کا نشہ ہے۔ ایک نمائش کی تمنا ہے۔

شعر ۲

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی یہ بحر، یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی

شرح:۔ اندھیری رات میں یہ ستاروں کا کبھی اُبھرنا، کبھی ڈوبنا، کبھی چمکنا، کبھی چھپ جانا کیا ہے، یہ منظر، یہ سمندر اور یہ آسمانوں کی وسعتیں کیا ہیں۔ ایک نظامِ قدرت ہے۔

شعر ۳

سفر عروسِ قمر کا عماریِ شب میں　　طلوعِ مہر وسکوتِ سپہرِ مینائی

شرح:۔ رات کی محمل میں چاند کا سفر کیا ہے، یہ سفر اس منزل پر ختم ہوجاتا ہے جہاں آفتاب کا طلوع ہوتا ہے اور الصبح کی خاموشی آنکھ کھولتی ہے۔ یعنی یہ چاند اور چاندنی کا تمام لطف صبح سے پہلے پہلے ہے۔ طلوعِ آفتاب پر سب ختم ہوجاتا ہے۔

شعر ۴

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں　　کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی

شرح:۔ اگر کوئی اہلِ نظر ہو اور دل کی آنکھوں سے ان نظاروں کو دیکھے تو ان نظاروں کے لئے اسے کوئی قیمت ادا نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ قدرت اپنے نظاروں کا سودا نہیں کرتی۔

مسجد قوّت الاسلام

شعر ۱

اے مرے سینۂ بے نور میں اب کیا باقی
لَا اِلٰہ مردہ و افسردہ و بے ذوق و نمود

شرح:۔ حضرت علامہ مسجد قوت الاسلام سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ تیرے صحن میں خدا کے بندے جمع ہوتے تھے۔ تیرے محراب میں صاحبِ ایمان کلمۂ وحدت کا اعلان کرتا تھا۔ اور اب ان مسلمانوں کی جگہ ہم ہیں کہ ہمارے سینوں میں

نور کی ایک کرن تک نہیں ہے صرف رسمی لَآ اِلٰہَ کا ذکر کرتے ہیں۔ وگرنہ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

شعر ۲

چشم فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دگرگوں ہے مقام محمود

شرح :- اب خدا کی نگاہ بھی مجھے پہچان نہیں سکے گی کیونکہ غلاموں کی صحبت میں رہ کر مرا مزاج اور میرا ضمیر بھی غلامانہ ذہنیت کا آئینہ دار بن چکا ہے۔

شعر ۳

کیوں مسلماں نہ خجل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہوا مثل زجاج اس کا وجود

شرح :- تیری سنگینی کو دیکھ کر اس دور کا مسلمان کیوں شرمندہ نہ ہو کیونکہ اس کی ساری سنگینی اور سارا فولاد پن غلامی کی وجہ سے شیشہ بن کر رہ گیا ہے۔

شعر ۴

ہے تری شان کے شایاں اسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بود و نمود

شرح :- اے مسجد تیری شان کے شایاں اسی مردِ خدا کا سجدہ ہے جس کی تکبیر سے اس کے وجود کا معرکہ ظہور میں آئے۔

شعر ۵

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز
بے تب و تاب دروں میری صلوٰۃ اور درود

شرح :- اب ان مسلمانوں کی سی شان و شوکت مجھ میں کہاں ہے کہ میری نماز اور ذکر بے روح

اور سرد ہیں۔

شعر ۶

ہے مری بانگ اذاں میں نہ بلندی نہ شکوہ
کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود

شرح:۔ میں سجدہ تو کر لوں گا اور اذان بھی دے دوں گا لیکن یہ سب ایک رسم کے طور پر ہوں گے۔ کیا تیری غیرت کو میرے بے حقیقت سجدے اور میری بے جان اذان پسند ہے۔

تیاتر (تھیٹر)

شعر ۱

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور و سوز و ثبات

شرح:۔ اے مسلمان تیری ہی خودی سے تیرا تن من روشن ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ زندگی اسی کے سرور و سوز کا دوسرا نام ہے۔

شعر ۲

بلند تر مہ و پروین سے ہے اسی کا مقام
اسی کے نور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات

شرح:۔ جو انسان خودی کا محافظ ہے اور جس کی خودی زندہ و بیدار ہے اس کا مقام چاند ستاروں سے بھی بلند ہے۔ کیونکہ اسی نور سے انسان کی ذات اُجاگر ہوتی ہے اور اسی سے اس کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں۔

شعر ۳

حریم تیرا خودی غیر کی معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات

شرح:۔ اے مسلمان کیا یہ مذاق نہیں ہے کہ تیرے سینے میں ایمان کی جگہ غیروں کی معاشرت کے اصول جلوہ گر ہوں۔ دیکھ اس غلط روش سے اس دنیا میں دوبارہ لات و منات کا کاروبار زندہ نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے اس عمل سے پھر بتگری و بت پرستی زندہ ہو جائے۔

شعر ۴

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے
رہا نہ تو۔ تو نہ سوزِ خودی نہ سازِ حیات

شرح:۔ موجودہ تہذیب تجھے اپنی اسٹیج پر ایک اداکار کا لباس پہنا کر نچا رہی ہے۔ تو نے ایسا سوانگ بھرا ہوا ہے کہ تیری پہچان مشکل ہو گئی۔ دراصل اس تہذیب کا مقصد ہی یہی ہے کہ تیری اصلیت ختم ہو جائے اور تو ایک اداکار کی سی زندگی بسر کرے۔ تاکہ نہ تجھ میں سوزِ خودی رہے نہ سازِ حیات۔

شعاعِ امید

شعر ۱

سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام — دنیا ہے عجب چیز کبھی صبح کبھی شام
مدت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں — بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریِ ایام
نے ریت کے ذروں پہ چمکنے میں ہے راحت — نے مثلِ ضیا طوفِ گل و لالہ میں آرام
پھر میرے تجلی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چمنستان و بیابان و در و بام

شرح:۔ سورج نے اپنی شعاعوں کو پیغام دیا کہ دنیا اس صبح و شام کا نام ہے اور تم اس دنیا کی وسیع فضاؤں میں ایک عرصہ سے آوارہ ہو۔ دنیا نے تمہیں آج تک اپنی محفل میں جگہ نہیں دی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا کو تم سے محبت نہیں رہی۔ محبت نہ رہنے کا بھی ایک سبب ہے وہ یہ کہ تم زیادہ سے زیادہ ریت کے ذروں کو چمکانے یا پھولوں کو کھلانے میں کامیاب نظر آتی ہو۔ دُنیا کے دلوں میں روشنی پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ اس آوارگی سے بہتر یہی ہے کہ واپس لوٹ آؤ اور پھر میرے دل کے تجلی کدہ میں مقیم ہو جاؤ۔ دنیا کے دشت و گلستاں کا خیال چھوڑ دو۔

شعر ۲

آفاق کے ہر گوشہ سے اُٹھتی ہیں شعاعیں — بچھڑے ہوئے خورشید سی ہوتی ہیں ہم آغوش
اک شور ہے مغرب میں اُجالا نہیں ممکن — افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے ہے سیہ پوش
مشرق نہیں گو لذتِ نظارہ سے محروم — لیکن صفتِ عالمِ لاہوت ہے خاموش

پھر ہم کو اسی سینۂ روشن میں چھپا لے
اے مہرِ جہانتاب نہ کر ہم کو فراموش

شرح:۔ شعاعوں نے سورج کی خدمت میں عرض کیا کہ آسمانوں کے گوشے گوشے سے شعاعیں اٹھتی ہیں اور اپنے محبوب سورج کے وصال سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ مگر اس پر بھی دنیا میں شکایت کا شور برپا ہے کہ انگریزوں کی بستیوں میں اجالا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بستیاں مشینوں کے دھوئیں میں اس قدر دب گئی ہیں کہ شعاعوں کا نور انہیں منور کر ہی نہیں سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ اہلِ مشرق ان شعاعوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں مگر یہ بھی اس روشنی میں اپنی حقیقت کو تلاش نہیں کر سکتے اور آسمانوں کی خاموشی کی طرح ان پر بھی

خامشی مسلط ہے۔ زندگی کی تڑپ یہاں بھی ناپید ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ ہمیں پھر اپنے چمکتے ہوئے سینے میں چھپا لے تاکہ دنیا میں یوں ہماری تذلیل نہ ہو۔ اے ہمارے کرم فرما آفتاب ہمیں بھول نہ جا۔ ہماری اس قابل رحم حالت کو اپنی نگاہ میں رکھ۔

شعر ۳

اِک شوخ کرن شوخ مثالِ نگہِ حور — آرام سے فارغ صفت جوہرِ سیماب
بولی کہ مجھے رخصتِ تنویر عطا ہو — جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرہ جہانتاب
چھوڑوں گی نہ میں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

شرح:۔ اُن میں سے ایک شعاع نے آفتاب سے عرض کیا کہ اگر مجھے چمکنے کی اجازت مرحمت ہو تو میں زمین پر جاؤں۔ میں اس وقت تک واپس نہ آؤنگی جب تک کہ مشرقی دنیا کا ذرہ ذرہ میرے نور سے فیض یاب نہ ہو جائے اور میں ہندوستان کی تاریک فضا کا اُس وقت تک ساتھ نہ چھوڑوں گی جب تک کہ یہاں کے گہری نیند سونے والے بیدار نہ ہو جائیں۔

شعر ۴

خاور کی امیدوں کا یہی خاک ہے مرکز — اقبال کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب
چشمِ مہ و پروین ہے اسی خاک سے روشن — یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ دُرِ ناب

شرح:۔ یہ مشرق، بالخصوص یہ ہندوستان تمام مشرقی ممالک کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اقبال کے اشکوں سے یہی زمین سرسبز و شاداب ہو رہی ہے۔ اسی ملک سے چاند ستاروں سے زیادہ چمکنے والی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ خاک وہ ہے کہ جس کی مٹی کا ایک ذرہ قیمتی موتی سے زیادہ قیمتی ہے۔

شعر

اِس خاک سے اُٹھے ہیں وہ غوّاصِ معانی — جن کے لئے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب
جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں — محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب
بُتخانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن — تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب

مشرق سے ہو بیزار نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ تو شب کو سحر کر

شرح:۔ اس خاکِ وطن سے ایسے غوطہ زن پیدا ہوئے ہیں جن کے لئے گہرا سمندر بھی اُن کے پاؤں کو ڈبو نہیں سکا لیکن افسوس کہ آج وہی لوگ اپنی خودی سے ناآشنا ہیں۔ برہمن الگ سو رہا ہے اور مسلمان قسمت کو رو رہا ہے۔ اے آفتاب میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ اس ماحول سے مایوس نہ ہو بلکہ اپنی فطرت کے ماتحت ہر رات کو صبحِ تجلی میں تبدیل کئے جا۔

اُمید

الفاظ	معنی
امیرِ جنود	سپہ سالارِ لشکر
سپہرِ کبود	نیلا آسمان

شعر ۱

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہوں — اگرچہ میں نہ سپاہی ہوں نے امیرِ جنود

شرح:۔ اگرچہ میں نہ سپاہی ہوں نہ کسی لشکر کا سپہ سالار ہوں، نہ اپنی قوم کا لیڈر ہوں لیکن باوجود ان باتوں کے زمانے کا مقابلہ ڈٹ کر کرتا ہوں اور اس شان سے کرتا ہوں جس شان سے کوئی امیرِ قوم یا امیرِ لشکر کرتا ہے۔

شعر ۲

مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور　　عطا ہوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سرود

شرح: - میں نہیں جانتا کہ جو کچھ میں شاعرانہ انداز میں کہتا ہوں وہ شاعری ہے یا کیا ہے۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک پیغام ہے اور مجھے خدا نے صاحبِ فکر پیدا کیا ہے۔

شعر ۳

جبینِ بندۂ حق میں نمود ہے جس کی　　اُسی جلال سے لبریز ہے ضمیرِ وجود

شرح: - جس عشق و مستی سے مومن کی جبینِ شوق میں نور چمکتا ہے اُسی جلال سے میرا وجود لبریز ہے۔

شعر ۴

یہ کافری تو نہیں کافری سے کم بھی نہیں　　کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

شرح: - اگرچہ میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا کیونکہ مسلمان کے لئے لفظ کافر جائز نہیں ہے لیکن دیکھا جائے تو اس دور کے مسلمان کا عمل کافری سے کم بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مشاہدات میں گرفتار ہے۔ اس سے آگے اس کی نگاہ کام ہی نہیں کرتی۔

شعر ۵

غمیں نہ ہو کہ بہت دور ہیں ابھی باقی　　نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہرِ کبود

شرح: - لیکن اے دل فکر مند نہ ہو، ابھی ایسے زمانے بھی آئیں گے جن کے حادثات سے محکوم قومیں بیدار ہو جایا کرتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس دور میں ایسے خدا کے بندے پیدا ہو جائیں جو مردِ مومن کہلا سکیں۔

نگاہِ شوق

الفاظ	معنی
آشکارائی	عریانی. نمود
بینائی	نگاہ. نظر. دیکھنا
سزاوار	لائق
کارفرمائی	کام کے لائق

شعر ۱

یہ کائنات چھپائی نہیں ضمیر اپنا کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوق آشکارائی

شرح :- یہ دنیا اپنا ضمیر پوشیدہ نہیں رکھتی. فطرتاً کائنات کے ذرے ذرے میں نمود کا شوق اور عریاں ہونے کا ذوق موجود ہے.

شعر ۲

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں نگاہ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

شرح :- اگر ذوقِ نظارہ کے ساتھ نگاہ کا شوق اور دل کا عشق بھی شامل ہو تو اس دنیا کے جلوے اور جلووں کے رنگوں میں خدا کی شان نظر آجاتی ہے ورنہ نرے صبح و شام کے جلوے ہی نظر آتے ہیں. انسان حقیقتوں کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا.

شعر ۳

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند ہوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی

شرح :- یہ نگاہِ شوق اللہ کا ایک بہت بڑا انعام ہے. اسی شوق کی بدولت محکوم قوموں کے جوانوں نے اپنی پستی کو دیکھا ہے اور اپنے اصل مقام کو پہچانا ہے

اسی شوق کی بدولت غلام قومیں غلامی کی لعنتوں سے آزاد ہوئی ہیں۔

شعر ۴

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جباری　　اسی نگاہ میں ہے دلبری و رعنائی

شرح:- اسی نگاہِ شوق میں انسانی جلال ہے۔ اسی میں غضب پوشیدہ ہے اور اسی میں محبوبانہ انداز بھی ہیں۔

شعر ۵

اسی نگاہ سے ہر ذرہ کو جنوں میرا　　سکھا رہا ہے رہ و رسم دشت پیمائی

شرح: میری اسی نگاہ کا شوق ہر ذرہ کو عشق و مستی کے راز بتا رہا ہے اور صحرا میں رہنے کے طریقے سمجھا رہا ہے۔

شعر ۶

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو　　ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

شرح:- اے مسلمان اگر تجھے یہ نگاہِ شوق میسر نہیں ہے تو سمجھ لے کہ تجھ سے دل کی تباہی ہے اور نظر کی رسوائی ہے۔ نہ تیری ذات سے تیرا دل مطمئن ہے نہ نگاہ کو سکون حاصل ہے۔

اہلِ ہنر سے

الفاظ	معنی
فروغ	اظہار۔ نمود، چمک
اسود	سیاہ (سیاہ پتھر)
احمر	سرخ
ننگ	شرم

غیاب	پوشیدگی
زار	رونا ہوا

شعر ۱

مہر و مہ و مشتری چند نفس کا فروغ!
عشق سے ہے پائیدار تیری خودی کا وجود

شرح:۔ یہ چاند، یہ سورج اور یہ ستارے ایک لمحہ کے مہمان ہیں اور ایک سانس کے لئے چمکتے ہیں لیکن عشق سے انسان کی خودی مستقل اور دوامی طور پہ چمکتی ہے۔

شعر ۲

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
سنگ ہے تیرے لئے سرخ و سپید و کبود

شرح:۔ کعبہ میں سنگِ اسود ہے جس پر زائرین بوسہ دیتے ہیں اور یہ ایک نشان مخصوص کر لیا گیا ہے۔ لیکن اے مردِ مومن تیرا دل بھی ایک کعبہ ہے مگر اسے کسی نشان کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تو اپنے محبوب کو کسی نشان سے نہیں پوجتا بلکہ تیرا عشق سیاہ و سفید اور نیلے سرخ رنگوں سے بالاتر ہے۔

شعر ۳

تیری خودی کا غیاب معرکۂ ذکر و فکر
تیری خودی کا حضور عالمِ شعر و سرود

شرح:۔ تیری خودی تیرے شوقِ ذکر اور ذوقِ فکر میں پوشیدہ ہے اور وہ پوشیدہ جذبات شعر و سرود کے ذریعہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

شعر

روح اگر ہے تری رنجِ غلامی سے زار
تیرے ہنر کا جہاں دیر و طواف و سجود

شرح:- اگر تیری روح غلامی کے رنج سے روتی ہے تو یہ احساس تجھے زندگی عطا کر سکتا ہے کیونکہ تیرا اصل ہنر اپنے محبوب کا طواف اور اس آرزوِ آستاں پر سجدہ کرنا ہے۔

شعر ۵

اور اگر باجبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سپاہ انس و جن تو ہے امیرِ جنود

شرح:- اس کے علاوہ اے مسلمان! اگر تو اپنی روایتی شرافت سے یا جبر ہے تو یقین مان کہ انسان اور جنّات سب تیرے حکم میں ہیں اور تو اس لشکر کا سالارِ اعظم ہے۔

غزل

دریا میں موتی اے موجِ بے باک — شکستہ ساحل کی سوغات خار و خس و خاک

شرح:- اس شعر میں (مطلع غزل میں) انسان کو موج سے تشبیہ دی گئی ہے اور کہا ہے کہ اے موج یہ تیری بے باکی تجھے امارت سے محروم نہ رکھے کیونکہ تو وسطِ دریا سے اٹھ کر ساحل سے ہم آغوش ہونے کے لئے چلی آ رہی ہے۔ تجھے اتنا معلوم نہیں ہے کہ ساحل پر بیکار تنکوں وغیرہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے موتی تو صرف دریا کے اندر ہی ملتے ہیں۔

شعر ۲

میرے شرر میں بجلی کے جوہر　　لیکن نیستان تیرا ہے نمناک

شرح:۔ شاعر اپنے زمانے سے مخاطب ہے۔ کہتا ہے کہ میری فکر میں تو وہ آگ موجود ہے جو جنگل میں پہنچے تو جنگل جلا دے۔ لیکن تیرا ہی جنگل نم آلود ہو تو میری آتش کا کیا قصور۔

شعر ۳

تیرا زمانہ تا ثیر تیری　　ناداں نہیں یہ تا ثیرِ افلاک

شرح:۔ اے مسلمان تیرا زمانہ تیرے عمل کے نتائج کا عکس ہے۔ یہ تیری کم فہمی ہے جو تو اسے آسمان کا کرشمہ سمجھ رہا ہے۔ آسمان سے کچھ نہیں اترتا۔ سب کچھ تیرے اعمال سے ہوتا ہے۔

شعر ۴

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے　　جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک

شرح:۔ میرے تجربات و مشاہدات میں ایک ایسا جنوں بھی آچکا ہے جس کی دیوانگی سے تقدیر سنور گئی ہو۔ یعنی یقینِ محکم اور پیہم عمل سے جس کا دوسرا نام دیوانگی ہے، بگڑی قسمت بن جاتی ہے۔

شعر ۵

کامل وہی ہے رندی کے فن میں　　مستی ہے جس کی بے منت تاک

شرح:۔ شراب پی کر مست ہو جانا کوئی کمال کی بات نہیں ہے اور یہ کوئی فن نہیں ہے بلکہ فن تو یہ ہے کہ شراب کے بغیر ہی نشہ میں سرور رہے۔

شعر ۶

رکھتا ہے اب تک مے خانہ مشرق　　وہ مے کہ جس سے روشن ہو ادراک

شرح :- اہلِ مشرق اب تک وہ شراب رکھتے ہیں جس کے نشے سے صرف عقل روشن ہو جاتی ہے، دل کو نور نہیں ملتا۔

شعر

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید اِن امتوں کے باطن نہیں پاک

شرح :- وہ لوگ جو دور رس نگاہ رکھتے ہیں. مغرب والوں سے مایوس ہیں وہاں کی تہذیب اور تعلیم سے اہل مشرق کو نجات کا راستہ نظر نہیں آ سکتا کیونکہ وہاں کی اقوام کے باطن پاکیزہ نہیں ہیں۔

وجود

شعر ۱

اے کہ ہے زیرِ فلک مثلِ شرر تیری نمود
کون سمجھائے تجھے کیا ہیں مقاماتِ وجود

شرح :- اے انسان آسمان کے نیچے صرف ایک شرارہ کی مانند تیرا وجود نظر آ رہا ہے. افسوس کہ تجھے اپنی ذات کے مقامات کی خبر ہی نہیں۔

شعر ۲

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صورت گری و شاعری و نائے سرود

شرح :- اگر تیرے علم و فن میں وہ ہنر موجود نہیں ہے جس سے تیری ذات کے جوہر چمک سکیں تو پھر یہ ہنر صورتگری. یہ فنِ شاعری اور نغمہ وغیرہ تمام بے سود ہیں۔

شعر ۳

مکتب و میکدہ جز درس نبودن ندہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود

شرح:۔ ان درس گاہوں اور میکدوں سے یہی تعلیم مل رہی ہے کہ دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اے کاش کہ تجھے ایسی تعلیم حاصل ہو جس سے یہ سبق ملے کہ تو ہے اور خدا کی ہستی بھی ہے۔

سرود

شعر ۱

آیا کہاں سے نالۂ نے ہیں سرود ہے
اصل اس کی نے نواز کا دل ہے کہ چوب نے

شرح:۔ اے انسان نغمہ سُن کر یہ سوچ کہ بانسری میں نغمہ کا لطف کہاں سے پیدا ہو گیا ہے۔ کیا اس بانسری کے اندر یہ لطف پنہاں تھا یا صاحبِ نغمہ کے سینے میں مضمر تھا۔

شعر ۲

دل کیا ہے۔ اس کی مستی و قوت کہاں سے ہے
کیوں اس کی اک نگاہ الٹتی ہے تخت کے

شرح:۔ یہ سوچ کہ دل کیا چیز ہے اور اس کی مستی و قوت کہاں سے آتی ہے۔ اور پھر اس کی نگاہ سے خسرو بادشاہ جیسے کس طرح کانپ اُٹھتے ہیں اور ان کے تخت کیسے اُلٹ جاتے ہیں۔

شعر ۳

کیوں اس کی زندگی سے ہے اقوام میں حیات
کیوں اس کے واردات بدلتے ہیں پے بہ پے

شرح:۔ یہ سوچ کہ دل کی زندگی سے قوموں میں زندگی کیسے پیدا ہو جاتی ہے اور جو اس پر گذرتی ہے اُسے قیام کیوں نہیں۔ اس میں ہر لمحہ نئے انقلاب کیوں آتے رہتے ہیں۔

شعر ۴

کیا بات ہے کہ صاحبِ دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام و رَے

شرح:۔ یہ سوچ کہ جو لوگ سینے میں زندہ دل رکھتے ہیں وہ سلطنت کے عوض میں فروخت کیوں نہیں ہو جاتے اور وہ دولت کو ٹھکرا کر فقیری کیوں قبول کرتے ہیں۔ کیوں امارت ان کی نگاہ میں نہیں جچتی اور وہ کیسے اپنے آپ کو سب سے بلند و برتر سمجھتے ہیں۔

شعر ۵

جس روز دل کی رمز مغنّی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے

شرح:۔ دل چونکہ بڑی دولت ہے اور زندگی اس کی متاعِ نایاب ہے اس لئے جس روز گانے والا دل کی آواز کو سمجھ گیا اسی روز سارے ہنر کے مرحلے طے ہو جائیں گے۔ یعنی جس روز مسلمان قوم نے دل اور اپنے ضمیر کی آواز پر توجہ سے دھیان دینا شروع کیا اسی روز سے وہ آزاد زندگی کی طرف قدم اٹھالے گی۔

نسیم و شبنم

نسیم

انجم کی فضا تک نہ ہوئی میری رسائی
کرتی رہی میں پیرہنِ لالہ و گل چاک
مجبور ہوئی جاتی ہوں میں ترکِ وطن سے
بے ذوق ہیں بلبل کی نواہائے طربناک
دونوں سے کیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سرا پردۂ افلاک

شرح:۔ ستاروں تک میری پہنچ نہ ہو سکی اور میں صرف پھولوں کے جگر ہی چاک کرتی رہی۔ اب مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ نہ پھولوں سے لگاؤ رہا ہے اور نہ ہی بلبل کے نغموں سے دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ میں ترکِ وطن پر مجبور ہوں لیکن اے شبنم تجھے تو قدرت نے آسمان اور زمین دونوں سے محرم کیا ہے۔ بتا تو سہی کہ آسمان کے مقام اچھے ہیں یا خاکِ چمن بہتر ہے۔

شبنم:۔

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گلشن بھی ہے اک سِرِّ سرا پردۂ افلاک

شرح:۔ شبنم نے نسیم کا سوال سن کر جواب دیا کہ اگر تو چمن کے تنکوں سے وابستگی نہ رکھے تو یہ گلشن بھی آسمانوں کا ایک راز ہے۔ ایک مقام کی وابستگی ہی زندگی کو بے لطف بنا دیتی ہے۔ جس سے طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے۔

اہرامِ مصر

شعر ۱

اِس دشتِ جگر سوز کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

شرح:- بظاہر مصر میں ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا لیکن اس کی عظمت سے بہت کم نگاہیں واقف ہیں۔

شعر ۲

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

شرح:- ان ٹیلوں کی شان و شوکت دیکھ کر آسمان کی نگاہیں بھی جھکی ہوئی ہیں کیونکہ انہیں حیاتِ دوام مل چکی ہے۔

شعر ۳

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہنر کو
صیاد ہیں مردانِ ہنر مند کہ نخچیر!

شرح:- اے انسان اپنے ہنر کو فطرت کی غلامی سے آزاد کر۔ شاید تجھے یہ معلوم نہیں کہ شکار ہنر مندی کا ثبوت دیتا ہے یا کہ شکاری۔ چونکہ تو شکاری ہے اور یہ ساری کائنات تیرا شکار ہے اس لئے اس کو اپنی ہنر مندی سے اپنے دام میں لے آ۔

مخلوقاتِ ہنر

الفاظ	معنی
نہانخانہ	اندروں
حریفانہ	مقابلہ کی
مرقد	قبر

شعر ۱

ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشہ یہ نہانخانۂ ذات

شرح:۔ اس دنیا کی بے نظیر تعمیر نگاہوں کے لئے ایک جنت ہے اور یہ جنت ہنرمندی کا نادر نمونہ ہے۔ اے دیکھنے والی آنکھ! یہ ہنرمندی کے نمونے انسان کی اندرونی صلاحیتوں کا مظاہرہ ہے۔

شعر ۲

نہ خودی ہے نہ جہانِ سحر و شام کے دَور
زندگانی کی حریفانہ کشاکش سے نجات

شرح:۔ لیکن افسوس کہ اس تعمیر میں نہ انسان کی خودی کا ظہور جلوہ پذیر ہے نہ صبح و شام کے عملی نتائج کی جھلک ہے۔ یہ سب کچھ زندگی سے فرار کا شاہکار ہے۔

شعر ۳

آہ وہ کافر بیچارہ کہ ہیں اس کے صنم
عصرِ رفتہ کے وہی ٹوٹے ہوئے لات و منات

شرح:۔ اگر اس زمانہ کے انسان نے بلند عمارتیں تعمیر کر لی ہیں تو اس پر اسے فخر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں تو زمانۂ اول کی یادگاریں ہیں۔ اُس زمانے کے لوگ بھی اینٹ پتھر سے اپنے ہنر کے نمونے تعمیر کر لیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ ہنرمند بھی اُنہی کافروں کے ہو جاتے ہیں۔ کوئی زیادہ فرق نظر نہیں آتا۔

شعر

تو ہے میّت۔ یہ ہنر تیرے جنازے کا امام
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات

شرح:۔ شاعر نے اس تعمیر کو مرقد کے شبستاں سے تشبیہ دی ہے اور اس تعمیر میں رہنے والے کو مردہ کہا ہے۔ چنانچہ شاعر ان ہنرمندوں سے مخاطب ہے کہ تم نے اپنے اس فن میں زندگی سمجھی ہے اور سمجھتے ہو کہ اس ہنر کی طفیل تمہیں حیاتِ دوام مل گئی ہے لیکن میری نظر میں تم ایک میّت ہو اور یہ ہنر تمہاری میّت کا امام ہے۔ اور یہ تعمیر ایک مرقد سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ دنیا کی یہ تعمیر تمہیں زندگی عطا نہیں کر سکتی تاوقتیکہ تم اپنے مقام سے آشنائی حاصل نہ کر لو اور یہ نہ سمجھ لو کہ یہ تمام چیزیں تم سے زندگی حاصل کرتی ہیں۔

اقبال

الفاظ	معنی
فردوس	جنّت
رُومی	ایک فلسفی
سنائی	ایک مشہور شاعر
کاسہ	پیالہ

آش — وہ غذا جو پی سکیں
حلّاج — روئی دھنکنے والا

شعر ۱

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ وہی آش

شرح: جنت میں مولانا رومی سے سنائی کہہ رہا تھا کہ مشرق والوں نے ابھی تک طریقِ زندگی نہیں بدلا۔ زمانہ کہیں کا کہیں چلا گیا ہے اور یہ اسی ڈگر پر قائم ہیں۔

شعر ۲

حلّاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اِک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش

شرح: لیکن منصور کی یہ روایت ہے کہ مشرق میں ایک مردِ قلندر (اقبال) نے خودی کا راز عیاں کیا ہے اور انسانوں کو اپنے مقام سے روشناس کرا رہا ہے۔ غلامی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو زندگی کی نورانی فضاؤں سے ہم آغوش کر رہا ہے۔ غریبوں کو شرافتِ انسانی سمجھا کر امیروں کے آہنی پنجوں سے نجات دلا رہا ہے۔ اور اعلان کر رہا ہے کہ محتاجی کا رزق حرام ہے۔

فنونِ لطیفہ

شعر ۱

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

شرح:۔ اے اہلِ نظر یہ دیکھنے کا شوق بہت ہی اچھا ہے لیکن اگر یہ شوق صرف دیکھنے تک ہی محدود رہ جائے اور چیز کی ماہیت و اصلیت کو نہ سمجھ سکے تو وہ نظر بیکار ہے۔

شعر ۲

مقصودِ ہنر نورِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا

شرح:۔ کسی ہنر کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے کہ اس سے انسان کو زندگی کا مستقل نور ملے ورنہ یہ عارضی اور سستی ناموری کس کام کی ہے۔

شعر ۳

جس سے دلِ دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا

شرح:۔ اگر دریا کی تہ میں موتی پڑا ہوا ہے اور دریا کی ذات کو اس سے کوئی فیض نہیں پہنچتا تو دریا کے لئے نہ وہ سیپی کارآمد ہے جس کے اندر وہ گوہر ہے نہ وہ گوہر جو آب و تاب رکھتا ہے اور قیمتی بھی۔ اسی طرح سے جو ہنر اور خیال انسان کی زندگی کو نہیں چمکا سکتا اس سے انسان کی ذات کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

شعر ۴

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

شرح:۔ اگر ایسی ہوا چلے جس سے گلستاں مرجھا جائے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ ہوا چمن میں داخل ہی نہ ہو۔ اسی طرح اگر شاعری سے قوم میں بیداری پیدا نہیں ہوتی اور نغمہ سے دل میں سوزِ عشق کروٹ نہیں لیتا تو یہ دونوں چیزیں انسان

کے لئے خطرناک ہیں. اس سے تو بہتر ہے کہ ایسی شاعری اور ایسے نغمے ترک کر دیئے جائیں۔

شعر ۵

ہے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

شرح:۔ انسان کا ضمیر ایسا ہے کہ معجزہ کا طالب ہے. اگر ہنر سے اعجاز نہ دکھائے جائیں تو انسان ہنر مندی کا قائل نہیں ہوتا. اسی لئے تو حضرت موسیٰؑ کو بھی اپنے عصا سے سانپ بنا کر دکھانا پڑا۔ اے اس دور کے انسان اگر تجھ میں کوئی ہنر ہے تو ہنر منوانے کے لئے تو بھی کسی اعجاز سے کام لے. اگر تجھے خدا نے فکر عطا کیا ہے تو اپنے زورِ فکر سے قوم کو زندگی کے لئے ابھار اور خودی سے ہمکنار کر. ورنہ یہ سب بیکار ہے۔

صبحِ چمن

پھول:۔

شاید تو سمجھتی تھی وطن دُور ہے تیرا
اے قاصدِ افلاک. نہیں دور نہیں ہے

شرح:۔ پھول شبنم سے مخاطب ہے کہ اے آسمان سے اُترنے والی شبنم تو غالباً اتنی بلندی پر یہ سوچ رہی تھی کہ چمن جو میرا وطن ہے بہت ہی دور ہے لیکن نہیں بے حد نزدیک ہے۔

شبنم:۔ ہوتا ہے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمیں دور نہیں ہے

شرح :۔ شبنم نے پھول کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ تمہارا نظریہ بالکل درست ہے لیکن اس بلندی سے اترنے کے لئے اور اتنا لمبا فاصلہ طے کرنے کے لئے ہمت پرواز درکار ہے۔ اگر ہمت پرواز اور استقلالِ ارادہ موجود ہے تو پھر آسمان سے زمین کچھ بھی دور نہیں ہے۔ ورنہ اتنی دور ہے کہ ساری عمر سوچتا رہے تو بھی ایک قدم فاصلہ طے نہ کر سکے۔

صبح :۔

مانندِ سحر صحنِ گلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے

ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے

شرح :۔ صبح ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ سن کر بولی۔ اے شبنم میری نصیحت غور سے سن۔ اس چمن میں بلا شک قدم رکھ اور ہر روز آ۔ لیکن اس انداز سے آ کہ اگر تیرے پاؤں تلے شبنم کا موتی آجائے تو وہ بھی نہ ٹوٹے۔ تیرے آنے سے کسی کو نقصان یا دکھ نہ پہنچے۔ تو پہاڑوں اور صحراؤں میں بھی جا کر تفریح کر اور رہ لیکن انہی مقامات میں نہ بیٹھ جا۔ بلکہ اصل بسیرا آسمان ہی رہے۔ پستی پر رہ جانا دانائی نہیں ہے۔

خاقانی

الفاظ	معنی
تحفۃ العراقین	ایک کتاب کا نام ہے
قرۃ	ٹھنڈک

عین	آنکھ
پردہ شگاف	پردہ چاک کرنا
لن ترانی	خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا
مُکافات	بدلہ۔ سزا۔ انتقام

شعر ۱

وہ صاحبِ تحفۃ العراقین اربابِ نظر کا قرۃ العین!

شرح:۔ حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تحفۃ العراقین لکھی تھی اور وہ کتاب اہلِ نظر کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک تھی۔ یعنی اس کتاب کے علم سے اہلِ نظر کو ایسی تسکین ہوتی تھی کہ مزید تلاش کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی۔

شعر ۲

ہے پردہ شگاف اِس کا ادراک پردے ہیں تمام چاک در چاک

شرح:۔ اس صاحبِ کتاب نے اپنی عقل سے ایسے مسائل سلجھائے ہیں کہ پردے چاک ہو گئے ہیں اور وضاحتِ بیان سے تمام پردے اُٹھ گئے ہیں۔

شعر ۳

خاموش ہے عالمِ معانی کہتا نہیں حرفِ لن ترانی

شرح:۔ اس کتاب میں کسی مسئلہ کو بغیر وضاحت کے نہیں چھوڑ دیا گیا کہ اس کا مفہوم یہ کہے کہ اے سمجھنے والے تو مجھے نہیں سمجھ سکتا۔

شعر ۴

وہ محرمِ عالمِ مُکافات اک بات میں کہہ گیا ہے سو بات

شرح:۔ وہ مصنف سزا اور بدلہ کی دنیا کا راز داں تھا چنانچہ ایک رازداں کی حیثیت سے ایک بات میں سو باتیں بیان کر گیا ہے۔

شعر ۵

خود بوئے چنیں جہاں تواں بُرد کابلیس بماند و بوالبشر مُرد

شرح:- اس جہان سے صرف بُو لے جائی جا سکتی ہے حضرت آدم کہ جو ابلیس کی وجہ سے جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیئے گئے تھے وہ نیک عمل اور توبہ کر کے واپس جنت میں پہنچ گئے لیکن ابلیس یہاں ہی ہے وہ واپس نہیں جا سکا کیونکہ وہ ابلیسی کارروائیوں میں اُلجھ چکا ہے۔

رُومی

شعر ۱

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک

شرح:- حضرت علامہ اقبال مولانا رومی کے نظریات و خیالات کے بارے میں درس دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے دورِ حاضر کے مکتب کے طالب علمو! تمہاری آنکھ غلط دیکھتی ہے۔ تمہارا اپنا وجود تمہارے لئے اب تک ایک راز بنا ہوا ہے۔ تم اس گتھی کو تو سلجھا نہیں سکے تو مولانا روم کے فلسفہ کو کیا سمجھو گے۔

شعر ۲

ترا نیاز نہیں آشنائے راز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک

شرح:- اے مسلمانو! تمہارا مشاہدہ ابھی تک کسی راز سے روشناس نہیں ہو سکا۔ یہاں تک کہ تمہاری نمازیں بھی رکوع و سجود تک محدود ہیں انہیں بھی قیام نصیب نہیں ہے یعنی تم اپنے خدا کی عبادت بھی جم کر نہیں کر سکتے۔

شعر ۳

گسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تو ہے نغمۂ رومی سے بے نیاز اب تک

شرح:- تیری ذات کا ساز اب تک اُس تار پر بج رہا ہے جس پر تجھے بھی قدرت حاصل نہیں ہے پھر کیا عجب کہ تو مولنا رومی کے اشعار کے معنی نہیں سمجھ سکا۔

جلّت

شعر ۱

دیکھے تو زمانے کو گدا اپنی نظر سے افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے

شرح:- اے انسان کہ تیری تمام تر زندگی کا دار و مدار دوسروں کے علم و فن پر ہے اگر تو اس زمانے اور زمانے کے ہنر مندوں کے علم و فن کو بغور دیکھے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ ساری کائنات تیرے ہنر سے درخشاں ہے۔ اگر تو یہ سوچ لے تو پھر تجھے نظر آئے گا کہ آسمان بھی تیرے ہی نور سے منور ہیں۔

شعر ۲

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے

شرح:- پھر یہ آفتاب بھی تیرے نور سے اپنی تجلیات کا مظاہرہ کرے گا۔ پھر چاند کی چاندنی سے تیری قسمت چمک کر اُجاگر ہو۔

شعر ۳

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے

شرح:- پھر تیرے ہنر کے موتی سے دریاؤں میں تلاطم پیدا ہو اور تیرے علم و فضل

کی یہ کائنات احسانمند ہو۔ کہ تیرے فیض سے وہ زندگی اور نمودِ زندگی پائے۔

شعر ۴

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی

شرح:۔ افسوس کہ آج تو صرف تراجم پر اکتفا کر رہا ہے اور جس انداز سے دوسری قومیں سوچتی ہیں اُن کی تقلید میں تجھے راحت ملتی ہے اور اُن کی فکر کے مطابق زندگی بسر کرنا تیرا دستور بن گیا ہے۔ کیا تجھے اپنے اندر کوئی جوہر نظر نہیں آتا، کیا تجھے اپنی قابلیت کا کچھ بھی احساس نہیں ہوتا۔ کیا تجھے اپنی ہمت پر قطعاً بھروسہ نہیں رہا۔ اے کاش تو یہ گداگری ترک کر دے اور زمانے کی امامت کو اپنے فرائض میں شامل کر لے۔ آج مغربی اقوام کی ایجادات تیری نظروں کو خیرہ کیے دیتی ہیں۔ لیکن تجھے یہ خبر نہیں کہ کبھی تو اِن مقامات سے بہت آگے تھا۔

مرزا بیدل

شعر ۱

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں یہ دشت یہ کہسار یہ چرخِ کہن

شرح:۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ دنیا کے نظارے جن میں صحرا، پہاڑ اور زمین و آسمان بھی شامل ہیں، مستقل اقدار رکھتے ہیں یا یہ سب ایک جھلک کے مہمان ہیں۔ یا تو انہیں حیاتِ دوام حاصل ہے اور میری نگاہ ان کی حقیقت نہیں پہچان سکی اور یا میری نظر ایک فریب میں مبتلا ہے اور یہ چیزیں عارضی ہیں۔

شعر ۲

کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر ہے یا نہیں ہے تیری دنیا کا وجود

شرح: ۔ کوئی اپنے خیال کے مطابق یہ فیصلہ دے رہا ہے کہ یہ دنیا کچھ نہیں ہے صرف حادثوں کے نتائج کا منظر ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ اس کے ذرہ ذرہ میں خدا کا ظہور جلوہ ریز ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھا کہ تیری دنیا کا وجود ہے کہ نہیں ہے۔

شعر ۳

میرزا بیدل نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہل حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

شرح: ۔ دنیا کے فلسفہ داں اس حکمت کی تہ تک نہ پہنچ سکے لیکن مرزا بیدل نے اس کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔

شعر ۴

دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود

شرح: ۔ مرزا بیدل فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے دل میں وسعت رکھتا ہوں تو یہ کائنات ایک بے نشان چیز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اگر میرا دل تنگ ہے تو باہر کی فضا میں بڑی وسعت نظر آئے گی۔ گویا رنگ شراب مینا سے باہر نظر آتا ہے۔ کیونکہ مینا میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ شراب کے ساتھ اس کے رنگ کو بھی سمیٹ سکے۔

جلال و جمال

شعر ۱

مرے لئے ہے فقط زورِ حیدری کافی ترے نصیب فلاطوں کی تیزیٔ ادراک

شرح:۔ میری زندگی کے لئے حضرت علیؓ کی شجاعت کافی ہے ..... اس کے علاوہ میں نہ کسی منطق کا طالب ہوں نہ عقل و فہم کا آرزومند ہوں۔ البتہ تجھے فہم و ادراک فلاطوں مبارک رہے۔

شعر ۲

مری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک

شرح:۔ اے منطقی اور اے فلاسفر میری نظر میں حسن منظر بس یہی کافی ہے کہ طاقت و جلال کے حضور آسمان سر بخم ہیں۔ میں اس قوت کے مظاہرے کے نشے میں سرمست ہوں۔

شعر ۳

نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر نرا نفس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتشناک

شرح:۔ اگر حسن و رعنائی میں دبدبہ نہ ہو تو وہ قطعاً کسی پر نظر انداز نہیں ہو سکتا۔ اور جس سانس میں گرمیٔ جوش و خروش نہیں ہے وہ بالکل ایک سانس ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

شعر ۴

مجھے سزا کے لئے بھی نہیں قبول وہ آگ کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بیباک

شرح:۔ حضرت علامہ طوفانوں کے مشتاق ہیں۔ وہ زندگی میں سرکشی و بیباکی کے مداح ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی گناہ کی سزا کے لئے حضرت ابراہیمؑ

کی طرح آگ میں ڈال دیا جائے اور وہ سرد ہو جائے تو مجھے منظور نہیں ہے۔ میں اُن بے باک شعلوں کو سینے سے لگا لوں گا جن میں زندگی کی سرکشی موجود ہوگی۔

مُصوّرِ شعر

شعر ۱

کس درجہ یہاں عام ہوئی مرگِ تخیل
ہندی بھی فرنگی کا مقلد عجمی بھی!

شرح:۔ ہائے افسوس کہ ہماری قوم کے نوجوانوں میں بلند خیالی کی کس قدر کمی آگئی ہے کہ وہ اپنے ذہن میں ندرت و جدت کا ایک شمہ بھی نہیں رکھتے۔ ہندی مسلمان اور ایران و عجم کے مسلمان تمام کے تمام انگریزی معاشرت کی تقلید میں غرق نظر آرہے ہیں۔

شعر ۲

مجھ کو تو یہی غم ہے کہ اس دور کے بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سرورِ ازلی بھی

شرح:۔ مجھے تو اس بات کا افسوس اور رنج ہے کہ اس زمانے کے مصور اپنی روایات بھی دفن کر چکے ہیں۔ ان کی وہ روایات ملی سرمایہ تھا۔

شعر ۳

معلوم ہیں اے مردِ ہنر تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے پُرانی بھی نئی بھی

شرح:۔ اے میری قوم کے ہنرمند زمانہ تیرے کمالات کا شاہد ہے۔ تاریخ

تیرے ہنر کی گواہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تجھے نئی صنعت بھی آتی ہے اور پرانی بھی۔ میں تیری ہنرمندی کا قائل ہوں۔

شعر ۴

فطرت کو دکھایا بھی ہے دیکھا بھی ہے تو نے
آئینۂ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی

شرح:- اے ہنرمند میں جانتا ہوں کہ تو نے اپنے کمالِ ہنر سے فطرت کی عکاسی بھی کی ہے اور تو فطرت کو بہت قریب سے دیکھا بھی ہے۔ تو نے فطرت کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ لہٰذا جو کمال تجھے فطرت نے عطا کیا ہے اُس کی بدولت اپنی خودی کے جوہر بھی عیاں کر تاکہ تیری ہنرمندی کے اصل کمالات سے دُنیا آگاہ ہو کر مستفید ہو سکے۔

سَرُودِ حَلال

الفاظ	معنی
بم	طبلے کی موٹی آواز
زیر	طبلے کی باریک آواز
نوا	آواز
زمزمہ	راگ
مشروع	موافق شرع
مُطرِب	گویّا

شعر ۱

کھل تو جاتا ہے مغنّی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندۂ و پابند تو کیا دل کی کشود!

شرح:۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس دور کی محفلِ سرود میں پہنچ کر آدمی کا دل شگفتہ ضرور ہو جاتا ہے لیکن اس تان اور سُر سے کیا حاصل جو دل کو زندگی نہ دے سکے۔ اور جس سے کہ دل کسی عشق و جذبہ کا پابند نہ رہ سکے۔

شعر ۲

ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود

شرح:۔ میں تیری محفلوں کی افسوسناک حالت سے پریشان اور مایوس نہیں ہوں کیونکہ ابھی آسمان کے سینے میں وہ سوز موجود ہے جس سے ستاروں کے وجود پگھل جائیں۔

شعر ۳

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقامِ محمود

شرح:۔ وہ سوزِ عشق و مستی جس کی تاثیر سے انسان غم و خوف سے بے نیاز ہو اور غلام ذہن سلطانی کی تڑپ اور آزادی کی طلب سے ہم آغوش ہو سکیں۔

شعر ۴

مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تو رہے اور ترا زمزمۂ لاموجود

شرح:۔ ایسا سوز کہ جس سے چاند ستاروں کا وجود سلامت نہ رہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نغمہ کی تاثیر سے تو سلامت رہ جائے۔ تیرا نغمہ بے نشاں ہو جائے۔

شعر ۵

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ نخودی
منتظر ہے کسی مطرب کا ابھی تک وہ سرود

شرح:- جس نغمے کو اہلِ دین شرع کے موافق سمجھتے ہیں وہ ابھی تک کسی گویے کا منتظر ہے. یعنی انسان کا عشق کسی مردِ مومن کی آواز کا منتظر ہے۔

سرودِ حرام

شعر ۱

نہ میرے ذکر میں ہے صوفیوں کا سوز و سرور
نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب و عذاب

شرح:- میری شاعری. میرے تخیل اور میری نوائے دل میں صوفیۂ کرام کا سوز و سرور موجود نہیں ہے. نہ ہی میری شاعری میں ثواب و عذاب کے فتوے ملیں گے۔

شعر ۲

خدا کرے کہ اسے اتفاق ہو مجھ سے
فقیہہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث و کتاب

شرح:- میری تمنا ہے کہ موجودہ مفتیانِ دین میرے خیال سے اتفاق کریں کیونکہ وہ حدیث اور قرآن دونوں سے آگاہی رکھتے ہیں اور میں بھی جو کچھ کہتا ہوں اس سے باہر نہیں کہتا۔

شعر ۳

اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب

شرح :۔ یہ فقیہانِ دین شعروشاعری کو خلافِ دین اور قطعی حرام گردانتے ہیں لیکن میں اُن سے ہمخیال ہوتے ہوئے بھی ذرا اختلاف رکھتا ہوں۔ میرے نکتۂ نظر میں وہ راگ و نغمہ یا شعروشاعری جس کے اثر سے انسان عیاشی کی طرف رجوع کرے اور اُسے اِن باتوں سے تن آسانی کی ترغیب ملے قطعی حرام ہیں۔ لیکن اگر شاعری یا نغمہ زندگی کے ولولے پیدا کرنے میں ممد و معاون ہو تو وہ حلال و ثواب ہے۔ میری نظر میں ہر وہ شے جس کے اثر سے انسان کی زندگی بلندیوں کی طرف پرواز کرے اور خودی کو پہچاننے میں مددگار رہو حلال ہے ورنہ ہر دوسری چیز حرام ہے۔ لہٰذا میں اس سے زیادہ حلال و حرام کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

فوّارہ

شعر ۱

یہ آبجو کی روانی یہ ہمکناری خاک
مری نگاہ میں ناخوب ہے یہ نظارا

شرح :۔ اے فوارہ کو بغور دیکھنے والے پانی کی یہ روانی اور اس روانی کا زمین سے ہمکنار ہونا میری نظر میں کوئی خوبی کی بات نہیں ہے اور نہ ہی یہ اچھا نظارہ ہے۔

شعر ۲

اُدھر نہ دیکھ اِدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوّارہ

شرح :۔ اے عزیز تماشائی اس کی پھوار کے نظارے میں گم نہ ہو جا۔ ذرا اس

کی حقیقت پر نگاہ کر، اس اندازِ حسیں کا باعث کیا ہے، اِدھر آ میں تجھے آگاہ کروں۔ یہ سارا تماشہ اندرونی قوت کا مظہر ہے۔ اگر تو اس حقیقت کو سمجھ لے تو پھر یہ تماشے تجھ پر آسان ہو جائیں گے۔

شاعر

شعر ۱

مشرق کے نیستاں میں محتاجِ نفس نے
شاعر! ترے سینے میں نفس ہے کہ نہیں ہے

شرح: مشرقی ممالک اور اقوامِ مشرق کسی ایسے نغمہ کے محتاج ہیں جو انہیں گرما دے اور ان کے تنِ بے روح میں حیاتِ تازہ پھونک دے۔ اے میرے ملک کے شاعر کیا تیرے سینے میں کوئی ایسا نغمہ پوشیدہ ہے۔ اگر ہے تو اُسے بروئے کار لا۔ لیکن میں اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تیرے سینے میں کوئی ایسا سوز بھرا نغمہ ہے یا نہیں ہے۔

شعر ۲

تاثیر غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے

شرح: اے شاعر میں تجھے اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں کہ تیری قوم صدیوں کی غلامی سے مُردہ ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کے حق میں یہ نشاط پرور نغمے مفید نہیں ہیں۔

شعر ۳

شیشے کی صُراحی ہو کہ مٹی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مے

شرح: ۔ اس سے غرض نہیں کہ تیری شراب شیشے کی خوبصورت صراحی میں بند ہے کہ مٹی کے معمولی مٹکے میں ہے۔ غرض اس بات سے ہے کہ شراب میں شمشیر کی سی تیزی ہو۔ ورنہ وہ بیکار ہے۔ یعنی۔ اس سے غرض نہیں کہ تو اپنے خیالات کس انداز میں پیش کرے غرض یہ ہے کہ تیرے تخیل میں زندگی کا پیغام ہو۔

شعر ۴

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

شرح: ۔ آسمان کے نیچے کوئی حصۂ زمین ایسا نہیں ہے جہاں کے باشندوں نے بغیر جد و جہد کے حکمرانی کی متاعِ گراں حاصل کر لی ہو۔ یہ عزت صرف معرکوں کے سر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

شعر ۵

ہر لحظہ نیا طور۔ نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

شرح: ۔ میری تمنا ہے کہ تمہاری زندگیوں میں قدم قدم پر نیا طور آئے اور ہر طور پر نئے جلوے عیاں ہوں اور یہ سلسلہ کہیں ختم نہ ہو۔

شعرِ عجم

شعر

ہے شعرِ عجم گرچہ طرب ناک و دلآویز
اِس شعر سے ہوتی نہیں شمشیر خودی تیز

شرح: ۔ وہ شعر جس میں عجمی تصورات کی خیال آرائی ہو اگرچہ فرحت بخش اور

دل کو پسند آنے والا ضرور ہوتا ہے لیکن اس شعر سے انسان کے ذاتی جوہر کی ترجمانی نہیں ہوتی۔

شعر ۲

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز

شرح:۔ وہ پرندہ جو علی الصبح بیدار ہو کر بیداری کا اعلان کرتا ہے اگر اس کے اعلان میں افیون کا نشہ شامل ہے اور اُسے سن کر اہلِ چمن مزید افسردہ ہو جاتے ہیں تو بہت بہتر ہے کہ وہ مرغِ سحر اعلانِ سحر ہی نہ کرے۔ خاموش ہی رہے۔

شعر ۳

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہوئی دولتِ پرویز

شرح:۔ وہ قوت جس سے پہاڑ ٹوٹ جائیں میری نظر میں بیکار ہے۔ اگر پرویز بادشاہ کی قوت میں لرزہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو باطل کی قوتوں کو شکست نہیں دے سکتی وہ قوت بیکار ہے۔

شعر ۴

اقبالؔ یہ ہے خارہ تراشی کا زمانہ
از ہر چہ بآئینہ نمایند بہ پرہیز

شرح:۔ اے اقبال یہ زمانہ پتھر تراشی کا ہے یعنی جفاکشی اور محنتِ بازو کا زمانہ ہے۔ یہاں کسی کو شیشہ گری کی تعلیم نہ دینا۔ اور کوئی شیشہ گری کا متلاشی نظر آئے تو اس کی صحبت سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ ایسے لوگ تن آساں ہوتے ہیں اور اُن کی صحبت سے تن آسانی ملتی ہے۔ جفاکشی نہیں ملتی۔

ہنر وران ہند

شعر ۱

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیّل ان کا
اِن کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے فرار

شرح:۔ ہندوستانیوں کے خیالات میں نہ زندگی ہے نہ جدت نہ ندرت، ایک آوارگی اور بے راہ روی ہے جس سے نہ عشق کو زندگی ملتی ہے نہ مستیٔ عشق کو شراب نو حاصل ہوتی ہے یہ جو کچھ سوچتے ہیں اسی انداز سے سوچتے ہیں اور اس انداز فکر سے کبھی کوئی قوم زندہ جاوید نہیں ہوتی بلکہ مردہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی ہے

شعر ۲

موت کی نقش گری اِن کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنر اِن برہمنوں کا بیزار

شرح:۔ ان کے تصورات و تخیلات میں جو بت مقید ہیں وہ قوموں کی زندگی کے لئے موت کا نقش ہے۔ ان تصورات سے کبھی زندگی بیدار نہیں ہو سکتی۔ افسوس کہ ان کا ہنر زندگی سے بیزار نظر آتا ہے۔

شعر ۳

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار

شرح:۔ یہ اہلِ فکر انسان کو اس کے مقامات سے بہت دور لے جاتے ہیں ان کے خیالات روح بشر کو سلاتے ہیں اور جسم کی نمائش کرتے ہیں یعنی ان کی شاعری وغیرہ جسم کے حسن کو اجاگر کرتی ہے لیکن روح کی ترجمانی نہیں کرتی۔

شعر ۴

ہند کے شاعر و مصور گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہی سوار

شرح:- ہندوستان کے شاعر۔ مصور، اور افسانہ نویس اپنے ہنر اور کمالِ فن سے صرف عورت کو پیش کرتے ہیں، شاعری بھی عورت کے گرد گھومتی ہے۔ مصوری بھی عورت کی نمائش کرتی ہے، افسانوں میں بھی عورت، کے تذکرے ہوتے ہیں۔ آہ افسوس کہ ان کے ذہن پر صرف عورت ہی سوار ہے۔ اس سے الگ ہو کر کبھی کسی نے قومی مسائل پر توجہ نہیں دی۔

مردِ بزرگ

شعر ۱

اِس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اِس کا ہے اللہ کے بندوں پر شفیق

شرح:- وہ انسان جسے خدا کا قرب حاصل ہو چکا ہے اس کی نفرت بھی اس قدر گہری ہے کہ اس کا مفہوم جلدی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اس کی محبت بھی ایسی ہی گہری ہے کہ محبت کے راز سمجھ میں نہیں آتے۔ اس کا غضب بھی خدا کے بندوں پر مہربانی اور عنایت کا ٹھنڈا سایہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا قہر اس طریقِ زندگی کے خلاف ہوگا جو قانونِ خداوندی کے خلاف ہو۔

شعر ۲

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

شرح:۔ یہ مردِ بزرگ، بزرگانہ روایات کی تقلید میں پرورش پاتا ہے۔ لیکن اس کی بزرگی تخلیق کی مقتضی ہوتی ہے۔

شعر ۳

انجمن میں بھی میسّر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جُدا سب کا رفیق

شرح:۔ اس مردِ بزرگ کو بھری محفل میں بھی لطفِ تنہائی حاصل رہا۔ ایسے ہی جیسے کہ شمع اپنی حیثیت کو بھری انجمن میں بالکل الگ رکھتی ہے لیکن اپنی روشنی سے سب کی رفیق ہوتی ہے۔

شعر ۴

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزاد و معانی میں دقیق

شرح:۔ جس طرح صبح کا سورج طلوع ہو کر کائنات کو منور کرتا ہے اور بظاہر اس کی چمک معنی طلب نہیں ہوتی لیکن اگر اس کی روشنی کے وجود کے بارے میں تحقیق کی جائے تو کبھی عقدہ حل نہ ہو اسی طرح اس مردِ بزرگ کی عارفانہ باتیں بظاہر سادہ اور عام فہم ہوتی ہیں لیکن جب کوئی اہلِ نظر ان پر سوچنا شروع کرے تو بڑی دقیق بن جاتی ہیں۔

شعر ۵

اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جُدا
اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

شرح:۔ اس مردِ بزرگ کا اندازِ نظر اپنے زمانہ سے جدا ہے۔ اس کے احوال سے کہنہ اندازِ فکر رکھنے والے محرم نہیں ہیں اور نہ ہی اس زمانے کے طریقوں کے حامل اس کی بزرگی سے آگاہ ہیں۔

عالمِ نو

شعر ۱

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نو کی تصویر

شرح: ۔ زمانے میں جو رد و بدل ہونے والا ہے وہ ایک زندہ دل سے چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ وہ صاحبِ دل تو خواب میں ہی آنے والے نئے زمانے کے حالات و واقعات دیکھ لیتا ہے۔

شعر ۲

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہوئی دنیا تعمیر

شرح: ۔ جب علی الصبح موذن کی اذان اُسے جگاتی ہے اور خدا کا بلاوا اُسے ملتا ہے تو وہ بیدار ہو کر خدا کے حضور جاتا ہے اور جا کر خواب میں دیکھے ہوئے حالات کی تخلیق کا عہد کرتا ہے۔

شعر ۳

بدن اِس تازہ جہاں کا ہے اُسی کی کفِ خاک
رُوح اِس تازہ جہاں کی ہے اِسی کی تکبیر

شرح: ۔ دراصل اسی مردِ مجاہد کے وجود کا دوسرا نام جہانِ نو ہے۔ کیونکہ اِس کے عملِ پیہم سے جہانِ نو کا وجود جنم لیتا ہے اور اس جہان نو کی روح یہی صبح کی تکبیر ہے کیونکہ ہر صبح نو کے اولین لمحہ میں یہ خدا کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہے۔ اور اس اعلان سے ہر صبح جہانِ تازہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ لہٰذا

ہر صبحِ نو جہانِ تازہ کی دلیل ہے جو اس کے وجود سے وجود میں آتا ہے۔

ایجادِ معانی

شعر ۱

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مردِ ہنرمند ہے آزاد

شرح:۔ اگرچہ معانی کی ایجاد ایک خداداد صلاحیت کا نتیجہ ہے لیکن یہ خداداد صلاحیت بھی اپنے آپ ایجادِ معانی کا ذریعہ نہیں بن جاتی تاوقتیکہ صاحبِ علم کوششِ پیہم سے کام نہ لے۔

شعر ۲

خونِ رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
مے خانۂ حافظ ہو کہ بُت خانۂ بہزاد

شرح:۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی تعمیر بغیر سعی و کاوش کے عالمِ وجود میں آجائے اس کا معمار جب تک اس کی آب و گل میں اپنا خون نہ ملائے ایک اینٹ بھی نہیں رکھی جا سکتی۔ خواجہ حافظؒ کی ذہنی پیداوار کی عمارت ہو خواہ بہزاد کی نقش کشی ہو۔

شعر ۳

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد

شرح:۔ کوئی کام بغیر محنت اور کد و کاوش کے سرانجام نہیں ہو سکتا۔ فرہاد جس کا نام اب تک زندہ ہے اس کی اس بقائے دوام کا سبب اس کی جانفشانی

اور دن رات کی محنتِ شاقہ تھی. اگر وہ اپنی پوری محنت سے کوہ شکنی نہ کرتا تو شرط کے مطابق کبھی بادشاہ کے محل تک نہر جاری نہ کر سکتا تھا. اس کے یقینِ محکم اور عملِ پیہم نے اُسے کامگاری و کامیابی عطا فرمائی. اور حیاتِ جاودانی بخشی.

موسیقی

شعر ۱

وہ نغمہ سردیِ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سن کے ترا چہرہ تابناک نہیں

شرح:- وہ نغمہ جسے سن کر انسان کے چہرے پر جذبۂ عمل کی حرارت سے گرمیِ خون کی سرخی نمودار نہیں ہوتی یقیناً وہ اہلِ نغمہ کے سرد خون کی دلیل ہے ورنہ اگر صاحبِ نغمہ صاحبِ دل ہو اور وہ آواز دل سے نکلی ہوئی ہو تو ناممکن ہے کہ سننے والے کے دل پر اثر نہ کرے.

شعر ۲

نوا کو کرتا ہے موجِ نفس سے زہر آلود
وہ نے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں

شرح:- وہ صاحبِ غزل، وہ اہلِ نغمہ جس کا ضمیر پاک نہیں ہے اپنے نغمے اور اپنے اشعار میں زہر پیش کرتا ہے. کیونکہ ایسے نغمے اور ایسے اشعار سننے والے کے اعصاب کو موت کا پیغام دیتے ہیں.

شعر ۳

بھرا میں مشرق و مغرب کے لالہ زاروں میں
کسی چمن میں گریبانِ لالہ چاک نہیں

شرح:۔ میں مشرق سے مغرب تک پھرا ہوں اور ملک ملک دیکھا ہے۔ قوم قوم سے ملا ہوں۔ لیکن کسی ملک کی کسی قوم میں زندگی کے آثار نظر نہیں آتے اور نہ ہی کسی قوم کے کسی فرد کو صاحبِ جنوں پایا ہے۔

ذوقِ نظر

شعر ۱

خودی بلند تھی اُس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاّد سے دمِ تعزیر

شرح:۔ اس چینی کی خودی بلند تھی جو موت کے قبضے میں تھا جس نے جلاد سے سزا کے وقت اپنی آرزو کا اظہار کیا۔

شعر ۲

ٹھہر ٹھہر کہ بہت دلکشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیِ شمشیر

شرح:۔ اور التجا کی کہ اے جلاّد ذرا ٹھہر جا۔ مجھے جی بھر کر تلوار کی تابناکی کا منظر تو دیکھ لینے دے۔ کیونکہ اس میں زندگی جھلک رہی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ میں ایک تابناک شمشیر سے ہلاک ہوں گا۔

شعر

اشعار
میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن
یہ نکتہ ہے تاریخِ امم جس کی ہے تفصیل

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگ سرافیل

شرح:۔ حضرت علامہ اقبال رح شعر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں شعر و شاعری کے راز سے آگاہ نہیں ہوں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ شعر سے ہی ملت کی زندگی کو آبِ حیات ملتا رہا ہے۔ وہ شعر کہ جو قوم کو گرما دے، زندگی بخشے، غلامی سے نفرت کا سامان پیدا کر دے۔ میرے نزدیک ایک وحی سے کم نہیں ہے۔

رقص و موسیقی

اشعار

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سرورِ انجمن!
فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرارِ فن:
شعر گویا روحِ موسیقی ہے رقص اس کا بدن

شرح:۔ شعر اپنے اندر مضمون کے اعتبار سے وحی کا پیغام بھی رکھتا ہے۔ اور شیطنت کی رغبت بھی۔ ناچ گانے سے انجمن میں نشہ پیدا ہوتا ہے۔ چین کا ایک دانا اس راز اور ہنر کی حقیقت کو یوں ظاہر کرتا ہے کہ شعر موسیقی کی روح ہے۔ اور ناچ اس کا بدن ہے۔

ضبط

شعر ۱

طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

شرح:۔ زمانے کے سلوک اور برتاؤ کی شکایت کرنا اہلِ دنیا کا دستور ہے لیکن یہ بات ایک درویش یا مردِ بزرگ کی شان کے خلاف ہے. اُسے یہی زیبا دیتا ہے کہ دنیا والوں کے ہاتھوں تکلیف اٹھا کر اُف نہ کرے.

شعر ۳

یہ نکتہ پیرِ دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا!
کہ ہے ضبطِ فغاں شیری فغاں روباہی و ڈیشی

شرح:۔ یہ بات مجھے ایک بزرگ نے بتائی کہ ضبطِ فغاں شیر کا شیوہ ہے اور آہ و نالہ لومڑی اور بکری کا پیشہ ہے. یعنی صاحبِ ہمت اور صاحبِ دل انسان کے لئے شکوہ شکایتِ زمانہ جائز نہیں ہے. کم ہمت لوگ شکایتِ زمانہ کیا کرتے ہیں.

رقص

اشعار

چھوڑ یورپ کے لئے رقصِ بدن کے خم و پیچ
روح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی!
صلہ اس رقص کا ہے تشنگیٔ کام و دہن
صلہ اُس رقص کا درویشی و شاہنشاہی

شرح:۔ اے اہلِ مشرق یہ محفلوں میں جا کر ناچ گانے تجھے زیبا نہیں دیتے. یہ تیری روایات کے خلاف ہے. یہ جسم کے ناچ مغربی اقوام کے لئے رہنے دے تو اپنی روایات کو زندہ کر اور دل کا رقص حاصل کر کیونکہ دل کے رقص میں متاعِ حیات مضمر ہے.

محفلوں میں ناچنے کا صلہ اِس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ عارضی طور پر
عیاشی کے سامان فراہم ہو جائیں۔ لیکن روح کے اُس رقص کے صلہ میں سلطنت و
عزت ملتی ہے۔

سیاسیاتِ مشرق و مغرب

اشتراکیت

الفاظ	معنی
اشتراکیت	باہم مل کر زندگی بسر کرنا
روش	طریقے۔طور
فرسودہ	پرانے
قُل	کہہ

شعر ۱

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سود نہیں روس کی یہ گرمیِ رفتار

شرح:۔ دنیا کی قوموں کے سامنے روٹی کا مسئلہ درپیش ہے اور وہ اُسے حل کرنے سے قاصر نظر آرہی ہیں۔ اس لئے جس تیزی سے روس روٹی کے مسئلہ کو حل کر رہا ہے اس سے نظر آتا ہے کہ روس اپنی جدوجہد میں ناکام نہیں ہے۔

شعر ۲

اندیشہ ہو اشوخیِ افکار پہ مجبور!
فرسودہ طریقوں سے زمانہ ہو ابیزار

شرح:۔ انسانی سوچ بچار فکر کی شوخی پر مجبور نظر آرہی ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ پرانے طریقوں سے ناخوش ہے۔ زمانے کا تقاضا ہے کہ زندگی کے لئے راہیں تلاش کی جائیں۔

شعر ۳

انساں کی ہوس نے جنھیں رکھا تھا چھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اسرار

شرح:۔ چونکہ دنیا کی حکومتوں نے عوام کا ساتھ ہی نہیں دیا اور عوام کو اونچے معیار پر لانے کی کوشش ہی نہیں کی اور حکمراں طبقہ ذاتی اغراض و مفاد کو مدنظر رکھتا رہا ہے اس لئے عوام بدحال ہوتے ہیں۔ حکمراں طبقہ نے عوام سے عوام کی خوش حالی کو چھپا رکھا تھا لیکن اب عوام ان حکمرانوں کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح آگاہ ہو گئے ہیں لہٰذا آہستہ آہستہ حکمرانوں کی چالیں طشت از بام ہوتی جا رہی ہیں۔

شعر ۴

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

شرح:۔ روس کے جدید دستورِ حیات سے اقوامِ عالم متاثر ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ لیکن اے مسلمانو! تمہیں متاثر ہونا زیبا نہیں دیتا کیونکہ تیرے قرآن میں ان مسائل کے حل موجود ہیں۔ اگر تم ان کا مطالعہ کرو اور اپنا لو تو یہ قوانین جدید ترین نظر آئیں گے۔ روس نے اس کے ایک جز کو عملی جامہ پہنایا ہے اور وہ تمہاری نظروں میں صالح نظر آ رہا ہے۔

شعر ۵

جو صرف قُلِ الْعَفْو میں پوشیدہ ہے اب تک
اِس دَور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

شرح:۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! جو کچھ تمہارے پاس تمہاری ضرورتوں سے وافر ہے خدا کی راہ میں قوم کے لئے خرچ کر دو۔ اسی نظام کی طرف حضرت علامہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ نظامِ روس بھی اسی نظام کا عکس ہے جسے دنیا پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کائنات

کی یہ پسند اُس نظام کے وجود کا سبب بن جائے اور دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے جسے صرف قرآن نے پیش کیا ہے اور شاید اس انداز سے قرآنی حقائق دنیا پر منکشف ہوں۔ اور دنیا سرمایہ داروں کی لعنت سے نجات پا سکے۔

کارل مارکس کی آواز

شعر ۱

یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی یہ بحث و تکرار کی نمائش
نہیں ہے دنیا کو اب گوارا پرانے افکار کی نمائش

شرح:۔ اگر کوئی پرانے علوم و فنون کے اصولوں پر اس زمانے کے لوگوں کو قائل کرنا چاہے تو یہ اس کی ضد اور حماقت ہوگی۔ کیونکہ اب یہ اہلِ جہان روشِ کہنہ کی تقلید گوارا نہیں کر سکتے۔

شعر ۲

تری کتابوں میں اے حکیمِ معاش رکھا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خمدار کی نمائش مریز و کجدار کی نمائش

شرح:۔ اے حکیمِ معاش تجھے بڑا فخر تھا کہ تیری کتابِ حکمت میں دنیا کی معاش کا علاج موجود ہے لیکن وہ دَور ختم ہوا جب وہ علاج کارگر تھا۔ اب صرف الفاظ و عبارت رہ گئے ہیں۔

شعر ۳

جہانِ مغرب کے بُتکدوں میں کلیساؤں میں مدرسوں میں
ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیار کی نمائش

شرح:۔ اب کہیں بھی زندگی کے سکون کے سامان نظر نہیں آتے۔ مغرب کے دانا دل، اور مشرق کے مدبر صرف خود غرض رہ گئے ہیں۔ اور ان کی تمام تر عقل اپنے مفاد کی فکر میں گم ہے۔ کسی کو انسانیت کی فلاح منظور نہیں ہے۔

انقلاب

شعر

نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
خودی کی موت ہے یہ اور وہ ضمیر کی موت
دلوں میں ولولۂ انقلاب ہے پیدا
قریب آ گئی شاید جہانِ پیر کی موت

شرح:۔ نہ مشرق میں زندگی کی گرمیاں مضطرب ہیں نہ مغرب میں زندگی کا جوش و خروش ہے۔ دونوں جگہ خودی مرچکی ہے۔ اس کے باوجود دلوں میں ایک ولولۂ انقلاب پایا جاتا ہے۔ غالباً دنیا اپنی روش سے تنگ آ گئی ہے اور زندگی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہے۔ شاید یہ ولولۂ انقلاب انہیں زندگی سے ہم آغوش کر دے۔

خوشامد

شعر

میں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ لیکن
ارباب نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز

شرح:۔ میں دنیا کے کاموں اور دنیا کی چالاک طبع کے حیلوں سے واقف

نہیں ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہلِ نظر سے ان حیلہ سازیوں کے راز چھپے ہوئے ہیں۔ وہ تو سب کچھ جانتے ہیں۔

شعر ۲

کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا اور نئے دَور کا آغاز

شرح:۔ اب دنیا کا چلن ہی نرالا ہے۔ بغیر خوشامد کے کوئی کام نکلتا ہی نہیں اس لئے بہتر ہے کہ تو حکومت کے وزیروں کی خوشامد کر۔ شاید تیرے بگڑے کام سنور جائیں۔

شعر ۳

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلّو کو اگر رات کا شہباز

شرح:۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اسے خوشامد کہتے ہیں یا حق گوئی کا مظاہرہ ہے کہ اگر کوئی اُلّو کی تعریف میں اُسے رات کا شہباز کہہ دے۔ چونکہ اُلّو کو اُلّو کہنے سے اُلّو کی ناراضگی مول لینی ہے لہٰذا عقلمندی یہی ہے کہ اُلّو کو رات کا شہباز کہا جائے جس سے وہ خوش ہو سکے کہ اس کی مدح سرائی ہوئی ہے۔

مناصب

شعر

ہوا ہے بندۂ مومن فسونیِ افرنگ
اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نمناک

شرح:۔ چونکہ مسلمان عہدوں کے لالچ میں آکر انگریزوں کے جادو سے متاثر

ہوگیا ہے اس سبب سے اور اس غم سے میری آنکھ اشک آلود ہے۔

شعر ۲

ترے بلند مناصب کی خیر ہو یارب
کہ ان کے واسطے تو نے کیا خودی کو ہلاک

شرح:۔ چونکہ تم نے اِن عہدوں کی خاطر اپنے ضمیر کو فروخت کیا ہے اور اپنی خودی کو ہلاک کیا ہے اور یہ کم قیمت ادا نہیں کی اس لئے میں تمہارے اِن عہدوں کی سلامتی کے لئے دعا گو ہوں۔

شعر ۳

مگر یہ بات چھپائے سے چھپ نہیں سکتی
سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعت چالاک

شرح:۔ لیکن یہ راز زیادہ دیر تک نہیں چھپے رہ سکتے کہ انگریز نے عہدوں کی جھلک دکھا کر مسلمانوں کا ضمیر خرید لیا ہے۔ اور اس حقیقت کو ہر سمجھ دار شخص سمجھ چکا ہے۔

شعر ۴

شریک حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط ان کا جوہر ادراک

شرح:۔ یہ انگریز حکمران کسی قیمت پر غلام قوم کے افراد کو مساوات کا درجہ دے کر حکمرانی کے اختیارات نہیں دے سکتے۔ یہ تو پالیسی کے ماتحت ان کی دانائی کی قوتوں کو خرید کر سلب کرنا چاہتے ہیں تاکہ غلامی کا احساس غلامی سے بیدار نہ ہو جائے۔

یورپ اور یہود

شعر

یہ عیشِ فراواں یہ حکومت یہ تجارت
دل سینۂ بے نور میں محرومِ تسلّی

شرح: - اقوامِ مغرب یعنی انگریز اگرچہ حکومت بھی کر رہے ہیں۔ تجارت بھی کر رہے ہیں۔ انہیں ہر قسم کے عیش بھی نصیب ہیں لیکن دل کو اطمینان نصیب نہیں ہے اور ان کا سینہ نورِ ایمان سے خالی ہے۔ چنانچہ اُن کے دلوں کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔

شعر ۲

تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ وادیٔ ایمن نہیں شایانِ تجلّی

شرح: - مغرب یعنی ولایت میں فضا مشینوں کے دھوئیں سے تاریک ہو چکی ہے۔ دن بدن مادی ترقی عروج پر ہے لیکن انسانیت زوال پذیر ہے اس لئے وہ خطۂ زمین اس لائق نہیں ہے کہ وہاں خدا اپنے تو انین کا جلوہ دکھائے۔ اور اُس جلوے سے وہ قوم عبرت و ایمان حاصل کرے۔

شعر ۳

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

شرح: - عیسائی قوم اپنی غلط تہذیب اور غلط معاشرے کی بنیادوں کے

کھوکھلے پن کی وجہ سے گر کر ختم ہونے والی ہے۔ اور ان کے بعد غالباً اس زمین پر یہودی (بنی اسرائیل) کی حکومت ہو۔

نفسیاتی غلامی

شعر

شاعر بھی ہیں پیدا، علما بھی، حکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ

شرح:۔ اس غلامی کے دور میں بھی قوم میں شاعر بھی موجود ہیں، علما بھی ہیں اور حکما بھی۔ اس لحاظ سے یہ غلامی کا زمانہ بھی داناؤں سے خالی نہیں ہے۔

شعر ۲

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرح معانی میں یگانہ

شرح:۔ اگرچہ یہ شاعر، علما، اور حکما، دانائی اور حکمت میں بے مثال ہیں لیکن ان سب کا نصب العین ایک ہی ہے۔

شعر ۳

بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

شرح:۔ اور وہ نصب العین یہ ہے کہ بہادر قوم کے بہادروں کو بزدل بنا دیا جائے۔ تاکہ اُن کی بہادری کی داستان باقی نہ رہے۔

شعر کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

شرح:۔ انگریز حاکموں کے اشاروں پر چلتے ہوئے قوم کے جوانوں کو غلامی کا سبق پڑھاتے ہیں اور مسائل کو اس طرح اُلجھا کر بیان کرتے ہیں کہ از روئے مذہب بھی غلامی گناہ نظر نہیں آتی۔

بلشویک روس

شعر ۱

روش فضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیرِ جہاں میں ہے کیا بات

شرح:۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات عجیب روش پر گامزن ہے کہ دنیا کا چلن عجیب و غریب ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ اس دنیا میں کیا بات ہے کہ:۔

شعر ۲

ہوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات

شرح:۔ وہ لوگ جو عیسائیت کی حفاظت کرنے میں اپنی نجات سمجھتے تھے آج وہی لوگ اُس عیسائیت کی بربادی کے درپے ہیں۔

شعر ۳

یہ وحی دہریتِ روس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات

شرح:۔ حیرت ہے کہ اہلِ روس جو کل تک عیسائیت کی حمایت میں جی رہے تھے، آج وہ اسے اپنا ایمان سمجھ رہے ہیں کہ عیسائیت کو ختم کرنے والا پہلا آدمی سب سے نیک سمجھا جائے گا۔

آج اور کل

شعر

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے!
وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

شرح:۔ وہ شخص جو زمانۂ حال میں سعی و کاوش اور جد و جہد سے کام نہیں لے رہا ہے اُسے حق نہیں پہنچتا کہ آنے والے زمانے میں راحت و آرام سے زندگی بسر کرے۔ اسی طرح وہ قوم جو آج آنے والے زمانے کے لئے جد و جہد نہیں کرتی اور مستقبل کے سامان نہیں پیدا کرتی اس کی تقدیر میں کل کے آرام مقدر نہیں ہو سکتے۔

مشرق

شعر

مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہوا
نسیم صبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی!

شرح:۔ صبح کی ہوا ابھی چمن کی تلاش میں ہی پھر رہی ہے کہ کہیں ایسا چمن ملے جو اس کا حاجت مند ہو۔ اور وہ جا کر گلوں کو زندگی عطا کرے لیکن میری نوا نے پھولوں کے گریبان تک چاک کر دیئے ہیں۔

شعر

نہ مصطفےٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ رُوحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

شرح :- نہ ترکستان کے مصطفےٰ کمال پاشا میں خودی کی جھلک نظر آتی ہے نہ ایران کے رضا شاہ پہلوی میں زندگی کی رمق باقی ہے کیونکہ تمام مشرق اُس روح کی طرح آوارہ ہے جس کو قیام کے لئے ابھی کوئی بدن نہ ملا ہو۔

شعر

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی

شرح :- اگرچہ میری خودی جس نے زمانے کو بیداری کا سبق دیا ہے اور وہ اپنے اس جرم میں سزا کی مستحق ہے لیکن زمانہ ابھی سزا کی تلاش میں مصروف ہے۔

سیاستِ افرنگ

شعر

تری حریف ہے یارب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اِس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے!
بنائے خاک سے اِس نے دو صد ہزار ابلیس

شرح :- اے خداوند اس دنیا میں اگر تیری مشیت کی کوئی دشمن ہے تو وہ صرف انگریز کی سیاست ہے۔ لیکن اس سیاست کے پجاری بھی صرف امراء کا

طبقہ ہے. غریب تو تیرے بندے ہیں. تو نے تو آگ سے فتنہ بپا کرنے کے لئے ایک ہی ابلیس بنایا تھا. لیکن انگریز کی سیاست نے ہزاروں شیطان پیدا کر رکھے ہیں۔

اِنتخاب

الفاظ	معنی
قمار	جوا باز۔ چالباز
تنک لباس	چھوٹا۔ ہلکا ہلکا لباس
ناشکیب	بے صبر
عمیق	گہری
اب و جد	بزرگوں کا
حُبُور	بہادر
زیرک	دانا
پُردم	باہمت
مکاتب	مدرسے
عاری	عاجز۔ خالی

شعر

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری

شرح:۔ موجودہ زمانے کو مہذب ہونے میں کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی کیونکہ وہ کہتا ہے کہ یہی زمانہ عین تہذیب کا زمانہ ہے اور ماضی تو ایک جہالت کا زمانہ تھا۔ اس لئے یہ زمانہ اپنے لئے کسی رہنما کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

شعر ۲

جہاں قمار نہیں زن تنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری

شرح: ۔ لیکن وہ خطۂ زمین جہاں ابھی عورتیں جواباز نہیں بن سکیں اور ان کا لباس چھوٹا۔ تنگ اور ہلکا پھلکا نہیں ہے اور جہاں کے رہنے والے شراب نوشی کو حرام قرار دیتے ہیں۔

شعر ۳

بدن میں گرچہ ہے اِک روحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اب و جد سے نہیں ہے بیزاری

شرح: ۔ اُن لوگوں کے سینوں میں اگرچہ روح بے صبر اور گہری ہے، اگرچہ زمانۂ حاضر سے انہیں بھی سکون میسر نہیں ہے تاہم وہ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے میں بیزاری ظاہر نہیں کرتے۔ وہ شرافت کو بڑا قیمتی سمجھتے ہیں۔

شعر ۴

جسور و زیرک و پُردم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری

شرح: ۔ اُس خطۂ زمین کے بدو لوگ اگرچہ مدرسوں میں تعلیم حاصل نہیں کر رہے ہیں لیکن وہ دانا ہیں، بہادر ہیں۔ باہمت ہیں۔ اِن مدرسوں سے نکلے ہوئے انسانوں کی طرح ہڈیوں کا ڈھانچہ اور احمق نہیں ہیں۔

شعر ۵

نظر وران فرنگی کا ہے یہی فتوےٰ
وہ سرزمیں مدنیت سے ہے ابھی عاری

شرح :- انگریز سیاست دانوں کا یہی کہنا ہے کہ وہ خطۂ زمین ابھی تک تہذیب سے خالی ہے. گویا انگریز کے نزدیک وہی ملک اور وہی قوم مہذب ہو سکتی ہے جو اُن کی معاشرت کی تقلید کر کے اپنی پُرانی روایات کا جنازہ اٹھا دے.

لادین سیاست

شعر ۱

جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دلِ خبیر و بصیر

شرح :- اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی عنایت خاص سے ایک ایسا دل عطا فرمایا ہے جو خبر بھی رکھتا ہے اور نگاہ بھی رکھتا ہے. اس لئے کوئی ایسی بات جو صداقت پر مبنی ہو مجھ سے چھپی نہیں رہتی.

شعر ۲

مری نگاہ میں ہے یہ سیاستِ لادیں
کنیزِ اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر

شرح :- میری نظر میں انگریز کی سیاست بالکل دین سے بیگانہ ہے. اس کی حیثیت ایک شیطان کی لونڈی، کمینہ فطرت اور مردہ ضمیر کی سی ہے.

شعر ۳

ہوئی ہے ترکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیوِ بے زنجیر

شرح :- عیسائی مذہب کو عیسائی لوگوں نے ترک کر دیا ہے جس کی وجہ سے اُن کی بے اصول حاکمانہ روش آزاد ہو چکی ہے. چنانچہ ان کی سیاست خود غرضی

پر مبنی ہے اور ایسی آزاد ہے جیسے بے زنجیر دیو۔

شعر ۴

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراول لشکر کلیسیا کے سفیر

شرح :۔ جب اس قوم کی نظر دوسری قوموں کے زر و مال پر ہوتی ہے تو اس کے سفیر سب سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ ان کی سیاست کا کوئی اصول کوئی قاعدہ، کوئی دستور نہیں ہے۔ یہ قوم اپنے مفاد کو مذہب اور اپنی غرض کو دین اور سیاست سمجھتی ہے۔

دامِ تہذیب

شعر ۱

اقبال کو شک اس کی شرافت پہ نہیں ہے
ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

شرح :۔ چونکہ انگریز اپنی پالیسی کے ماتحت ہر مظلوم کو سینے سے لگا کر خرید لیتے ہیں اور دنیا کی نظر میں وہ اپنے اس عمل سے بڑے شریف اور نیک سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے میری نظر میں بھی وہ صاحبِ شرافت ہیں۔ میں اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔

شعر ۲

یہ پیرِ کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منور کئے افکار

شرح :۔ اس میں شک نہیں کہ انگریز نے سائنس میں بڑی ترقی کی ہے اور

اس نے بجلی سی چیز ایجاد کر کے فکرِ انسانی کو روشن کیا ہے۔ میں اِسے انگریز کی کرامت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس نے اس کمالِ ہنر سے قوموں کو معتقد بنا لیا ہے۔

شعر ۳

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدۂ دشوار

شرح:۔ لیکن میرا دل اہل شام اور اہلِ فلسطین کی کج فہمی پر جلتا ہے۔ اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ:۔

شعر ۴

ترکانِ جفا پیشہ کے پنجے سے نکل کر!
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

شرح:۔ اِن مسلمان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو اپنی تہذیب و معاشرت چھوڑ کر انگریز کی تہذیب کے دل دادہ ہو گئے ہیں۔ افسوس کہ انہیں بھی انگریز کی ملمع سازی خیرہ کر گئی اور انہوں نے ترکوں کا ساتھ چھوڑ کر فرنگیوں کا ساتھ دیا ہے۔

نصیحت

الفاظ	معنی
لُرد	لارڈ
برّہ	بکری کا بچہ
ملوکانہ	شاہانہ

شعر ۱ اک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظور وہ طالب کرکہ تری آنکھ نہ ہو سیر

شرح:۔ ایک لارڈ انگریز نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے ہدایت کی کہ اے بیٹے دنیا میں ایسا نظارہ طلب کر جس کی دید سے تیری آنکھ کا ذوقِ دید کبھی سیر نہ ہو۔

شعر ۲

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
بڑے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

شرح:۔ اے بیٹے! بکری کے بچے پر اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں ہو سکتا کہ اسے شیر کی عادتیں سکھائی جائیں۔ کیونکہ وہ اپنی اصلیت کو بدل کر شیر تو بن نہیں سکتا البتہ اپنی خاصیت بدلنے میں اپنی حقیقت کو کھو بیٹھے گا اور یہی اس کے حق میں نقصانِ عظیم ہے۔

شعر ۳

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

شرح:۔ اے بیٹے! یہی بہتر ہے کہ حکومت کرنے کا راز سینے میں ہی پوشیدہ رہے اور وہ راز یہ ہے کہ محکوم کو ظلم و تشدد سے تابعِ فرمان نہیں کرتے۔

شعر ۴

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اُس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اُسے پھیر

شرح:۔ تابعِ فرمان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ محکوم قوم کو اس انداز کی تعلیم دی جائے کہ وہ اپنی روایات کھو بیٹھے، بزرگوں کا چلن بھول جائے۔ پھر انہیں اپنے اشاروں پر نچانا بڑا آسان ہے۔

شعر ۵

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

شرح:۔ اے بیٹے! اس سے بڑھ کر اور کوئی نسخہ اکسیر نہیں ہے کہ جس سے محکوم پر حکومت کی جائے۔

ایک بحری قزاق اور سکندر

سکندر:۔

صلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری!
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی

شرح:۔ ایران کے شہنشاہ سکندر اعظم نے ایک دریائی لٹیرے سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے لٹیرے تیری سزا یہ ہے کہ یا تجھے تیری ہی زنجیر میں باندھ لیا جائے یا میری تلوار تیرا خاتمہ کر دے کیونکہ تیری وجہ سے دریائی مسافر بہت تنگ اور پریشان ہیں۔

قزاق:۔

سکندر حیف تو اس کو جوانمردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہمچشموں کی رسوائی
ترا پیشہ ہے سفاکی مرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں تو میدانی میں دریائی

شرح:۔ دریائی لٹیرے نے سکندر بادشاہ کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا

اے سکندر! مجھے تیری دانائی پر افسوس ہے۔ کیا ہم پیشہ اور دوستوں کی ذلت کو دوست یوں برداشت کر جایا کرتے ہیں! میں نے تمہیں دوست اور ہم پیشہ اس لیے کہا ہے کہ ہم دونوں لٹیرے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ میں واقعی دریائی لٹیرا ہوں اور تم بادشاہ کے لباس میں میدان کے لٹیرے ہو۔ تم ملکوں اور حکومتوں کو لوٹتے ہو اور میں مسافروں کو لوٹتا ہوں۔ نوعیت دونوں کی ایک ہے۔ بلکہ تم مجھ سے چار قدم آگے ہو۔

جمعیّتِ اقوام

الفاظ	معنی
جمعیت	گروہ
مُبرم	نہ ٹلنے والی
داشتہ	رکھی ہوئی۔ رنڈی

شعر ۱

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبر بد نہ مرے مُنہ سے نکل جائے

شرح:۔ یہ انگریزی قوموں کا گروہ میری نظر میں جاں کنی کے عالم میں ہے۔ گویا یہ اپنے دن پورے کر چکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے منہ سے اس کی موت کی خبر نکل جائے۔

شعر ۲

تقدیر تو مُبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دعا یہ ہے کہ ٹل جائے

شرح: مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ یہ وقت ٹلنے والا نہیں ہے۔ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے لیکن پادریوں وغیرہ کی دعا ہے کہ یہ وقت بھی ٹل جائے حالانکہ امکان نظر نہیں آتے۔

شعر ۳

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرِ کلیسا افرنگ
ابلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے

شرح:۔ تاہم ایسا ممکن ہے کہ انگریز کی پرانی سیاست جو دم توڑ رہی ہے اپنی شیطانی چالوں سے کچھ روز اور کارگر ہو جائے۔ کیونکہ انگریز کی سیاست مکاری کی بنیاد پر استوار ہے۔

شام و فلسطین

الفاظ	معنی
حلب	ایک شہر کا نام
نارنج	نارنگی
رطب	تر کھجور

شعر ۱

رندانِ فرانسیس کا مے خانہ سلامت
پُر ہے مئے گلرنگ سے ہر شیشہ حلب کا

شرح:۔ فرانسیسی قوم کی سیاست کا مے خانہ سلامت رہے۔ حلب شہر کا ہر پیمانہ گلابی شراب سے لبریز ہے۔

شعر ۲

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

شرح:۔ اگر دنیائے افرنگ کا یہی فتویٰ اور انصاف ہے کہ فلسطین پر بنی اسرائیل یعنی یہودی قوم کا حق ہے تو کیا اس فلسفہ کے ماتحت ہسپانیہ پر اہل عرب کا حق نہیں ہے! کیوں نہیں ہے!

شعر ۳

مقصد ہے ملوکیتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا

شرح:۔ بات یہ نہیں ہے کہ انگریز کو کھجوروں اور نارنگیوں کی تجارت سے واسطہ ہے بلکہ بات یہ ہے کہ انگریز قوم کو کسی بہانے اپنی حکومت روا رکھنی درکار ہے۔ اسی لئے وہ یہودی اور اہل عرب میں کشیدگی پیدا کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں قومیں باہم کشمکش میں کمزور ہوں گی اور دونوں انگریز کے تعاون کی طلبگار رہوں گی۔ چنانچہ انگریز ان کی اس مجبوری اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ایسے معاہدے کرے گا کہ مستقبل میں ان پر حاکم بن سکے گا۔

سیاسی پیشوا

الفاظ	معنی
خاکباز	اہلِ زمیں
مور	چیونٹی
مگس	مکھی
عنکبوت	مکڑی

شعر ۱

اُمید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاکباز ہیں رکھتے ہیں خاک سے پیوند

شرح:۔ اِن سیاسی لیڈروں سے یہ توقع رکھنا کہ زندگی کی ناؤ کو ساحل تک پہنچا دیں گے حماقت ہے کیونکہ یہ خاک نشیں پستیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

شعر ۲

ہمیشہ مورد مگس پر نگاہ ہے اُن کی
جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند

شرح:۔ جس طرح سے مکڑی اپنے جال میں مکھیوں کا شکار کر لیتی ہے ایسے ہی یہ لیڈر اپنے چھچھورے ہتھیاروں سے کمزوروں کو مطیع کرتے ہیں۔

شعر ۳

خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

شرح: وہ قوم لائقِ مبارک باد ہے جس کا لیڈر یا رہنما شاہانہ انداز اور مزاج

رکھتا ہے. جس کا نصب العین حاکمانہ زندگی ہے. جس کی نگاہ ہمیشہ بلندیوں پر پرواز کرتی ہے. جس کا خیال بہت اونچا اڑتا ہے. یقیناً وہ اپنی قوم کو زندگی کی بلندیوں پر لے جا سکتا ہے۔

نفسیاتِ غلامی

شعر ۱

سخت باریک ہیں امراضِ اُمم کے اسباب
کھول کر کہیئے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی

شرح:۔ ملتِ اسلامیہ کے زوال کے اسباب ایسے نہیں ہیں جو سطح پر اُبھرے ہوئے نظر آجائیں بلکہ ایسے باریک ہیں کہ اگر بڑی وضاحت سے بھی بیان کریں تو بھی تفصیل سے بیان نہ ہو سکیں۔

شعر ۲

دینِ شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھیئے ہیں فقط اک فلسفۂ روباہی

شرح:۔ غلام قوم کے امام، رہنما اور مذہبی بزرگ اپنی بہادر قوم کو بزدل بنانے کی منطق سوچتے رہتے ہیں۔

شعر ۳

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی

شرح:۔ اگر کوئی موسیٰؑ اپنی قوم کو فرعون کی اطاعت کے لئے فرعون کی قوت سے متاثر ہو کر کہے تو ایسی رہنمائی اُس قوم کے حق میں لعنت ہے. لہٰذا ہمارے

لیڈرانِ قوم اگر انگریز یا کسی دوسری مغربی قوم کی قوت سے متاثر ہو کر ہمیں اُس کی اطاعت کے لئے کہیں تو ہمارے لئے ذلت اور لعنت ہو گی۔

غلاموں کی نماز

(ترکی وفد ہلالِ احمر لاہور میں)

شعر ۱

کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام

شرح:۔ ترکی وفد میں سے ایک ترک نے مجھ سے بعد از نماز دریافت فرمایا کہ آپ کے ہندی امام اس قدر طویل سجدہ کیوں ہیں!

شعر ۲

وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد
خبر نہ تھی اُسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

شرح:۔ وہ ترک جو آزاد قوم کا آزاد مجاہد تھا اُسے معلوم نہ تھا کہ غلام قوم کے افراد کی غلامانہ ذہنیت سے نماز میں کیا فرق آجاتا ہے۔

شعر ۳

ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دُنیا میں
انہیں کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام

شرح: آزاد قوم کے آزاد باشندوں کو اتنی فرصت کہاں ہوتی ہے کہ طویل سجدوں میں پڑے رہیں کیونکہ وہ وقت کی قدر کرتے ہیں اور عبادت سے فارغ ہو کر اپنے نصب العین کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔

شعر ۴

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مرورِ غلاموں کے روز و شب پہ حرام

شرح: لیکن غلام انسان اس نصب العین سے واقف ہی نہیں ہوتا اس لیے اُس کے سامنے عملی پروگرام ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ عملی زندگی میں کوئی حرارت نہیں رکھتا اور غلام قوموں کی زندگی یونہی گذر جاتی ہے ورنہ جس شے کا نام گذرنا ہے وہ ان کی روزمرہ کی زندگی کو نصیب نہیں ہے۔ غلام اپنے صبح و شام گذارنا کیا جانے۔

شعر ۵

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اور ہے کیا کام

شرح: میں نے اس ترکی مجاہد کی خدمت میں بصد ادب جواباً عرض کیا کہ اگر ہماری غلام قوم طویل سجدوں کی عادی ہے تو اس پر حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ غلام اور غریب زندگی کے سہارے تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ سجدوں میں گر کر اپنے اللہ سے سہارے مانگتے رہتے ہیں کیونکہ ان کی زندگی عمل سے بے نیاز ہوتی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ عمل اور سوزِ عمل زندگی کی اُمنگوں کو خدا سے بھی چھین کر لے آتے ہیں۔

شعر ۶

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو!
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام

شرح: میری اِس حیرت ناک بات پر مجاہد ترکی نے آبدیدہ ہو کر دعا کی

کہ خداوند کریم ہندوستان کے مسلمانوں کو وہ سجدہ عطا کرے جس میں ملت کی زندگی کا پیام مضمر ہے۔

فلسطینی عرب سے

شعر:- ! زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

شرح:- اے فلسطین میں رہنے والے عرب قوم کے غیرت مند باشندے جس سوزِ عمل کی جھلک کہیں نہ کہیں زمانے میں نظر آرہی ہے میں جانتا ہوں کہ اس کی آگ تیرے اندر موجود ہے۔

شعر ۲

تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

شرح:- لیکن تیرے دُکھ کی دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں ہے۔ کیونکہ انگریز قوم کی زندگی خود یہودی قوم کے پنجے میں ہے۔ وہ تمہیں زندگی کی دوا کیا دے سکے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ کاسۂ گداگری میں خود ہی اپنی روایات کی بھیک ڈال لے۔ کیونکہ یہی تیرا علاج ہے۔

شعر ۳

سُنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش ولذتِ نمود میں ہے

شرح:- تیری وہ روایات جنھیں تو ترک کر چکا ہے دراصل زندگی کی خشتِ بنیاد ہے۔ اُسی کا دوسرا نام خودی ہے۔ اُسی سے تمہارے جوہر ظاہر ہوتے تھے

جن سے دنیا کانپ اُٹھی تھی اور تم نے ایک عالم کو تسخیر کر لیا تھا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے کہ غلامی سے نجات کا ذریعہ اُسی خودی کو دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ اگر تم نے اپنی ذات کو فروخت نہ کیا اور اس کی حفاظت کی تو کوئی وجہ نہیں کہ تم دوبارہ آزاد اور حاکم نہ بن جاؤ۔ یہ فطرت کا اٹل فیصلہ ہے جو بدل نہیں سکتا۔

مشرق و مغرب

شعر

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظامِ جمہوری
نہ مشرق اِس سے بری ہے نہ مغرب اِس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

شرح:۔ مشرق میں خودی کی موت کا سبب یہاں کی قوموں کی غلامی اور مغربی تقلید ہے۔ اور مغرب میں ان کا اپنا وضع کردہ نظامِ حکومت ہے۔ چنانچہ نہ اقوامِ مشرق اِس غلطی اور گناہ سے مبرّا ہیں نہ اقوامِ مغرب کا دامن صاف ہے۔ ساری دنیا میں دل اور نگاہ کی بیماری عام ہے۔

نفسیاتِ حاکمی

اصطلاحات:۔

یہ مہر ہے بے مہریِ صیّاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری

رکھنے لگا مرجھائے ہوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری

تشریح:۔ شکاری کی اپنے شکار پر شکار کو اپنے قبضے میں کر لینے کے بعد عنایات اُس کے ظلم و ستم اور بے رحمی کا پردہ بنتی ہیں۔ افسوس کہ میرے تازہ نغمے مجھے شکار ہونے سے نہ بچا سکے۔

صیاد کی رحم دلی ملاحظہ ہو کہ قفس میں بند پرندے کو بہلانے کی خاطر باسی پھول پیش کر رہا ہے کہ شاید اسیر کو اسیری ناگوار نہ گذرے اور شاید اس کے ذہن سے پھولوں کی موجودگی نشیمن و چمن کی دلچسپیاں کم کر سکے۔ اور اسیر میری ہمدردی سے متاثر ہو کر آزاد زندگی کو بھول جائے۔ بھلا یہ صیاد کی ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے۔

محرابِ گُل افغان کے افکار

(۱)

الفاظ	معنی
اب وجد	باپ دادا
روزِ ازل	صبح اول
چرغ	شکرہ
تہی	خالی
عنبریں	خوشبو دار
تابناک	چمکدار
کبک	چکور
حمام	کبوتر
خلعت	انعام کا لباس

شعر ۱

میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اب وجد کی خاک

شرح: - ایک افغان اپنے پہاڑی ماحول یعنی وطن سے مخاطب ہے کہ اے پہاڑو! تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جاؤں، تم میرا ہی وطن نہیں ہو بلکہ میرے بزرگوں کا بھی وطن ہو۔ تمہاری چٹانوں میں میرے بزرگ سوئے ہوئے ہیں۔

شعر ۲

روزِ ازل سے ہے تو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گل سے تہی نغمۂ بلبل سے پاک

شرح :۔ تمہاری فلک بوس چوٹیوں پر شاہین اور شکروں کے بسیرے رہے ہیں۔ اگرچہ یہاں پھول نہیں اُگتے اور بلبل ترانے نہیں گاتی لیکن اس کے باوجود تم بہت بلند مرتبہ ہو۔

شعر ۳

تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں، آب ترا تابناک

شرح :۔ تیری پُر پیچ وادیاں میری نظر میں جنتِ اعلیٰ ہیں۔ تیری مٹی میں عنبریں خوشبو ہے اور تیرے پانی میں بڑی پیاری چمک ہے۔

شعر ۴

باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظ بدن کے لئے رُوح کو کردوں ہلاک

شرح :۔ یہ غیر ممکن ہے کہ اپنے بچاؤ کی خاطر ایک شاہین چکور اور کبوتر کی اطاعت قبول کرلے۔ مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا کہ صرف بدن کی حفاظت میں اپنے ضمیر اور روح کو کچل دوں۔

شعر ۵

اے مرے فقرِ غیور فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعتِ انگریز یا پیراہنِ چاک چاک

شرح :۔ اے میرے ضمیر تو ہمیشہ غیرتمند اور بے نیاز درویش رہا ہے۔ آج مجھے مشورہ دے کہ کیا میں انگریز کا انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی غیرت اور بے نیازی کا سودا کرلوں۔ یا اس غریبی میں اپنی خودی کی حفاظت کرتا رہوں۔

(۲)

شعر ۱

حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام
نگاہِ پیرِ فلک میں نہ میں عزیز نہ تو!

شرح:۔ غیرتمند ضمیر نے محراب گل افغان کو جواب دیا کہ شروع ہی سے قوموں میں رقابت چلی آئی ہے۔ بالخصوص یہ عیسائیت تو روزِ اول سے ہی اسلام کی دشمن ہے۔ اس جہان میں صرف عمل سے عزت و غیرت و حکومت میسر آتی ہے۔ ورنہ کسی نسبت یا تعلق سے کوئی خدا کی نگاہ میں عزیز نہیں ہے۔

شعر ۲

خودی میں ڈوب زمانے سے نا امید نہ ہو
کہ اِس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو

شرح:۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ اپنی خودی میں ڈوب جا۔ وقت سے نا امید نہ ہو کٹھن وقت آیا ہی کرتا ہے۔ کٹھن وقت دل پر زخم تو لگاتا ہے لیکن درحقیقت مصیبتوں کے خاتمہ کا راز اسی میں مضمر ہوتا ہے کہ انسان خندہ پیشانی سے مشکل وقت کا مقابلہ کر جائے۔

شعر ۳

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں لا شریک لہٗ

شرح:۔ میں وقت کے آئینے میں دیکھ رہا ہوں کہ بالآخر تو ہی قابلِ احترام سمجھا جائے گا بشرطیکہ اس حقیقت کو تو نے اپنا ایمان بنا لیا کہ اللہ کا شریک

کوئی نہیں ہے. کوئی دوسری قوتیں خواہ وہ فرعونی قوتیں ہی کیوں نہ ہوں مردِ مومن کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

(۳)

شعر ۱

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اِس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

شرح :۔ افغان نے اپنے آپ سے کہا کہ ہونی اگر آ گئی ہے تو میری دعا سے یہ ٹل نہیں سکتی البتہ اس کے اثر سے یہ ممکن نظر آتا ہے کہ تو بدل جائے۔

شعر ۲

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے

شرح :۔ اگر تیری خودی میں انقلاب کی بدولت غیرت آجائے اور زندگی کا ماحصل نمایاں طور پر نظر آجائے تو پھر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ زمانہ بدل کر تیرے موافق ہو جائے۔

شعر ۳

وہی شراب وہی ہائے و ہُو رہے باقی
طریقِ ساقی و رسمِ کدو بدل جائے

شرح :۔ تیری خودی کے محکم ہونے سے یہ ممکن ہے کہ ساقی کے انداز بدل جائیں اور شراب پینے کے طریقے بدل جائیں لیکن شراب اور اس کی مستی میں وجد کا طریق وہی رہے. یعنی زندگی کے حقائق وہی رہیں لیکن زندگی بسر کرنے کے

طریقوں میں تبدیلی آجائے۔

شعر ۴

تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تری آرزو بدل جائے

شرح:۔ تیری یہ خواہش ہے کہ تیری تمنا پوری ہو جائے لیکن تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ تمنا پوری ہو گئی تو پھر خلش بھی ختم ہو جائے گی۔ چونکہ یہ خلش انسان کو آگے اور آگے لے جاتی ہے اس لیے میری دعا ہے کہ تیری تمنا ہی بدل جائے۔

(۴)

الفاظ	معنی
چرخ	آسمان
کج رو	کج رفتار
واماندہ	عاجز
الحکم للہ	حکم اللہ کے لئے ہے
الملک للہ	زمین اللہ کے لئے ہے

شعر ۱

کیا چرخِ کج رَو کیا مہر کیا ماہ ۵ سب راہ رَو ہیں واماندۂ راہ

شرح:۔ یہ کج رفتار آسمان۔ یہ سورج۔ یہ چاند سب سفر میں ہیں اور اپنے اس سفر کے لئے مجبور ہیں۔

شعر ۲

کڑکا سکندر کا بجلی کی مانند ۵ تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ ۵

شرح:۔ اس دنیا میں یونان کے بادشاہ سکندرِ اعظم جیسے بھی پیدا ہوئے اور

اپنے دبدبے سے تہلکہ مچا گئے یہاں تک کہ موت کو بھی دھمکا دیا۔ لیکن خصت ہونے پر بے بس ہو گئے۔

شعر ۳

نادر نے لوٹی دلی کی دولت اک ضربِ شمشیر افسانہ کوتاہ

شرح:۔ نادر بادشاہ جیسے بھی اٹھے اور دلی کی دولت لوٹ کر مفرور ہوئے لیکن اس کا ظلم بھی ایک مختصر سا افسانہ بن کر رہ گیا۔

شعر ۴

افغان باقی۔ کہسار باقی الحکم للہ۔ الملک للہ

شرح:۔ پہاڑ اور پہاڑوں میں رہنے والے افغان باقی بچے ہوئے ہیں۔ حکومت اور زمین دونوں چیزیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ انسان حکومت کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ حاکم دو جہاں کی حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

شعر ۵

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد کرتی ہے حاجت شیروں کو روباہ

شرح:۔ ضرورت ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے خوددار اور آزاد انسانوں کو بھی مجبور کر دیتی ہے یہاں تک کہ شیر اگر حاجتمند ہو جائے تو اس میں لومڑی کی خصلتیں آجاتی ہیں۔

شعر ۶

محرم خودی سے جس دم ہوا فقر تو بھی شہنشاہ میں بھی شہنشاہ

شرح:۔ جب انسان اپنی خودی سے آگاہ ہوتا ہے تو پھر احساسِ کمتری کو موت آجاتی ہے۔ پھر وہ سربلند ہو کر جینا چاہتا ہے۔ اور یہی سربلندی اُسے غیرت مند اور بے نیاز بناتی ہے۔ اور یہی غیرت و بے نیازی بادشاہت ہے۔

شعر

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش جس نے نہ ڈھونڈی سلطاں کی درگاہ

شرح:- اگر کوئی رہنما خود دار ہے اور اپنی خودی سے آگاہ ہے اور اُس کی جبیں کسی دوسرے درِ قاضی الحاجات پر نہیں جھکتی تو وہ اپنی قوم کے حق میں تقدیر کا رتبہ رکھتا ہے۔ کیونکہ ایسے ہی مردِ مجاہد کے عمل سے قوموں کی تقدیریں بدلتی ہیں۔

(۵)

شعر ۱

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے رواروَ اِس عیش فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نو

شرح:- طالب علم سے شاعرِ حقیقت یہاں مخاطب ہے کہ یہ طالب علمی کا زمانہ اگرچہ عیش و عشرت کا دور ہے لیکن اس میں ہر لحظہ نیا غم پیش آتا ہے۔

شعر ۲

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

شرح:- اے طالب علم جس علم کا نصب العین صرف دو وقت کی روٹی کمانا ٹھہر جائے وہ ایک آزاد منش کے لئے زہر ہے۔ علم انسان کو عالم بناتا ہے نہ کہ خود ذریعۂ معاش بن جاتا ہے۔

شعر ۳

ناداں۔ ادب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے اسبابِ ہنر کے لئے لازم ہے تگ و دَو

شرح:- اے نادان طالب علم تو ادب و فلسفہ کو معراجِ انسانیت سمجھ رہا ہے۔ یہ تیری بھول ہے بلکہ سخت غلطی ہے۔ اگر تو ہنرمند بننا چاہتا ہے تو اس کے لئے جد و جہد اور کوشش پیہم کی ضرورت ہے

شعر ۴

فطرت کے نوامیں پہ غالب ہے ہنرمند شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتو

شرح:- صاحبِ فلسفہ سے ہنرمند اس لئے بہتر ہے کہ ہنرمند ہی قدرت کی ناموس پر غالب

ہے. ہنر مند کی شام بھی صبح کی مثال منور ہو جاتی ہے. کیونکہ اسے تاریکیوں کو انوار میں بدلنے کا ہنر آتا ہے۔

شعر ۵

وہ صاحبِ فن چاہے تو فن کی برکت سے ٹپکے بدنِ مہر سے شبنم کی طرح ضو

شرح:۔ ہنر مند اپنے ہنر سے اگر چاہے تو سورج سے نکلی ہوئی روشنی انچوڑ لے اس لئے کہ اس کے قبضۂ قدرت میں ہنر ہے اور ہنر سے انسان ہر شے کی اصلیت کو سمجھ کر اس پر قابو پا سکتا ہے لیکن ایک فلسفہ داں صرف فلسفہ کی پیچیدگیوں میں گم رہتا ہے۔

(۶)

شعر ۱

جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

شرح:۔ جو شخص یا قوم نئی نئی ایجادات میں مصروف رہتا ہے اور اپنی ایجادات سے زمانے کو فیض پہنچاتا ہے زمانہ ہمیشہ اس کی اطاعت میں رہتا ہے۔

شعر ۲

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

شرح:۔ اے مسلم تو دوسروں کی ایجادات کی تقلید میں مشغول ہے خود کیوں صاحبِ ایجاد نہیں بنتا، یہ جذبۂ تقلید انسان کی خودی کو نشو و نما پانے سے روکتا ہے۔

شعر ۳

اُس قوم کی تجدید کا پیغام مبارک ہے جس کے تصور میں فقط بزم شبانہ

شرح:۔ وہ قوم جس کے ذہن میں کوئی نہ کوئی تاریکی قائم رہتی ہے اور وہ تاریکی کو روشنی میں بدلنے کی کوشش میں منہمک رہتی ہے اس کا ہر پیغام مبارک ہے. کیونکہ اس کے پیغام میں نئی ایجاد کی جھلک ہوتی ہے۔

شعر ۴

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوارۂ تجدید مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

شرح:۔ مشرق میں ایجادات کے علم سے خالی اقوام یہ بہانہ پیش کرتی ہیں کہ وہ انگریز کی تقلید میں محو ہیں اور یہ بس ایجادات کی طرف ایک قدم ہے حالانکہ اُن کا یہ خیال غلط ہے بلکہ دھوکہ ہے۔

(۷)

شعر ۱

رومی بدلے شامی بدلے بدلا ہندوستان
تو بھی اے فرزندِ کہستاں اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

شرح:۔ حضرت علامہ سرحدی پٹھانوں سے مخاطب ہیں کہ اہلِ روم و شام نے طرزِ زندگی کو بدل ڈالا ہے۔ ہندوستان والوں کو اپنی غلامی کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن اے غیور افغان تو نے انگڑائی تک نہیں لی۔ انقلاب زمانہ کا تقاضا ہے کہ تیرا شعور بھی اپنی پستی کا احساس کرے۔

شعر ۲

موسم اچھا پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

شرح:۔ تیرے ملک میں کیا نہیں ہے۔ جہاں تک موسم کا تعلق ہے وہ نہایت عمدہ ہے۔ پانی کی بھی قلت نہیں ہے۔ تیرے وطن کی زمین بھی زرخیز ہے۔ اگر تو پھر بھی افلاس

کی ذلت میں زندگی گذارے تو یہ تیری غفلت ہے۔ ورنہ قدرت نے تجھے ہر نعمت سے نوازا ہے۔

شعر ۳

اونچی جس کی لہر نہیں ہے وہ کیسا دریا
جس کی ہوائیں تند نہیں ہیں وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

شرح:۔ شاعر تشبیہ اور استعارے سے کام لیتے ہوئے کہتا ہے کہ جس قوم میں جوش خروش نہیں ہے وہ سکوت میں ہے اور جس میں جدوجہد کی ترنگ نظر نہیں آتی وہ بھی مردہ ہے۔ اے افغان قوم تیری روایات میں تو زندگی ہی زندگی ہے پھر تو بے حس کیوں پڑا ہوا ہے۔

شعر ۴

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اُس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

شرح:۔ شرفِ انسانیت کا تعلق افلاس اور شہنشاہیت سے نہیں ہے۔ اگر کوئی دہقان اپنی ذات کو پہچان کر خودی کو بلند کر کے زندگی بسر کرتا ہے تو اس کے اس طرز پر جاہل بادشاہ قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اے افغان اگر تو غریب ہے تو فکر نہ کر اپنی خودی سے آشنا ہو کر دولتِ زندگی سے مالا مال ہو جا۔ یہ سرمایۂ زندگی اسکندر و چنگیز کی دولت سے کہیں بہتر ہے۔

شعر ۵

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالمِ فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

شرح: مجھے تیرے بے علم و ہنر ہونے سے صرف اس حد تک خوشی ہے کہ تو جہالت میں بھی صاحبِ ایمان ہے اور تیرے مقابلے میں جو میری نظر میں صاحبِ علم و فن ہیں وہ سوداگرِ دین و ملت بن گئے ہیں۔ لیکن تیری جہالت قابلِ ستائش نہیں ہے کاش تو صاحبِ علم ہو کر صاحبِ ایمان نظر آئے۔ اے افغان اپنا مقام پہچان۔ تجھے صاحبِ ہمت بھی ہونا چاہیئے اور صاحبِ ایمان بھی۔

(۸)

شعر ۱

زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر
شپرک کہتی ہے تجھ کو کور چشم و بے ہنر

شرح: اے شہباز تیرے متعلق کوا یہ کہہ رہا ہے کہ تیرے بال و پر میں حسن نہیں ہے اور چمگادڑ یہ کہہ رہا ہے کہ تو اندھا اور بے ہنر ہے۔

شعر ۲

لیکن اے شہباز یہ مرغانِ صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر

شرح: لیکن اے شہباز ان کے طعنوں سے تجھے مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اُن کی اپنی حیثیت چمن میں اچھوتوں کی سی ہے۔ یہ تو خود کھلی فضا کے پیچ و خم سے

آگاہ نہیں ہیں ان کی پرواز نہایت کوتاہ ہے۔ یہ بیچارے تیرے مقابلے میں کبھی اونچا نہیں اڑ سکتے۔

شعر ۳

اُن کو کیا معلوم اس طائر کے احوال و مقام
روح ہے جس کی دمِ پرواز سرتا پا نظر

شرح:۔ ان کوتاہ پرواز پرندوں کو اُس پرندے کے احوال اور واقعات کچھ معلوم نہیں ہیں جو اڑتے وقت بھی اپنے مرکز پر نگاہ رکھتا ہے۔ اُڑان میں بھی جس کی نگاہ آوارگی اختیار نہیں کرتی۔ وہ اپنے آشیاں سے بلند تر ہو کر بھی اپنی شاخِ آشیاں سے بے خبر نہیں ہوتا۔

(۹)

الفاظ	معنی
طینت	سرشت۔ فطرت۔ خصلت
فرومایہ	کمینہ
مگس	شہد کی مکھی
گراں	ناقابل برداشت۔ بھاری
بانگِ رحیل	کوچ کرنے کی آواز
جرس	گھنٹی
نفس	زندگی۔ سانس

شعر ۱

عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس
پرِ شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس

شرح:۔ عشق اپنی فطرت میں کمینہ پن نہیں رکھتا کیونکہ عشق ہوس سے خالی ہوتا ہے ہوس پرستی عشق کو زیبا ہی نہیں۔ اس لئے شہباز اگر کوشش بھی کرے تو بھی اپنی پروانہ کو مکھی کی پست سطح پر نہیں لا سکتا۔ کیونکہ یہ اس کی فطرت کے خلاف اور طینت سے بعید ہے۔

شعر ۲

یوں بھی دستورِ گلستاں کو بدل سکتے ہیں
کہ نشیمن ہو عنادل پہ گراں مثلِ قفس

شرح:۔ گلستاں کے قاعدہ و دستور کو صاحبِ عشق اس انداز میں بھی بدل سکتے ہیں کہ عشق کے باعث بلبلیں اپنے آشیانوں سے متنفر ہو جائیں۔

شعر ۳

سفر آمادہ نہیں منتظرِ بانگِ رحیل
ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرس

شرح:۔ جس میں سفر کا شوق ہو وہ کوچ کی آواز کا منتظر نہیں رہتا۔ بلکہ وہ خود کوچ کی پہلی آواز بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ سمندر کی موجوں کو کسی قافلے کی گھنٹی کی پرواہی نہیں ہوتی۔ وہ ان بندشوں سے بے نیاز صبح و شام سفر میں گم رہتی ہیں۔ اس بے نیازی کو دوسرے لفظوں میں عشق کہتے ہیں۔ اور اسی عشق کا دوسرا نام زندگی یا حرکت ہے۔

شعر ۴

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

شرح:۔ اگرچہ اس زمانے کے کالجوں کے نکلے ہوئے نوجوان بظاہر زندہ چلتے

پھرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ زندہ لاشوں سے زیادہ نہیں ہیں کیونکہ ان کے قلب و نظر میں زندگی کی کوئی اُمنگ نہیں ہے بلکہ یہ مغربی تہذیب سے اُدھار انداز زندگی مانگ کر جی رہے ہیں۔ اور اپنی اسلامی تہذیب سے ناواقف ہیں۔

شعر ۵

پرورشِ دل کی اگر تدِ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس

شرح:۔ اے میری ملت کے نوجوان اگر تجھے اپنے دل کی پرورش منظور ہے اور تو خواہش مند ہے کہ تیرا دل دوبارہ زندہ ہو جائے اور خودی سے روشناس ہو سکے تو کسی مردِ مومن کی صحبت اختیار کر کیونکہ ایک مردِ مومن کی نگاہ تیرے دل میں زندگی کی تلاش کا جذبہ پیدا کر سکتی ہے۔

(۱۰)

الفاظ	معنی
غاب	وہ جنگل جس میں شیر ہوں
رعنا	خوبصورت
غزال	ہرن

شعر ۱

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری

شرح:۔ جس نوجوان کا شباب بے داغ ہے اور اس کی ضرب کاری ہے یقین جانو کہ وہی اپنے قبیلے کا چہیتا ہے۔ اُسی سے قبیلے کی عزت ہے اور وہی باعزت ہے۔

شعر ۲

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری

شرح: - یہ قبیلے کے نوجوان اپنے اندر ایسی خصوصیات رکھتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں شیروں کی طرح ڈٹ کر لڑتے ہیں اور صلح کے موقعے پر خوبصورت ہرن بن جاتے ہیں۔

شعر ۳

عجب نہیں ہے اگر اس کا نور ہے ہمہ سوز
کہ نیستاں کے لیے بس ہے ایک چنگاری

شرح: - ایسے نوجوان کا نور عجب نہیں کہ سراپا سوز ہو کیونکہ بانس کے جنگل کے لیے صرف ایک چنگاری کافی ہوتی ہے۔ یہ ایک نوجوان جس کے سینے میں آتشِ زندگی کے شعلے بھڑک رہے ہوں، تمام قبیلے کو اپنی آتش سے سرگرم عمل کر سکتا ہے۔

شعر ۴

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کراری

شرح: - اللہ نے اس نوجوان کو بادشاہوں کا سا رتبہ عطا فرمایا ہے کیونکہ اس کی غریبی میں حیدری قوت کی شان و شوکت موجود ہے۔

شعر ۵

نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کلاہی کو
یہ بے کلاہ ہے سرمایۂ کلہ داری

شرح: - اے لوگو! اس غیور نوجوان کو یہ نہ سمجھو کہ اس کے سر پر شاہانہ

تاج نہیں ہے میری نگاہ سے اس کی غیرت و شجاعت کو دیکھو کہ اس کی غریبی از خود ایک بڑی دولت ہے۔ کیونکہ یہ غریبی میں صاحبِ ایمان ہے۔

(۱۱)

شعر ۱

جس کے پرتو سے منور رہی تیری شب و دوش
پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغ خاموش

شرح:۔ اے ملت کے نوجوان جس علم و ہنر اور تصورِ حیات سے تیری گذری ہوئی راتیں چمکتی رہی ہیں تو انہیں آج بھی پا سکتا ہے بشرطیکہ تو اس کی تلاش میں سوزِ جگر پیدا کرے اور ان کے حصول کے لئے جد و جہدِ جاودانی سے کام لے۔

شعر ۲

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گلہ!
بندۂ حُر کے لئے نشترِ تقدیر ہے نوش

شرح:۔ وہ آدمی جس میں مشکلات کے مقابلہ کا حوصلہ نہیں ہوتا گردشِ زمانہ کا گلہ کیا کرتا ہے لیکن ایک آزاد مرد مصیبتوں کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ اگر کسی وقت اس کی قسمت کوئی نشتر چبھوتی ہے تو وہ اس میں بھی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔

شعر ۳

نہیں ہنگامۂ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہوا نالۂ مرغانِ سحر سے مدہوش

شرح:۔ وہ جواں مرد جس کے قلب و دماغ کو مرغانِ سحر کے نالے مغلوب کر سکتے ہیں اس کی ہمت مشکلات سے دست و گریباں ہونے کے قابل نہیں ہو سکتی۔

شعر ۴

مجھ کو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری
اور عیار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش

شرح :- حضرت علامہ اپنی ملتِ اسلامیہ کی طفلانہ طبیعت سے مایوس ہو کر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ تمہاری سادگیٔ طبع انگریز کی دکان کے سامنے میٹھی چیزوں کو دیکھ کر بک نہ جائے اور اپنا راستہ نہ بھول جائے۔ کیونکہ انگریز بڑا عیار اور مکار ہے۔ وہ تم جیسی سادہ مزاج قوموں کو شکر پارے دے کر بچوں کی طرح بہلانا جانتا ہے بلکہ خریدنا بھی جانتا ہے۔

(۱۲)

الفاظ	معنی
لادینی	بے دین
لاطینی	ایک پرانی زبان
لاغالبَ اِلّاھُو	اس کے سوا کوئی غالب نہیں ہے
صیادِ معانی	معنوں کا شکاری
نومیدی	مایوسی
تقویم	درست کرنا
پیکانی	از قسمِ یاقوت

شعر ۱

لادینی ولاطینی: کس پیچ میں اُلجھا تو!
دارو ہے ضعیفوں کا لَاغالبَ اِلّاھُوَ

شرح :- اے مسلمان کبھی تو یہ سوچتا ہے کہ لاطینی زبان کے فلسفوں میں گم ہو جاؤں

اور کبھی یہ سوچتا ہے کہ ترکِ دین کر کے لادین ہو جاؤں۔ تو کس وہم میں الجھا ہوا ہے یاد رکھ کمزور قوموں کا صرف یہی علاج ہے کہ اُن کا ایمان صرف یہ ہو کہ اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں ہے۔

شعر ۲

صیادِ معانی کو یورپ سے ہے نومیدی
دلکش ہے فضا لیکن بے نافہ تمام آہو

شرح:- وہ شخص جو معانی و مطلب کا آرزو مند اور متلاشی ہے اُسے مغرب کے بتکدوں میں کوئی اپنا شکار نظر نہیں آتا۔ اگرچہ وہاں کی فضا بڑی خوشگوار ہے لیکن اُن صحراؤں میں کوئی ایسا ہرن نہیں ہے جو نافہ رکھتا ہو۔ یعنی وہاں کوئی مردِ مومن نہیں ہے جس کے سینے میں ایمان و زندگی کی خوشبو ہو۔

شعر ۳

بے اشکِ سحر گاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو

شرح:- بغیر الصبح ذکرِ الٰہی کے خودی کی درستی ناممکن ہے (شاعر نے چشم کو یاقوت سے اور اشکِ سحر مژگاں کو کنارِ جو سے تشبیہ دی ہے) جس طرح یاقوت پانی میں حسین معلوم ہوتا ہے اسی طرح انسان کی آنکھ اشک آلود بھلی معلوم ہوتی ہے۔ مردِ مومن کی آنکھ کا حُسن اسی میں ہے کہ وہ الصبح خدا کے ذکر میں اشک آلود رہے۔

شعر ۴

صیاد ہے کافر کا تو خیبر ہے مومن کا
یہ دیر کہن یعنی بتخانۂ رنگ و بُو

شرح:- اے مردِ مومن یہ دنیا ایک بت خانۂ رنگ و بُو ہے جو کافر کو

شکار کرلیتا ہے اور مردِ مومن کا شکار ہو جاتا ہے. کافر اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیتا ہے لیکن مومن اِسے اپنی حراست میں لے لیتا ہے.

شعر ۵

اے شیخ امیروں کو مسجد سے نکلوا دے
ہے اِن کی نمازوں سے محراب ترش ابرو

شرح:- اے بزرگِ دین میرا مشورہ ہے کہ خدا کے گھر سے ان امیروں کو نکال دے. کیونکہ یہ خدا پرست نہیں ہیں بلکہ (نعوذ باللہ) خدا فروش ہیں ان کی نمازیں اور ان کے سجدے مکر و فن سے لبریز ہیں جس کی وجہ سے مسجد ان کے وجود سے تنگ آچکی ہے.

(۱۳)

شعر ۱

مجھ کو تو یہ دنیا نظر آتی ہے دگرگوں
معلوم نہیں دیکھتی ہے تیری نظر کیا

شرح:- اے بزرگِ دین مجھے تو یہ دنیا ایک انقلاب کی حامل نظر آرہی ہے لیکن خدا معلوم تیری آنکھیں اِسے کس رنگ میں دیکھ رہی ہیں.

شعر ۲

ہر سینے میں اک صبحِ قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہوئے زیر و زبر کیا

شرح:- میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر شخص کے ذہن اور دل میں انقلاب کا تصور مچل رہا ہے. غالباً جوانوں کے خیالات درہم برہم ہو چکے ہیں.

شعر ۳

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی؟
اے پیرِ حرم تیری مناجاتِ سحر کیا!

شرح:۔ اے بزرگِ دین کیا تیری تسبیح خوانی ایسی زندگی کی تلافی کر سکتی ہے جس میں کوئی جذبۂ زندگی نہ ہو۔ کیا تیری یہ عبادت قوم کو بلند مقامات دے سکتی ہے؟ نہیں کیونکہ بغیر کسی جدوجہد کے کسی قوم کو مقامِ عزت حاصل نہیں ہوتا۔

شعر ۴

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خانقہوں سے
اِس شعلۂ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا

شرح:۔ یہ ناممکن ہے کہ مسجد کے ملّا اور مزاروں کے مجاور ملّتِ اسلامیہ کو ذلت سے نکال کر عزت دے سکیں۔ جو خود ہی پانی میں بجھا ہوا ہو وہ شعلہ کیا آگ پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ملّا وغیرہ تو خود دین سے بے خبر ہیں۔

(۱۴)

شعر ۱

بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی
بازو ہے قوی جس کا وہ عشق یداللّٰہی

شرح:۔ جس عشق میں سستی و جرأتِ رندانہ نہیں ہے وہ لومڑی سے بھی بزدل ہے لیکن جس کا بازو مضبوط ہے یعنی قوم کے پاس فولادی قوت ہے اور جس مرد کے پاس شمشیرِ جوہر دار ہے اور اس کی ضرب کاری ہے اسی کا عشق بھی کارگر ہے۔

شعر ۲

جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی ناپید ہے وہ راہی

شرح:۔ جس مسافر نے منزل کی مشکلوں کو ہی سامانِ منزل سمجھ لیا وہ اپنی تن آسانی کی وجہ سے تباہ ضرور ہوا۔

شعر ۳

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مردکِ میدانی
کہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی

شرح:۔ اے میدان کے رہنے والے پہاڑوں میں رہنے والوں کو دیوانہ اور وحشی نہ سمجھ بلکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان خلوتوں میں خود آگاہی کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ انہیں قوتِ بازو سے کما کر رزق پیدا کرنا ہے۔ یہ دوسروں کی کمائی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

شعر ۴

دُنیا ہے روایاتی عقبیٰ ہے مناجاتی
در بازدو عالم را این است شہنشاہی

شرح:۔ یہ دنیا اور اس کی تمام باتیں روایات پر مبنی ہیں۔ اور عقبیٰ عبادت سے حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں جہانوں میں رہ کر دونوں کو قبضۂ قدرت میں رکھ لینا ہی بادشاہت ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ دونوں عالموں کو ہار دیتا ہے۔

---

(۱۵)

شعر ۱

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالکِ رہ علمِ فقیری

شرح:۔ انسان کا ضمیر خود انسان کے مقامات کی شہادت دیتا ہے۔ اس لئے مقاماتِ انسان کو حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے علم کی حاجت نہیں ہے۔ ضمیر خود اُس علم کی رہنمائی کرتا ہے جس سے انسان کو خودی کی بادشاہت حاصل ہوتی ہے۔

شعر ۲

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

شرح:۔ جس طرح سے کہ لوہے میں نرمی اور ملائمی آجانے سے اس کا جوہر بیکار ہو جاتا ہے اسی طرح سے مردِ مومن میں سے تندی و تیزی چلے جانے سے شانِ مردانگی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ حاکمانہ جوہر کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

شعر ۳

خود دار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری

شرح:۔ اگر مردِ مومن خود دار نہ ہو تو اس پر زندگی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ محکومی کے لئے ذلیل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر مردِ مومن غیرت مند ہو تو اس کی غیرت از خود امیری کی تمہید بن جاتی ہے کیونکہ امیری زر سے نہیں عزت سے ہے۔

شعر ۴

افرنگ زخود بے خبرت کرد و گرنہ
اے بندۂ مومن تو بشیری تو نذیری

شرح:- اے مردِ مومن تجھے تو انگریز نے شانِ خودی سے بے خبر رکھا ہے ورنہ تو تو خود دنیا کو خوش خبری دینے والا ہے اور دنیا کو غلامی کی لعنتوں سے ڈرانے والا ہے۔

(۱۶)

شعر ۱

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے۔ خدائی

شرح:- جو قوم اپنے مرکز سے الگ ہو جاتی ہے پھر وہ بھٹکتی پھرتی ہے اور بے راہ ہو کر موت کے راستے پر قدم اٹھانے کے لئے مجبور ہو جاتی ہے لیکن جو صاحبِ مرکز ہو تو اس میں تمام صفاتِ حاکمانہ آجاتے ہیں۔ حاکمیت کا دوسرا نام خدائی ہے۔ بشرطیکہ حکومت حکومتِ الٰہیہ ہو۔

شعر ۲

جو فقر ہوا تلخیٔ دوراں کا گلہ مند
اُس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی

شرح:- مردِ مومن گردشِ زمانہ کا گلہ مند نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تمام حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور حالات کو سنوارنا اُس کے قبضے میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مردِ مومن گردشِ زمانہ کا شکوہ سنج ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ بہاروں کا طلبگار ہے۔

شعر ۳

اِس دور میں بھی مردِ خدا کو ہے میسّر
جو معجزہ پربت کو بنا سکتا ہے رائی

شرح:- اس زمانے میں بھی ایسے قلندر اور خدا آگاہ انسان موجود ہیں جن کے قبضے میں وہ قوتیں ہیں جن سے پہاڑ کٹ کر ذرّوں میں تبدیل ہو جائیں۔

شعر ۴

در معرکہ بے سوز تو ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تو کجائی تو کجائی

شرح:- اے مردِ مومن اگر تو میدانِ جنگ میں آتشِ عشق اور سوزِ ایمان سے کام نہیں لیتا تو کبھی کامراں نہیں ہو سکتا کیونکہ کمزور ذوق آتشِ زندگی کو گرما نہیں سکتا۔ اے مردِ مومن تو کہاں ہے تو کہاں ہے۔

شعر ۵

خورشید۔ سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مرے کہسار کو ملبوسِ حنائی

شرح:- اے حاکمانہ زندگی تو آفتاب بن کر مشرق یعنی اقوامِ مشرق کے پردوں سے اُبھر کر سامنے آ۔ اور آ کر میری بلندیوں کو دلہن بنا۔

(۱۷)

شعر ۱

آگ اِس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

شرح:- قوم میں اگر ایک انسان بھی صاحبِ یقین ہو تو وہ اپنے ایمان محکم اور یقینِ کامل

سے پوری قوم کے اندر سوزِ زندگی کے شعلے بھڑکا سکتا ہے۔

شعر ۲

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مردِ جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

شرح:۔ کبھی کبھی قوم میں پہاڑ یا میدان سے ایک مردِ مومن بھی پیدا ہو جاتا ہے جس کے عمل سے ٹھیکری بھی موتی بن جاتی ہے یعنی ایسے جواں ہمت آدمی کی رہنمائی میں بزدل مقلد بھی اپنے اندر جوش و خروش پیدا کر لیتے ہیں۔

شعر ۳

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں

شرح:۔ اے مسلمان۔ اے ملتِ اسلامیہ چونکہ اللہ نے تجھے قادرِ تقدیر پیدا کیا ہے اور اے انسان چونکہ تو کائنات کی دوسری چیزوں کی طرح تابعِ تقدیر نہیں ہے اس لئے تو اپنی تقدیر کا آپ مالک ہے۔ چنانچہ تو جس انداز سے چاہے اپنی تقدیر کو بنا سکتا ہے کیونکہ تقدیر تیرے ہی عمل کا ردِّ عمل ہے۔

شعر ۴

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمت ہو پر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں
بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
آیا جو زیرِ پر تو یہی آسماں زمیں

شرح:۔ جس نیلگوں فضا کو انسان آسمان سمجھتا ہے۔ اصل اس کی یہ نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی اپنی اڑان سے اتنا بلند اڑ جائے کہ یہ فضا اس کے

پروں کے نیچے آجائے تو پھر یہ حدِ نگاہ جس کا دوسرا نام آسمان ہے زمین بن جاتی ہے آسمان نہیں رہتی۔ یہی نہیں بلکہ ہر بلندی جب تک کہ اس پر انسان کا قدم نہیں پہنچتا بلندی کہلاتی ہے۔ لیکن جس وقت وہ بلندی انسان کی ہمت کی کمند کی اسیر ہو جاتی ہے تو بلندی مطیع ہو کر پستی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں وہ چوٹی ہمارے پاؤں تلے آکر ہماری زمین بن جائے گی۔ لیکن جو اسے نیچے سے دیکھیں گے ان کے لئے چوٹی ہی رہے گی۔

(۱۸)

شعر ۱

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری

شرح:۔ شیر شاہ سوری شہنشاہِ ہندوستان نے یہ بات بڑی معقول کہی تھی کہ جس قوم میں قبیلوں اور صوبوں وغیرہ کا امتیاز پیدا ہو گیا اُس کے مقدر میں ذلت لکھی گئی ہے۔ کیونکہ یہی امتیاز کسی قوم کو مرکزیت سے الگ کرتا ہے۔

شعر ۲

عزیز ہے انہیں نامِ وزیری و محسود
ابھی یہ خلعتِ افغانیت سے ہیں عاری

شرح:۔ افسوس کہ افغان قوم میں وزیری افغان اور محسودی افغان کا تعصب آگیا ہے اور ہر قبیلے کو صرف اپنے قبیلے کا وقار عزیز ہے۔ کسی کو بھی مجموعی طور پر ملی وقار عزیز نہیں ہے۔ افسوس کہ ابھی یہ قوم اپنے رتبے سے ناآشنا ہے۔ نہیں جانتی کہ افغان دنیا میں ایک دیو اور پہاڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

شعر ۳

ہزار پارہ ہے کہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بتوں کا زناری

شرح:۔ افغان باشندے کہتا ہیں. افسوس کہ ان کے اندر ہزار ٹکڑے ہو چکے ہیں. یہ ملت واحد ہزار قبیلوں میں بٹ چکی ہے. اور ہر قبیلہ صرف اپنے قبیلے کے مفاد کا پرستار ہے اور اپنے مقابلے میں دوسرے افغانی قبیلوں کو تباہ کرنے کے درپے رہتا ہے. یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ ہم سب ایک ملت ہیں. اور مسلمان ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں. یہ قبیلہ بندی ہماری اپنی تقسیم ہے. جو ملت کے حق میں موت ہے۔

شعر ۴

وہی حرم ہے وہی اعتبارِ لات و منات
خدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری

شرح:۔ اے افغان قوم تیرا یقین اب تک ان بتوں پر ہے. خدا تجھے ایسی ضرب عطا کرے جس سے یہ تمام بت ٹوٹ جائیں۔

(۱۹)

شعر ۱

نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے جو محتاجِ مہر و ماہ نہیں

شرح:۔ جو نگاہ کسی شے کی تمیز کے لئے سورج یا صبح کی روشنی کی محتاج ہے وہ نگاہ بیکار ہے. نگاہ تو وہ ہے کہ تاریکی میں بھی ہر شے کے جوہر بھانپ سکے۔

شعر ۲

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

شرح: ۔ اے مردِ مومن ! ایجادات اور زندگی کے کرشموں کا منتہا اہلِ مغرب کی کوششوں تک محدود نہیں ہے۔ تجھے تو خدا نے بہت ہی آگے جانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ چیزیں جنہیں تو اپنی کم نگاہی کے باعث انتہائے منزل سمجھ رہا ہے دراصل تیری راہ کے گرد و پیش کے ذرّے ہیں۔ تو اگر ہمت سے تحقیق کرے تو اہلِ مغرب کا علم تیرا محتاج ہو گا۔

شعر ۳

کھلے ہیں سب کے لئے غربیوں کے میخانے
علومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں

شرح: ۔ اے میرے بزرگ ! مغرب میں سائنس کی دنیا کے مے خانے سب کے لئے کھلے ہیں۔ ہر قوم ان سے مستفید ہو کر آگے بڑھنے کی حقدار ہے اور اس علم سائنس میں سرشار ہو کر تحقیق میں آگے قدم بڑھانا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ اطاعتِ الٰہی کا مظہر ہے۔ کیونکہ اللہ نے قرآن حکیم میں بارہا تلقین فرمائی ہے کہ زمین اور پہاڑوں کے سینے چیر کر علم و ہنر کی دولت حاصل کرو۔ کیونکہ ان کے اندر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے خزانے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ہر انسان اور بالخصوص مسلمان کا فرض ہے کہ اس حکم میں اللہ کی اطاعت کے ماتحت علمِ سائنس کو جزوِ ایمان بنا لے اور تحقیق کی راہ میں کسی مقام کو منتہائے منزل قرار نہ دے۔

شعر

اِسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوزِ لَا اِلٰہ نہیں

شرح:۔ لیکن اے مسلمان علم سائنس کے شیدائی ایک بات ذہن و قلب میں نقش کر لے۔ وہ یہ کہ اگر سائنس میں گم ہو کر تیرے ایمان پر اس کے مظاہرے غالب آ گئے اور تو بھی دوسروں کی طرح اس بات کا معتقد ہو گیا کہ کائنات کا وجود سائنس کی مادۂ ترکیب سے ہے تو پھر تو بھی دوسروں کی طرح گم راہ ہو جائے گا اس لئے میری نصیحت سن کہ سائنس کی دنیا کو بھی اپنے اللہ کی اطاعت میں سمجھ۔ اور پھر یہ سمجھ کہ یہ تمام چیزیں تیرے تابع ہیں تجھ پر غالب نہیں ہیں تو ان پر حکمراں ہے۔ جس طرح چاہے ان کے عمل سے کام لے لے۔ اس علم سائنس میں یہ قدرت نہیں ہے کہ اِن کی رضا اور منشاء کے مطابق تو کام کرے۔ لہٰذا تیرا یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ سب پر غالب ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور انسان کی اطاعت کے لئے ہے۔

شعر

سنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر؟
گلیم پوش ہوں میں صاحبِ کلاہ نہیں

شرح:۔ کیا یہ افسر اور افسروں کے صاحبزادے میری یہ بات سن لیں گے! نہیں۔ کیونکہ میں حاکم نہیں ہوں۔ میرے پاس بات منوانے کے لئے قوت نہیں ہے۔ میں ایک درویش ہوں۔ اور درویش کی سُنی ان سُنی کر دی جاتی ہے۔

---

(۲۰)

شعر ۱

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

شرح: ۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی خدا کے قانون کی حفاظت کا سوال اٹھا ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے یا تو صحرائی قومیں کمربستہ ہوئی ہیں یا کہستانی غیور اُٹھے ہیں۔

شعر ۲

دُنیا میں محاسب ہے تہذیب فسوں گر کا
ہے اِس کی فقیری میں سرمایۂ سلطانی

شرح: ۔ مردِ مومن ہی ایسی تہذیب کا جس میں جادوگری کے کرشمے پائے جاتے ہوں دنیا میں حساب لینے والا پایا گیا ہے۔ مردِ مومن نے ہی ایسی تہذیب کا مقابلہ کیا ہے اور اپنی ضربِ کاری سے اس بُت کو پاش پاش کیا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مردِ مومن بے سروسامان نظر آتا ہے لیکن یقینِ محکم کی دولت میں بادشاہوں سے بھی صاحبِ ثروت ہوتا ہے۔

شعر ۳

یہ حُسن و لطافت کیوں وہ قوت و شوکت کیوں
بلبل چمنستانی ۔ شہباز بیابانی

شرح: ۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کہیں تو بلبل گلستاں کی طرح آدمی کو پیکرِ نزاکت بنا دیا ہے اور کہیں شاہیں کی طرح سراپا قوت کر دیا ہے۔